امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت اور ان کی "الجامع الصحیح" پر مختصر مگر جامع اور مستند کتاب

آفتابِ بخارا

www.KitaboSunnat.com

تالیف: صاحبزادہ برق التوحیدی

ناشر: بیت التوحید، دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت
اور ان کی "الجامع الصحیح" پر مختصر مگر جامع اور مستند کتاب

آفتابِ بخارا

تالیف: صاحبزادہ برق التوحیدی

ناشر
بیت التوحید، دار السلام (اوہ بیک سٹور) پاکستان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

عنوان ـــــــــــ آفتاب بخارا

مؤلف ـــــــــــ برق التوحیدی

ضخامت ـــــــــــ 216 صفحات

اشاعت ـــــــــــ اگست 2016ء

مطبع

ثوبان نعمان پرنٹنگ پریس، لاہور

0300-8661763

ناشر

بیت التوحید، دارالسلام (انٹرنیشنل) پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ ـــــ کی

ـــــ "الجامع الصحیح" ـــــ

ـــــ "أصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہے!

'جس کا ختم باعث برکت ہے'
اور جس کے ختم پر دعاء
قبول ہوتی ہے' ـــــ

لہ الکتاب الذی یتلوا لکتاب ھدی
ھدی السیادۃ طود لیس ینصدع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراثتِ نبوی کے صحیح امین

زین الامت، فقیہ الامت، آیۃ اللہ، معجزہ نبوت، امیر المؤمنین
فی الحدیث، استاذ الاساتذین، سید المحدثین، الحافظ
الحجۃ الامام العلامۃ العارف مسائلہ

محمد بن اسماعیل بخاری رح

○

العلماء ورثۃ الانبیاء

کے صحیح مصداق،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اُس درویش صفت مردِ مجاہد کے نام
جس نے تمام زندگی سنت نبوی ﷺ
کے عظیم ذخیرہ ''الجامع الصحیح'' کے
درس و تدریس میں گزاری اور جن
کے ہزاروں تلامذہ آج ملک کے
اطراف و اکناف میں درس بخاری
دے کر ان کی روح کو راحت پہنچا
رہے ہیں۔

اس ولی اللہ کو الحاج مخدومناو مولانا سید مولیٰ بخش محدث کو
موی رحمہ اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے!

___ اللّٰھم اغفر له وارحمه وادخله الجنة الفردوس ___

یکے از فیض یافتگان

برق التوحیدی عفی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

194ھ _____ 256ھ

حافظ تھے وہ اقوالِ رسولِ عربی کے ! مانا ہے عجم مولد و منشائے بخاریؒ
راہِ طلبِ حق میں صعوباتِ زمانہ کچھ بھی نہ ہوئیں حوصلہ فرسائے بخاریؒ
ہر چند کہ پُر خار ہے یہ مرحلہ لیکن ! تھا عشقِ نبی ولولہ افزائے بخاریؒ
یہ پرتو تھا جلوۂ انوارِ نبیؐ کا پتلی سے بھی روشن تھا سویدائے بخاریؒ
چھپ سکتی نہ تھی ظلمتِ کذب اس کے مقابل وہ آئینہ تھا قلبِ مزکائے بخاریؒ
خالص کو علیحدہ کیا ہر ایک غش وغل سے معیار تھا گویا دل دانائے بخاریؒ
جو لکھی روایت وہ دُرِ قلزمِ تحقیق اللہ رے کلکِ گہر آمائے بخاریؒ
ملتا ہے شہ دین سے شرفِ ہم سخنی کا پھر مومن کامل کو نہ کیوں بھائے بخاریؒ
ممکن نہیں چھ لاکھ حدیثوں کا پرکھنا ہر ایک سے جز دیدہ بینائے بخاریؒ
تائیدِ الٰہی تھی ضروران کی معاون اس عُہدہ مشکل سے جو برآئے بخاریؒ
تنقیدِ روایت میں اُس وقت سے اب تک تسلیم سب کو یدِ طولائے بخاریؒ
عالم میں کوئی ایسا محدث نہیں گزرا برتر ہے بہت شانِ معلائے بخاریؒ
اس نورِ الٰہی کی ضیا یوں ہی رہے گی افواہ سے ممکن نہیں اطفائے بخاریؒ

آسان نہیں تالیفِ احادیثِ صحیحہ
یہ کام ہے الحق یدِ بیضائے بخاریؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- تقاریظ 12
- سخن ہائے گفتنی 28
- کلمۃ المؤلف 40
- الامام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ 46
- تنبیہ 46
- فائدہ 47
- ولادت 48
- سن رشد اور تعلیم 49
- اسفار علمیہ 52
- واقعہ بصرہ 53
- سفر کوفہ 54
- سفر بغداد 54
- سفر شام 55
- سفر مصر 55
- حقیقت حال 56
- تقوی وزہد 58
- خودداری 60

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سادگی وقناعت 61
- ورزش 62
- صفائی 62
- عبادت وریاضت 63
- رحمدلی 64
- ادب 65
- بے تکلفی 66
- غیبت سے اجتناب 68
- احترام حدیث 69
- فراست 70
- سعۃ الحفظ 72
- معرفت العلل 78
- تنبیہ 81
- تعظیم الامام 83
- ثناء الاقران 87
- رباعیات بخاری 90
- تنبیہ 95
- امام صاحب کا ذوق ادب 96
- امام صاحب اور امام زہلی کے درمیان اختلاف 97
- رجوع الی بخارا 101
- وفات سے پہلے 102
- تاریخ وفات 103

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- وفات کے بعد 103
- مختصر مگر جامع 104
- ازدواجی زندگی 105
- شیوخ وتلامذہ 106
- فوائد 108
- روحانی اولاد 109
- تصنیفات 110
- الجامع الصحیح، اسم الکتاب اور اس کی توضیح 120
- الجامع 121
- المسند 121
- اول من صنف المسند 122
- الصحیح 124
- اول من صنف الصحیح 124
- کتاب الآثار 133
- المختصر 135
- امور، سنن وایام 136
- سبب تالیف 137
- فائدہ 140
- اندازِ تالیف 140
- موضوع کتاب 142
- الصحیح کی مقبولیت 145
- شروط البخاری فی الصحیح 147

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فائدہ 149
- کتاب البخاری اصح الکتب 152
- الصحیح اور اس کے ناقدین 158
- طعن فی الرجال 163
- تراجم الصحیح 165
- فائدہ 169
- فقہ البخاری 169
- کیا امام بخاری مقلد تھے؟ 197
- تعلیقات بخاری 186
- تنبیہ 198
- عود الی المقصود 191
- اعادۃ الحدیث وتقطیعہ 192
- تقطیع 194
- الصحیح کی فنی حیثیت 194
- خبر الصحیح یفید القطعیۃ 196
- ترتیب الصحیح 197
- الصحیح کے نسخے 204
- عدد مرویات 207
- فائدہ 209
- الصحیح پر کتابیں 211
- کتب علی المؤلف 215

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

شیخ المعقولات والمنقولات استاذ الاساتذہ، بحر العلوم، بقیۃ السلف
مخدومنا حضرت العلام مولانا محمد عبداللہ صاحب امجد چھتوی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ التفسیر والحدیث مرکز الدعوۃ السفیہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

امیر المومنین فی الحدیث وسید الفقہاء والمحدثین حضرت الامام بخاری رحمہ اللہ نے بہت محنت شاقہ اور جانفشانی سے ''الجامع الصحیح'' کو سولہ سال میں مرتب فرمایا اور دوران تصنیف بے نظیر اور حیران کن پارسائی اور تقوی و پرہیز گاری کا اہتمام کیا کہ ''خیر بقاع الارض مساجدھا'' سے بھی بڑھ کر ''بیت اللہ الحرام'' جس میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ''ان مابین منبری و بیتی روضۃ من ریاض الجنۃ'' ایسی عظیم اور لاثانی قطعہ ارض کا انتخاب فرمایا اور ہر حدیث کے اندراج سے پہلے غسل اور دو نفلوں کا اہتمام اور پھر آخر میں دعائے استخارہ کا التزام کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کا مسودہ مکہ، بصرہ اور بخارا میں تیار کیا اور اس کی تبییض مسجد حرام میں کی اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول ﷺ کے پہلو میں بیٹھ کر تراجم ابواب لکھے۔ ①

اور پوری کتاب اس انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب رحمہ اللہ کو یہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ محدثین کی پارلیمنٹ میں اپنی کتاب کو پیش کیا اور پوری پارلیمنٹ

① هدی الساری، ج: 1، ص:18.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو نظر استحسان سے دیکھا اور اس کی تصحیح فرمائی۔

اور متقدمین موالک، احناف، شوافع اور حنابلہ سبھی نے اس کو قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ اور تمام مسالک والوں کے نزدیک اس کی احادیث کی صحت پر اتفاق و اتحاد پایا جاتا ہے اور یہ اعزاز و شرف صرف جامع صحیح البخاری کو حاصل ہوا۔

اکابرین میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جیسی نقاد شخصیت نے لکھا ہے۔

"لم ينفرد بتصحيح ورواية بل رواها الائمة لا يحصيها العدد الا اللّٰه"

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على صحتهما ومن يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين"[1]

اکابرین احناف میں سے علامہ بدرالدین عینی نے لکھا ہے۔ لانزاع بین تنقیدہ بین اثنین۔ احناف نے لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بارہ گاہ میں جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ مقبول تھے۔ اسی طرح ان کی "صحیح" بھی بارگاہ رسالت میں شرف پذیرائی رکھتی ہے۔

امام ابوزید مروزی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیت الحرام میں رُکن اور مقام کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ابوزید! شافعی کی کتاب کب تک پڑھتے رہو گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟

میں نے عرض کیا حضور آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل کی جامع[2]

علامہ انور شاہ کشمیری بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ بیداری میں "صحیح البخاری" پڑھی ہے اور ان آٹھ ساتھیوں میں سے ایک حنفی تھا۔[3]

---

① حجة اللّٰه البالغة، ج: 1، ص: 34. ② هدى الساري، ج: 2، ص: 2-3.
③ فيض الباري، ج: 1 ص: 2-4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاخرین احناف نے تقلیدی ذہن کی وجہ سے زبردست تعصب رکھنے کے باوجود لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو سب عرب وعجم کے علماء نے قبولیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ بلکہ عرب لوگ جو غیر عربی کو عجمی ہی کہتے چلے آئے ہیں ان سب کو امام بخاری کی عظمت کے سامنے سر جھکانے پڑے۔

علامہ انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں جتنی احادیث درج فرمائی ہیں وہ قطعی الصحت ہیں (فیض الباری)

احناف نے یہاں تک لکھا ہے کہ شرق وغرب کے علماء کرام اسکی صحت پر متفق ہیں اور اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اُنہوں نے جو احادیث درج فرمائی ہیں وہ واجب العمل ہیں۔[1]

بریلوی مکتبہ فکر کے عظیم سکالر اور اس دور کے جید عالم مولانا غلام رسول سعیدی نے اپنی کتابوں تذکرۃ المحدثین اور نعمۃ الباری میں لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح کو بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی۔ قرآن کریم کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے وہ ''صحیح بخاری'' ہے صحیح البخاری پر سب سے زیادہ کام کیا گیا۔ اسکی بے شمار شروحات لکھی گئی ہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کے زمانہ سے لے کر آج تک تمام دینی مدارس میں انتہائی اہتمام اور شکوہ کے ساتھ صحیح بخاری کا درس دیا جاتا ہے۔[2]

متحدہ ہندوستان میں بریلوی مکتبہ فکر کے عظیم سکالر فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجد رحمہ اللہ سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا فرماتے ہیں۔

اسلامی تصنیفات میں اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت صحیح بخاری کو عطا فرمائی وہ کسی تصنیف کو آج تک نہ حاصل ہوسکی بلکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ کی دوسری تصنیفات کو بھی نہ حاصل ہوئی جن کی تعداد بیس ہے۔ شرقاً غرباً تمام ممالک اسلامیہ میں اس کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔[3]

---

① مقدمه حاشيه صحيح البخاري مولانا احمد علي سهارنپوري.

② تذكرة المحدثين ص 185. ③ نزهة القاري ص 1/8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض تمام مسالک کے ہاں امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی صحیح کی صحت و عدالت مسلمہ ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ ان نادر علمی شخصیتوں میں سے واحد ایسی شخصیت ہیں جن کا مطالعہ ہر ذی علم کو ہونا ضروری ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ ان یگانہ اشخاص میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ان فی قصصھم عبرۃ لاولی الا لباب"

ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کی سیرت سے روشناس کرایا جائے۔ صاحب تحریر مولانا برق التوحیدی نوجوان عالم دین ہیں اور اُنہوں نے اپنے دور کے اکابر اہل علم شیخ المشائخ حافظ محمد گوندلوی، شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی شیخ الحدیث پیر محمد یعقوب قریشی، شیخ الادب شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبداللہ جھال والے رحمہ اللہ جیسے اساطین علم سے کسب فیض کیا ہے اور علمی ذوق رکھتے ہوئے "آفتاب بخارا" میں اُنہوں نے بہت خوبصورت پیرائے میں امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت، ان کی صحیح کی خصوصیات، اہل علم کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ اور دیگر کئی موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

قارئین سے اُمید ہے کہ وہ اس کتاب کو خود پڑھیں گے اور دیگر احباب کو بھی اس کے مطالعہ کی رغبت دلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا برق التوحیدی کو مزید علم دے اور اللہ تعالیٰ ان کو مسلک کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

محمد عبداللہ امجد چھتوی

شیخ الحدیث

مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ فیصل آباد

2016-04-15

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

شیخ التفسیر والحدیث، استاذ المعقولات والمنقولات، شیخ المشائخ حضرت العلام مولانا حافظ عبدالعزیز علوی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔

آفتاب بخاریٰ

امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ جنہیں تاریخ نے سید الفقہاء، امیر المومنین فی الحدیث اور امام الحفاظ والنقاد جیسے عظیم الشان القاب سے یاد کیا ہے وہ اپنی ذات اور خدمات میں لاثانی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو جن خوبیوں بلکہ خصوصیات سے نوازا تھا ان کا اعتراف متقدمین و متاخرین تو کجا ان کے اساتذہ اور معاصرین نے بھی کیا ہے۔ امام بخاری کے استاذ اور امام مالک کے خصوصی شاگرد ابومصعب احمد الزھری نے ایک مجلس میں فرمایا:

محمد بن اسماعیل افقه عند ناوابصر بالحدیث من احمد بن حنبل.

''محمد بن اسماعیل بخاری ہمارے نزدیک امام احمد سے بھی حدیث کی زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور حدیث پر ان کی نظر بھی ان سے زیادہ ہے۔''

تو حاضرین مجلس سے کسی نے اعتراض کیا:

جاوزت الحد

آپ نے حد سے تجاویز کیا ہے۔ امام ابومصعب نے فرمایا:

لو اورکت ما لکا د نظرت الی وجهه و وجه محمد بن اسماعیل لقلت کلاهما واحد فی الفقه والحدیث.[1]

---

[1] السیر، ج: 12، ص: 420.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر تو امام مالک کو پالیتا اور امام مالک اور امام بخاری دونوں کے چہرے پر گہری نظر ڈالتا تو یقیناً کہہ اُٹھتا کہ دونوں فقہ اور حدیث میں یکساں ہیں۔''

امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل کے مقدمہ ص 4 پر محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے امام شافعی اور امام محمد بن الحسن کے درمیان، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی باہم افضلیت پر مکالمہ نقل کیا اور اس پر یوں تبصرہ فرمایا ہے:

فقد قدم محمد بن الحسن، مالك بن انس على ابى حنيفة واقرله بفضل العلم بالكتاب والسنة والآثار وقد شاهد هما وروى عنهما.

''امام محمد بن الحسن نے امام مالک کو امام ابوحنیفہ سے آگے قرار دیا ہے اور کتاب وسنت اور صحابہ وتابعین کے اقوال کے علم میں ان سے بڑے ہونے اور برتر ہونے کا اقرار کیا ہے جب کہ اُنہوں نے دونوں کو دیکھا اور دونوں سے روایت کی ہے۔''

چنانچہ امام بخاری ان تینوں چیزوں۔ کتاب وسنت اور اقوال سلف۔ کے علم میں یقیناً امام مالک سے بہت آگے ہیں جیسا کہ مؤطا امام مالک اور صحیح بخاری کے موازنہ سے ثابت ہوتا ہے۔

امام ابومصعب کی طرح امام مالک کے دوسرے شاگرد جلیل القدر محدث امام قتیبہ بن سعید ثقفی فرماتے ہیں:

ياهو لآء، نظرت فى الحديث و نظرت فى الراى وجالست الفقهاء والزهاد والعباد مارايت منذعقلت مثل محمد بن اسماعيل، هو فى زمانه مثل عمر فى زمانه ولو كان فى الصحابة لكان آية.[1]

''اے طلبہ! میں نے حدیث اور رائے پر نظر دوڑائی ہے اور فقہاء وتارکین دنیا

---

[1] السير، ج: 12، ص: 431.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عبادت گزاروں کے پاس بیٹھا ہوں جب سے میں نے شعور سنبھالا ہے میں نے محمد بن اسماعیل جیسا فرد فرید نہیں دیکھا۔ وہ اپنے دور میں اسی طرح جامع کمالات ہیں جس طرح اپنے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے مثال تھے۔ اگر یہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہوتے۔''

علامہ ابن عابدین شامی حنفی نے لکھا ہے:

الا مام البخاری معجزة للرسول البشیر النذیر حیث وجد فی امته مثل هذا الفرد العدیم النظیر، من کان وجوده من النعم الکبری علی العالم امیر المومنین احد سلاطین الاسلام الا مام المجتهد ابو عبداللّٰه محمد بن اسماعیل البخاری.....امیر المومنین و سلطان المحدثین الحافظ الشهیر والناقد البصیر وقداجمع الثقات علی حفظه واتقانه وجلالة قدره عما عداه من اهل عصره.[1]

''امام بخاری، بشیر ونذیر رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہیں کہ آپ ﷺ کی اُمت میں آپ جیسا عدیم النظیر اور بے مثال کوئی نہیں ملتا آپ کا وجود جہاں میں نعمت کبری ہے جو امیر المومنین فی الحدیث اور سلاطین اسلام میں سے ہیں مشہور حافظ و ناقد اور گہری نظر رکھنے والے سلطان المحدثین اور بہت بڑے مجتہد ہیں ان کے دور کے تمام قابل اعتماد لوگوں نے ان کے حفظ وضبط اور اتقان وپختگی نیز جلالت قدر پر اتفاق کیا ہے۔''

جبکہ آپ کی الجامع الصحیح کے متعلق امام ابو زید مروزی کہتے ہیں: میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا کہ خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ابو زید، تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھتا رہے گا اور میری کتاب نہیں پڑھے گا؟ تو میں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ آپ کی کتاب کون سی ہے؟

---

[1] سیرة البخاری، ص: 169.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''جامع محمد بن اسماعیل''[1]

شیخ عبدالحق حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ امام بخاری نے اپنی الجامع کا پہلی دفعہ مسودہ تیار کیا پھر دوسری دفعہ اس کی تبییض کی پھر تیسری دفعہ اس کی تہذیب وتنقیح کے لیے ہر حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور جس حدیث کے بارے بالمشافہ (رو برو) یا خواب میں آپ ﷺ نے اجازت رحمت فرمائی اور اس کی صحت کا کامل یقین ہوگیا اس کو الجامع الصحیح میں درج کردیا۔[2]

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے امام عبدالوہاب شعرانی شافعی سے نقل کیا ہے کہ: میں نے صحیح بخاری آٹھ ساتھیوں کے ساتھ بیداری میں رسول اللہ ﷺ سے پڑھی ان آٹھ ساتھیوں میں ایک حنفی تھا۔[3]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

اتفق علماء الشرق والغرب على انه ليس بعد كتاب اللّٰه اصح من صحيح البخاري ومسلم.[4]

مشرق ومغرب یعنی تمام دنیا کے اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد صحیح بخاری اور مسلم سے بڑھ کر کوئی کتاب زیادہ صحیح نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی نے بھی لکھا ہے:

كتاب اصح بعد كتاب اللّٰه ذى الجلال واصح من صحيح مسلم على اصح الاقوال.[5]

صحیح ترین قول کی رو سے بخاری شریف، اللہ تعالیٰ ذوالجلال کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب ہے اور صحیح مسلم سے بھی زیادہ صحیح ہے۔

---

① السیر، ج: 12، ص: 438. ② اشعة اللمعات، ص: 10. ③ فیض الباری، ج: 1، ص: 204. ④ العمدة، ج: 1، ص: 8. ⑤ سیرة البخاری، ص: 169.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے محترم ومکرم دوست اور دینی بھائی مولانا برق التوحیدی ﷾ نے اس جلیل القدر امام سید المحدثین والفقہاء کی سیرت وکردار اور زندگی کے معاملات اور آپ کی انتہائی معتبر ومستند کتاب الجامع الصحیح کے بارے انتہائی محنت اور اخلاص ومحبت سے بہت ساری معلومات جمع کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی محنت وکاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔

عبدالعزیز احمداللہ علوی

2 رجب المرجب 1437ھ

4 مئی 2016ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

شیخ الحدیث، استاذ العلماء، مصنف شہیر، مفتی جماعت فضیلۃ الشیخ
حضرت علامہ ابو محمد عبدالستار الحماد المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ
رئیس مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین وبعد

اس عالم رنگ و بو میں جو آتا ہے وہ یہاں سے جانے کی تمہید لے کر آتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

''آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں بھیجا ہے۔ اس ضابطہ قرآنی کے باوجود کچھ خوش قسمت اور سعادت مند حضرات ایسے ہیں کہ اُنہیں دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں بیت گئی ہیں۔ لیکن آج بھی وہ لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کی، اپنی حیات مستعار کو اللہ کے دین کی آبیاری اور احیاء سنت کے لیے وقف کیے رکھا۔ اپنی تمام زندگی اشاعت قرآن اور ترویج حدیث پر قربان کر دی۔

کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے۔

الناس قسمان موتی فی حیاتھم والآخرون ببطن الارض احیاء

لوگوں کی دو اقسام ہیں، ایک وہ جو زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہیں اور دوسرے وہ جو زمین کے پیٹ میں بھی زندہ جاوید ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین کرام کا بھی یہی حال ہے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ان کی خوشبو ہمارے قلوب و اذہان کو معطر کر رہی ہے اور ان کے علم و فضل کے ہر سو پھیلے ہوئے چرچے ہمیں نظر آتے ہیں۔ یقیناً یہ حیاتِ جاوداں اُنہیں ورثہ نبوت کی حفاظت اور پاسبانی کرنے کی وجہ سے ملی ہے۔ امام الفقہاء، امیر المومنین فی الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری بھی اسی سلسلہ الذہب کی ایک کڑی ہیں۔ امام بخاری کی محدثانہ جلالت قدر کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ امام بخاری کا تعلق اہل فارس سے ہے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی ہے کہ اگر دین ثریا ستارے کی بلندی پر بھی ہوتا تو اہل فارس سے کچھ لوگ وہاں جا کر بھی اسے حاصل کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد اسلام کی نشر و اشاعت کا جتنا کام اہل فارس نے سرانجام دیا۔ یہ سعادت دوسرے لوگوں کو نصیب نہ ہو سکی۔ بڑے بڑے محدثین عظام اور فقہاء کرام کی اکثریت اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہے۔ خصوصاً ارباب صحاح ان میں شامل ہیں۔ ہمارے ممدوح امام بخاری بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ امام بخاری نے دین اسلام کی سربلندی کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہیں ان کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ جس کا اندازہ ان کے متعلق ان کے اساتذہ اور معاصرین کے اقوال سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

امام بخاری کی مدح و توصیف میں اگر متاخرین علماء و مشائخ کے اقوال تفصیل سے بیان کیے جائیں تو کاغذ اور سیاہی تو ختم ہو جائے گی مگر امام بخاری کی مدح و ستائش ختم نہیں ہوگی۔

آپ امام بخاری کے متعلق مزید فرماتے ہیں:

فذالك بحر لا ساحل له.

''یہ تو ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔''

واقعی امام بخاری رحمہ اللہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی تھے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروٹ اپنی رحمت سے نوازے۔ امام بخاری نے متعدد کتب تالیف فرمائیں ہیں لیکن جو مرتبہ اور مقام صحیح بخاری کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو نہیں مل سکا۔ محدثین کرام کے ہاں یہ مقولہ مشہور ہے۔

اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔

سنن نسائی کے مؤلف امام ابوعبدالرحمن نسائی فرماتے ہیں:

کتب احادیث میں محمد بن اسماعیل بخاری کی کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ ①

امام بخاری کے اپنی صحیح میں قائم کردہ تراجم وعنوانات کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجتہد مطلق، امام الفقہ اور تحریکِ آزادی فکر کے علمبردار ہیں۔ آپ فقہی فروع اور اجتہادی مسائل میں مروجہ مسالک سے بالکل آزاد ہیں۔ مذاہب اربعہ میں سے کسی کی مخالفت یا موافقت کا انحصار تعصب یا عقیدت کی بنا پر نہیں بلکہ کتاب وسنت کی دلیل پر ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جس طرح احناف سے اختلاف کیا ہے وہاں شوافع حضرات سے اختلاف کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ امام بخاری کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا سید انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی مسلک کی تقلید نہیں کی بلکہ اجتہاد کا راستہ اختیار کیا ہے ان کی فہم وبصیرت نے جو فیصلہ کیا اُنہوں نے اسے آزادی کے ساتھ اپنایا ہے۔ ②

مسائل میں ایک مجتہد کا دوسرے مجتہد کے ساتھ موافق ہونا چیزے دیگر است، یہ بات کسی مجتہد کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ دوسرے محدثین کرام کی طرح صرف کتاب وسنت کی بالادستی ثابت کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں ادب و احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی کی مخالفت کو خاطر میں نہیں لاتے، کسی نے سچ کہا ہے۔

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفی ﷺ برجان مسلم داشتن

---

① تاریخ بغداد، ص: 9، ج: 2. ② فیض الباری، ص: 335، ج: 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں

عرصہ ہوا کہ راقم الحروف جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں حکومتِ سعودیہ کی طرف سے بطور مدرس تعینات تھا۔ وہاں قیام کے دوران ایک دن کوئی صاحب ملاقات کیلئے تشریف لائے اور استفسار فرمایا کہ کیا توحید برقی یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان سے نام کے متعلق سہوا قلب ہوا۔ لیکن حقیقت کے اعتبار سے یہ سبقت لسانی بہت معنیٰ خیز تھی۔ وہ ہمارے ممدوح، مخلص دوست حافظ عبدالقہار برق التوحیدی کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے۔ واقعی برق التوحیدی، توحید برقی ہیں۔ ان کی توحید میں برق کی کاٹ اور چمک ہے۔ وہ ایک ماہنامہ کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ جس کا نام بھی ''التوحید'' ہے۔ اس رسالہ میں توحید برقی کو نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ قارئین کے زیر نظر کتاب '' آفتاب بخارا'' کے مؤلف یہی ہمارے دوست برق التوحیدی ہیں۔ ان کی یہ تالیف امام بخاری کی سیرت اور ان کی مبارک تالیف '' الجامع الصحیح'' پر مختصر و مستند مگر جامع بلکہ اس موضوع پر دیگر کتابوں سے بوجوہ ممتاز کتاب ہے جو مشائخ وطلبہ کے لیے یکساں مفید ہے اس کتاب میں محترم جناب برق التوحیدی صاحب نے بہت خوبصورت انداز میں امام بخاری کی سیرت اور ان کے علمی کردار کو نمایاں کیا ہے۔ نیز ان کی تالیف لطیف صحیح بخاری کی خصوصیات، اہل علم کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ اور دیگر کئی ایک موضوعات پر گرانقدر اور سیر حاصل بحث کی ہے۔ قارئین کرام دوران مطالعہ اس حقیقت سے آشنا ہوں گے۔ ہمارے دوست محترم قاری حفیظ الرحمٰن سندھو ﷾ نے چند دن کے نوٹس پر مجھے آفتاب بخارا کے متعلق کچھ لکھنے کے متعلق فرمایا۔ سو مجھ سے جو ہو سکا اسے سپرد قلم کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو اپنے ہاں شرف قبولیت سے نوازے اور مؤلف و ناشر کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب الدعوات: ابو محمد عبدالستار الحماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں
تاریخ تحریر: 26 مئی 2016ء بروز جمعرات
موبائل: 0300-4178626

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

شیخ المعقولات والمنقولات الفاضل المحقق المدقق استاذ الاساتذہ حضرت العلام
فضیلۃ الشیخ محمد یعقوب صاحب قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن فیصل آباد

الحمد للّٰہ وکفی والصلٰوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

اسلام کی بنیاد شرعاً پانچ چیزوں پر ہے کلمہ شہادت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج اور صیام۔ گو یہ امور اپنی جگہ پر تمام ہی اہم ہیں لیکن جو مقام اور اہمیت کلمہ شہادت کو حاصل ہے اس کا ثبوت اس امر سے واضح ہے کہ باقی ماندہ چار چیزوں کا انحصار پہلی چیز پر ہی ہے اگر انسان کا اقرار اور تصدیق باللہ اور اس کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ہے تو باقی ماندہ امور پر عمل بھی انسان کے لیے مفید ہے نہیں تو پھر بالکل بے فائدہ۔ مثلاً ایمان ہے تو صلوٰۃ و زکوٰۃ کا اعتبار ہے، نہیں تو نہیں۔ بخلاف ایمان کے اگر وہ ہے پر نماز روزہ نہیں تو بالآخر نجات ممکن ہے۔ لیکن اس کلمہ شہادت میں پہلے جزء توحید کے اقرار و تصدیق کے ساتھ ساتھ دوسرا جز محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور قولاً فعلاً آپ کی رہنمائی کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ مکمل نجات اس پر سہارا کیے بغیر کبھی بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جس کی بہتر صورت آپ ﷺ کی پیروی، اطاعت اور اپنی عقل پر شریعت کی نقل کو فائق اور حاکم تسلیم کرنا ہے۔ انسان کی عقل نے اگر چہ کائنات کی کافی مخفی چیزوں پر رسائی حاصل کی ہے لیکن اعتقادی امور کے ادراک میں کافی حد تک ناکام بھی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ آج کا عقل مند انسان چاند پر رسائی حاصل کرنے کے بعد مریخ کی تسخیر میں سرگرداں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو خدا کی معرفت اور پہنچان میں اتنا ہی دور اور بعید ہے حتیٰ کہ یہ کہتے ہوئے شرماتا نہیں'' کہ ہمارا راکٹ اور انسان تو چاند تک جا پہنچا پر مسلمانوں کا خدا کہاں ہے جس کو ابھی تک ہم نہیں پا سکے'' نعوذ باللّٰہ من ذالك:

عقل کا دعویٰ کرنے والے خدا کی ذات کے بارے کتنے ناداں ہیں جو یہ سمجھتے یا مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ چاند کی تسخیر'' نعوذ باللہ من ذالک'' خدا کی تسخیر ہے حالانکہ یہ چیزیں نظام شمسی سے تعلق رکھتی ہیں اور خدا کی ذات اس نظام پر بھی حاوی ہے۔

آخر یہ لوگ بھی تو عقلاء میں شامل ہیں جو ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے اتنے ناواقف ہیں اگر عقل اتنی ہی فعال ہوتی تو خدا کے بارے سبھی عقلاء کا اتفاق ہوتا پر وہ اختلاف کا شکار ہیں بلکہ بعض کا انکار۔

معلوم ہوا اعتقادات میں اصل حاکم شریعت ہے اور شریعت کے بغیر راہنمائی ممکن نہیں اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کا نوعِ انسانی پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ان امور میں راہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نہ صرف اعتقادی امور میں ہی راہنمائی فرمائی بلکہ رحمان اور انسان، انسان اور انسان کے درمیان بعض دوسرے معاملات میں بھی بطریق احسن ایسی راہنمائی فرمادی جس سے انسان اللہ کی پہنچان، نجات کامل، اپنی اور معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں بہتر مقام بھی حاصل کرسکتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے ارسال کی نعمت کے ساتھ ساتھ یہ بھی کتنی بڑی اللہ کی نعمت ہے کہ اس نے محدثین کی ایک ایسی جماعت پیدا کی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اقوال وافعال کو یک جا جمع کرنے کی کوشش فرمائی جس سے آج ہمارے لیے صحیح راہنمائی حاصل کرنے میں بہت آسانی پیدا ہوگئی ورنہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے انبیاء علیہم السلام کے اقوال و افعال کی طرح آخر الزماں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اقوال و افعال کا بھی کیا حشر ہوتا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محدثین عظام کی یوں راہنمائی فرما کر اپنے دین کی حفاظت کے اس دعوے کو پورا کیا جس کا اعلان اس آیت میں فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾

چونکہ انسان کا ذہن وفکر ایک جیسا نہیں لہٰذا محدثین کے جمع حدیث کا طریق بھی ایک جیسا نہیں محدث کے طریق و اسلوب کو سمجھنے سے احادیث کے سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کے اسلوب کو سمجھنے سے احادیث کے سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کے اسلوب کو سمجھنے کے لیے یہ مختصر اور نا تمام رسالہ (جو حضرت موصوف نے چند صفحات پر مشتمل لکھوایا تھا) پیش خدمت ہے۔

میں نہیں سمجھتا اس مختصر سے رسالہ میں وہ کونسی ادا ہمارے شاگرد رشید مولانا عبدالقہار صاحب متعلم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کو پسند آئی کہ اُنہوں نے اس کی اشاعت کا ارادہ کیا۔ ارادہ نیک اور کام کا رخیر ہے۔ لہٰذا ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اور ہمیں ایسے کاموں کی مزید توفیق عنایت فرمائے۔

آمین یارب العالمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

محمد یعقوب قریشی آف جہلم
جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع لائلپور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن ہائے گفتنی

جب یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام نہ صرف کہ مکمل و اتم اور ہمہ گیر و جہانگیر ہے بلکہ وہ اپنی جملہ تعلیمات کے ساتھ محفوظ بھی ہے تو ظاہر ہے یہ حفاظت جن ذرائع سے متحقق ہوئی اور جن ہاتھوں یہ کارنامہ سرانجام پایا وہ سبھی پہلو اس لائق ہیں کہ اُمت مسلمہ ان سے آگاہی پائے کہ یہ بھی من وجہ اس کا دینی فرض ہے بلاشبہ تعلیماتِ اسلام بنیادی طور پر دو ہی چیزوں کا نام ہے قرآن کریم اور حدیث پاک، چنانچہ ان کی حفاظت کا ایک نظام قدرت ہے جو انسانی اختیار سے مافوق اور غیر مرئی ہے۔ جیسا کہ نزول قرآن کے وقت تک آسمانوں سے لیکر زمین تک فرشتوں کی سخت نگرانی رہی حتیٰ کہ جنات نے کہا۔

﴿ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۝ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾

''اور ہم نے آسمان کو چھوا تو اُسے انگاروں کی سخت حفاظت میں پایا اور ہم پہلے وہاں (وحی) سننے کو بیٹھتے تھے مگر اب جو سننے کی کوشش کرے گا انگاروں کو اپنے تعاقب میں پائے گا۔'' (الجن: ۸، ۹)

وحی الٰہی کی اس حفاظت کو قرآن میں متعدد جگہ پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا جبکہ ایک جگہ یہ بھی فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (الحج: ۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب شیطان ان کی خواہش میں دخل دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شیطان کے دخل کو مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی آیات کو محکم رکھتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔''

اس آیت کریمہ کے تحت دو چیزیں خصوصاً غور طلب ہیں ایک یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرآت میں ''محدث'' کے الفاظ بھی ہیں اسی طرح آپ ''امنیۃ'' میں فرماتے ہیں:

اذا حدث القی الشیطان فی حدیثه فیبطل اللّٰه ما یلقی الشیطان.

''جب آپ ﷺ حدیث بیان کرتے ہیں تو شیطان آپ ﷺ کی بات میں دخل دیتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ختم کر دیتے ہیں۔''

اب ان دونوں کو ملا کر حفاظت وحی پر غور کریں تو واضح معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اس وجہ سے کہ قرآن وحدیث دونوں معناً اس اطلاق وعموم کا مصداق ہیں۔

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی.

آنحضرت ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ آپ کی طرف وحی ہی ہوتی ہے۔

بلکہ حکماً بھی یکساں ہیں کہ۔

﴿ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ (آل عمران:۱۳۲)

''اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

تو یہ تصور کرنا ممکن بھی نہیں رہتا کہ وحی جلی وخفی میں فرق ہونے کے باوصف ان کی حفاظت میں فرق روا رکھا جائے اور تنزیل وتبیین کی تقسیم کے باوجود وحی کی ان دونوں اقسام کی حفاظت کا فرق بڑا غیر منطقی اور نامعقول ہے شاید اسی لیے قرآن کریم اور حدیث پاک کی مرحلہ اولیٰ کی غیر مرئی حفاظت میں اگر اللہ تعالیٰ کے فرشتے ذمہ داری نبھاتے ہیں کہ وہ حراس السماء ہیں تو دوسرے مرحلہ میں مرئی حفاظت کے لیے زمین پر یہ ذمہ داری حضرات محدثین نے نبھائی ہے اسی لیے حضرت امام مسلمہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

فوجدنا المحدثین معتصمین بالنبوة.....لانھم تکلموا بامور عالیة فی انباء الغیب خطرات ونطقوا بالحکمة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباطنة فاصابوا فيما تكلموا وعصموا فيما نطقوا كعمر بن الخطاب..... وما تكلم به من البراهين العالية"[1]

''ہم نے محدثین کو نبوت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے پایا ہے کیونکہ اُنہوں نے جن اُمور و اوقاف پر بات کی وہ بڑے اہم ہیں اور اُنہوں نے سراپا باطنی حکمت کا اظہار کیا ہے اور جو بات کی درست کی اور وہ اس اظہار حکمت اور بیان لطائف میں اسی طرح محفوظ تھے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ اُنہوں جو بھی کہا اعلیٰ دلائل سے کہا۔''

چنانچہ قرآن و حدیث کی حفاظت کا پہلا مرحلہ محدثین کے طبقہ اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں طے پایا اس کے بعد دوسرے مرحلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کتابت سے بڑھ کر باقاعدہ مروج تدوینی کیفیت کی بنیاد رکھی گئی جبکہ تیسرے مرحلہ میں تابعین اور اُن کے دور میں یہ تدوین ایک فن کی حیثیت اختیار کر گئی جس کے بعد علم جرا۔ قرآن وسنت کی خدمت میں اس فن کی جملہ اقسام کو بروکار لایا گیا لیکن اس میں دوسری اور تیسری صدی کے دور کا بڑا اہم کردار ہے کہ اس دور میں یہ فن اپنے کمال وعروج کو پہنچا اس دور میں جن رجال کار کو اللہ تعالیٰ نے حفاظت دین اور حراست شریعت کے منتخب فرمایا اور یہ کارنامہ سرانجام دینے کے لیے ویسی ہی معجزانہ صلاحیتوں سے نوازا ان میں سرفہرست امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل البخاری ہیں جنہوں نے نہ صرف اس فن کو اپنی انواع واقسام کے اعتبار سے ایک نئی جہت دی بلکہ اسے تکمیل تک بھی پہنچایا کہ بعد میں آنے والے سبھی ان ہی کے پیروکار اور خوشہ چیں نظر آتے ہیں۔

یقیناً امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے بھی یہ کام ہوا اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ مگر امام بخاری رحمہ اللہ کو جو چیز تمام محدثین سے ممتاز کرتی ہے اس کو سمجھنے کے لیے ایک مرتبہ پھر پیچھے پلٹیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تفسير القرطبي، ج: 12، ص: 85.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لو کان فی امتی محدث لکان عمر»

''اگر میری اُمت میں کوئی محدث (ملہم) ہوتا تو وہ عمر ہے۔''

کیونکہ!

الحق ینطق علی لسان عمر.

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔''

یہ ہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق کہا گیا ہے۔

وھو فی زمانه کعمر فی الصحابة.

''وہ اپنے دور میں اس طرح ہیں جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔''

گویا جس طرح دین اسلام کی نصرت وحمایت کے لیے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وشوکت اور قوت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتخاب قدرت ہیں اسی طرح قرآن وسنت کی حفاظت کے لیے اور دینِ اسلام کے تحفظ اور دفاع کے لیے امام بخاری انتخابِ قدرت ہیں اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیتا تھا۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کو دیکھ کر کذاب ووضاع گزرنے کی جرأت نہیں کر پاتے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تفقہ وبصیرت اور فراست وحکمت کا مقابلہ نہیں کہ وہ الہامی ہے اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کی بصیرت وفقاہت بھی لا جواب ہے کہ وہ الہامی ہے۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کردار سے امام بخاری رحمہ اللہ کے توافق کے تناظر میں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح بعض فتنہ پروروں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی سے تکلیف تھی اور وہ ان کو برداشت نہ کر پاتے تھے۔ ویسے ہی پس منظر میں امام بخاری رحمہ اللہ سے بعض لوگوں کی پریشانی سمجھ آجاتی ہے اور یہ راز بڑی آسانی سے پایا جاسکتا ہے کہ اگر بعض لوگ امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح پر نقد جرح کی زبان طعن دراز کرتے ہیں تو اس کا پس منظر کیا ہے۔

امام بخاری اور اُن کی اس کتاب مستطاب۔ الجامع الصحیح۔ کو جو مقام ومرتبہ نصیب ہوا اس سے حاسدوں کا پیدا ہونا بھی یقینی ٹھہرا۔ مگر اس کے باوجود۔ الجامع الصحیح۔ اور اُس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مولف کو جو امتیاز حاصل ہے وہ کوئی نہ پا سکا۔ علامہ محمد جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان۔صحیح البخاری۔ مفخر علماءالمذاهب على الاطلاق، لا سيما اذا أخرج فيه ما وافق مذهبهم، ولم يبق فاضل من علماء المذاهب الاَّ وعُني به، مابين شارح له وقاري، وساعٍ لتلقيّه، وحريص على سماعه، ومفتخر بالاجازة به وبقرب السَّند الى جامعه، حتى ان أرباب الأثبات والمسلسلات، نوّعوا الاتصال بجامعه بأسانيد غريبة مابين شاميّ وحجازي، ومصريّ وعراقيّ، وهنديّ ومغربيّ، ورووه مسلسلاً بالشافعية، والحنفية، والمالكية، والحنابلة، ورأوا ذلك من التحدث بالنّعمة، ولايُحصى من خدمه بالشرح من أ فاضل الحنفية كما يراه من راجع۔ كشف الظُّنون۔ وهذه مزية لم ينلها غيره من كل ما أُلِّف، وصنِّف، حتّى ولا الأئمة المتبوعون عليهم الرّحمة والرّضوان، اذ لم تخدم مؤلّفتهم كما خدم "صحيحه" من علماء المذاهب كافة۔[1]

خلاصہ کلام یہ کہ صحیح البخاری تمام علمائے کے لیے باعث فخر ہے خصوصاً جب اُن کے مذہب سے موافق حدیث ذکر کی جاتی ہے۔ چنانچہ تمام مذاہب کے علماء نے اس کتاب مستطاب سے اپنے تعلق کو اپنے لیے ضروری اور باعث شرف سمجھا۔ خواہ قرأت وسماعت کی صورت میں یا حاشیہ وشرح کی صورت میں ہو۔ پھر خواہ وہ شامی ہوں یا حجازی، مصری ہو ں یا عراق، ہندی ہوں یا مغربی، بلکہ شافعی ہوں یا حنفی، مالکی ہوں یا حنبلی، سبھی نے اس سے نسبت کو اپنے لیے نعمت وسعادت سمجھا۔ حتیٰ کہ لاتعداد حنفی علماء نے اس کتاب کی

---

[1] حياة البخاري، ص: 50 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کی اور یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو کسی بھی مصنف کو نہ مل سکا۔ حتیٰ کہ ائمہ اربعہ اور اُن کے پیروکاروں کو بھی یہ مقام نصیب نہ ہوا۔

البتہ خود امام بخاری یا اُن کی۔ الصحیح۔ پر جو طعن و نقد ہوا اُس میں ایک مکذوبہ حکایت پر موصوف فرماتے ہیں۔

لا يشكّ النّبيه بأن الدّافع لمختلق هذه الحكاية و مفتريها هو الحسد على ما آتى اللّه البخاري من رفعة القدر، وسموا لذكر، ونباهة صحيحه في السنة على كل مسند وكتاب، حتى صار مرويه فصل الخطاب، والفيصل بين ماتطمئن به النفس من الحديث وما فيه ارتياب، وأصبح مالم يخرجه في "صحيحه" موضع الريبة في تصحيحه، اذ لولا علة فيه لما تركه في الأصول، أو التعليقات، كما أشار النّووي في شرح مقدمة مسلم" و السخاوي في "شرح الألفية"[1]

یعنی کوئی بھی باخبر انسان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ اس جھوٹی حکایت کو بیان کرنے والے کا دل۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام بخاری رحمہ اللہ کو ملنے والی عظمت اور اُن کی صحیح کو ملنے والی قدر و منزلت پر۔ آتشِ حسد سے جل رہا ہے۔ جبکہ امام بخاری کی کتاب فیصلہ کُن حیثیت رکھتی ہے جس کی احادیث کی صحت پر بلا ریب ہر شخص کو اطمینان ملتا ہے اور جو حدیث بخاری میں نہ ہو اس کے معلول ہونے کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اور امام سخاوی نے اشارہ کیا ہے۔

علامہ قاسمی مرحوم کے اس تبصرہ و تجزیہ کا پس منظر امام بخاری کی احناف سے وہ مخالفت ہے جو اُنہوں نے بعض مواقع پر اشارۃً مسلک احناف سے کی اور بعض الناس کے الفاظ سے نقد کیا ہے۔ امام بخاری کا مسلک احناف پر نقد کسی ذاتی رنجش یا مفاد کی بنا پر نہیں بلکہ احقاق حق کی بنا پر ہے۔ ورنہ بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جہاں امام بخاری نے

---

[1] حياة البخاري، ص: 52

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ کے موقف کی تائید کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منصف مزاج احناف بھی جس طرح امام بخاری کے تفقہ و اجتہاد کے قائل ہیں اسی طرح ان کی کتاب کی اصحیت اور حجیت کے بھی قائل ہیں بلکہ بسااوقات توامام صاحب سے اپنے مذاہب کی موافقت کو بڑے فخر اور مسرت سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ دیگر آئمہ کرام کی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا قول تو معروف ہے کہ:

ان تصحیح مسلم لا یبلغ تصحیح البخاری.[1]

امام مسلم کی تصحیح امام بخاری کی تصحیح کو نہیں پہنچ سکتی۔

مگر حضرات احناف نے بھی یہی کہا ہے چنانچہ علامہ تورپشتی نے جب سنن ابی داؤد کی روایت پر لکھا کہ:

والحدیث مافی کتاب ابی داؤد افصح واقیس.

کہ سنن ابوداؤد کے الفاظ زیادہ فصیح اور قرین قیاس ہیں۔

تو علامہ طیبی نے فرمایا: وفیه نظر فان رواة البخاری اوثق واضبط والا عتماد علی مارووه اولی واحری.

تورپشتی کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ بخاری کے رواۃ زیادہ ثقہ اور ضابط ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت پر اعتماد کرنا ہی زیادہ مناسب اور ضروری ہے۔

ان دونوں مشائخ کے تبصرہ پر علامہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔

ولا یخفی ان کلام الشیخ (التور بشتی) لا ینا فی کو ن کتاب البخاری کما هو معلوم عند کل احد انه اصح روایة واقوی درایة.[2]

یعنی علامہ تورپشتی کا تبصرہ امام بخاری کی کتاب کے روایت میں زیادہ صحیح اور درایت میں زیادہ مضبوط ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

---

[1] قاعده جلیله فی التوسل والوسیله، فقره:500، ص: 184.

[2] المرقاة، ج: 8، ص: 327.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ طیبی کا مقام ملا علی قاری حنفی کے ہاں کیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ فضائل قرآن میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

وبهذا تبين لك ان تنظير الطيبى احسن وابلغ مما نظره ابن حجر ثم تبجح.①

اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ طیبی کا نظیر بیان کرنا ابن حجر کے نظیر بیان کرنے سے زیادہ خوبصورت اور بلیغ ہے۔ گویا ملا علی قاری حنفی بایں صغری کبری امام بخاری کی کتاب کی روایۃ و درایۃ افضلیت کے قائل ہیں۔ احناف اپنے صغری کبری سے کتاب الآثار کو اصح الکتب قرار دیتے ہوئے موطا کی اصحیت کا سہارا بھی لیتے ہیں تو ملا علی قاری موطا کی اصحیت سے متعلق امام شافعی کے مشہور قول پر فرماتے ہیں:

وقال الشافعى فى حقه هواصح الكتب بعد كتاب اللّٰه لكن هذا قبل وجود الصحيحين والا فصحيح البخارى هوالاصح مطلقا على الاصح واللّٰه اعلم.②

امام شافعی نے موطا کے متعلق کہا ہے کہ وہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے مگر ان یہ قول صحیحین کے وجود میں آنے سے پہلے کا ہے جبکہ درست بات یہی ہے کہ مطلقاً (کتاب اللہ کے بعد) سب سے صحیح ترین کتاب ''صحیح بخاری'' ہے۔

اس موقعہ ہمارا مقصد صحیح بخاری کی اصحیت پر علماء احناف کی تصریحات بیان کرنا نہیں ورنہ اس موضوع پر بہت سا مواد جمع کیا جا سکتا ہے بلکہ صرف اشارۃ یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک طرف تعصب اور حسد کا مظاہرہ ہے کہ نقد کے نشتر چلائے جاتے تو دوسری طرف منصف مزاج احناف بھی ہے یا یوں کہیے کہ نظریہ ضرورت کے تحت اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اور امام بخاری کی فقہ حنفی سے موافقت کو ان کے تفقہ و اجتہاد اور ان کی کتاب کی اصحیت کی دلیل بھی گردانتے ہیں مثلاً دیکھیے علامہ عینی حنفی۔ اولوا الامر۔ کی تعبیر و تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

① المرقاة، ص: 376/4. ② المرقاة، ج: 1، ص: 256.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحادی عشر: عام فی کل من ولی امر شئی وھوا لصحیح والیه مال البخاری.[1]

گیارھواں قول یہ ہے کہ یہ عام ہے جو ہر شخص کو شامل ہے۔ جس کے سپرد کوئی بھی معاملہ ہو اور یہی صحیح ہے اور اسی طرف امام بخاری کا میلان ہے۔

اسی طرح مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ترجم البخاری علی حدیث الباب۔ باب الحربی اذدخل بغیر امان احد۔ وھو الاوجه فان استئما نه لم یعلم وھل الباعث للمصنف علی ھذا التبویب ان الحربی اذ ذاك یکون فیئا للمسلمین عنداحمد وکذلك عندنا.[2]

اب امام بخاری کی رائے کا۔ اوجہ۔ اور مناسب ہوتا، شاید اسی وجہ سے ہے کہ وہ احناف کے موافق ہے۔

ملا علی قاری حنفی نماز خوف کی کیفیت سے متعلق علامہ طیبی کا قول ذکر کرنے کے ساتھ فرماتے ہیں:

وھذا مذھب ابی حنیفة اه واختاره البخاری.[3]

بظاہر امام ابوحنیفہ کے ذکر کے بعد ضرورت نہ تھی کہ امام بخاری کا ذکر کیا جاتا لیکن امام صاحب کے مذہب میں جو نادیدہ ضعف ہے اس کے جبران کو امام بخاری کی قوت تفقہ اور عظمتِ بصیرت کا سہارا ضروری سمجھا گیا یا کم از کم اُن کی تائید سے اُن کی عظمت وفقاہت کا اعتراف ہے۔

اسی طرح علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والامام البخاری موافق لنا فی اشتراط الوضوء للجنازة[4]

یعنی امام بخاری جنازہ کے لیے وضوء کے شرط ہونے پر ہمارے موافق ہیں۔

---

[1] عمدة القاری، ص: 235/18. [2] حاشیه بذل المجهود: ص 12/ 175.
[3] المرقاة، ج: 3، ص: 276. [4] العرف الشذی، ص: 31.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وانت تعلم ان علماء المذاهب كلهم يتفاخرون بموافقة حديث البخاري اياهم لكونه اصح عندهم[1]

اور آپ کو معلوم ہے کہ تمام مذاہب کے علماء فخر کرتے ہیں کہ امام بخاری کی حدیث اُن کے موافق آئی ہے اس لیے کہ اُن کے نزدیک وہ صحیح ترین ہے اور تو اور بریلویت کے بانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب صحیحین کی احادیث کے مقابلہ میں امام سیوطی وغیرہ کی کتب کے ذکر پر اس قدر نالاں ہیں کہ فرماتے ہیں:

''صحاح جلیلہ مشہودہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواذ غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے شرم نہ آئی۔''

بلکہ لکھتے ہیں: شدت تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا۔ یا ان پر بھی طبقہ رابعہ کا حکم ہوگیا..... شرم شرم شرم[2]

معذرت، بات قدرے طویل ہوگئی ورنہ ہم عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و بصیرت کی طرح محدثین میں امام بخاری کی عظمت و بصیرت کا مقام سب محدثین پہ بلند بالا ہے اور یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ جس طرح نظام اسلام کا استحکام و تنفیذ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لازوال کارنامہ بلکہ اعجاز نبوت کا مظہر ہے اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کا اسلام کی معنوی تنفیذ اور تفہیم و تبیین بلکہ تقیید میں یہ کارنامہ لازوال اور اعجاز نبوت کا مظہر ہے۔ لہٰذا دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار و عظمت اور خدمات کے اعتراف کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اُمت پر فرض بلکہ قرض ہے۔ اسی طرح دیگر حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور ان کی خدمات کے اعتراف کے باوجود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا تذکرہ اُمت پر فرض اور قرض ہے۔ اس فرض اور قرض کو ادا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی گئی اور کی جاتی رہے گی اور ایسا کیا جانا ضروری بھی ہے کہ ان نفوس قدسیہ کا ذکر ہمارے ایمان کی تازگی و شادابی کے ساتھ احساس پیدا کرتا ہے کہ ان

---

[1] فيض الباري، ج: 2، ص: 478. [2] روحوں کی دنیا، ص: 220-222.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسنوں کو محض لفظی طور پر یاد نہ رکھا جائے بلکہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت اسلام میں بھی علمی و عملی حصہ ڈالا جائے۔ بالخصوص ترقی اور تہذیب وتمدن کے نام پر اس دور جاہلیت جدیدہ میں نسل نو کو اپنے اسلاف سے متعارف کروانا از بس ضروری ہے ہماری یہ ادنی سی کوشش بھی اس جذبہ کی مظہر ہے۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ ہماری اس کوشش میں کوئی نئی بات نہیں صرف امام بخاری رحمہ اللہ سے متعلق مولفین صحاح ستہ کا مقالہ اور سیرت بخاری از مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ کا اختصار وتفصیل ہے۔ خیال رہے مولفین صحاح ستہ، کتاب حضرت الاستاد شیخ المشائخ مولانا عبدہ الفلاح رحمہ اللہ کی زیر ادارت ترتیب دی گئی تھی جس کے اکثر مقالات محقق العصر فضیلۃ الاستاذ حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کاوش ہیں ہم نے اگرچہ دیگر مراجع سے بھی استفادہ کیا ہے تاہم جس طرح عربی زبان میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ اور اُن کی الصحیح پر لکھنے والوں کے سامنے وہی ہیں کہ الھدی الساری اور الفتح سے کوئی مستغنی نہیں جبکہ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے سامنے تاریخ بغداد، تاریخ غنجار اور تاریخ دمشق وغیرہ ہیں اسی طرح اردو میں امام بخاری رحمہ اللہ پر لکھنے والے مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ سے مستغنی نہیں۔ جزاہ اللہ خیرا۔ اگرچہ ہر شخص کچھ نہ کچھ فوائد بھی رکھتا ہے مگر مجموعی طور پر حقیقت یہی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے تو اس تناظر میں ہماری یہ کوشش بھی کوئی نئی نہیں لیکن عام لوگوں خصوصاً طلبہ کو سامنے رکھ کر جو کچھ ترتیب دیا گیا ہے اسے اُسی معیار پر دیکھا جائے۔ چنانچہ ہم نے مراجع کا ذکر کر دیا ہے اگر کہیں ذکر نہ ہو تو موخر الذکر دونوں کتابوں سے ماخوذ سمجھا جائے۔

ہم نے جو کوشش کی اس میں کس حد تک کامیاب ہوئے۔ قارئین ہی بہتر فیصلہ کریں گے تاہم یہ حقیری کوشش 1976ھ میں منصۂ شہود پر آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایڈیشن ختم ہو گیا اس کے بعد بہت سے مہربانوں نے بالمشافہ اور بالواسطہ دوبارہ اشاعت پر توجہ دلائی لیکن کثرت مشاغل و مشاکل اور قلت وسائل کی بنا پر ایسا کیا جانا ممکن نہ ہو سکا اب بھی چند احباب کے اصرار پر بلکہ ان کے تعاون سے اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جا رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ہم نے اس اشاعت ثانیہ میں تصحیح و تنقیح کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود کمی کوتاہی اور اغلاط پر معذرت خواہ ہیں۔

اس عذر خواہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں حضرت المخدوم مولانا مولیٰ بخش محدث کوموی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی کا وعدہ کیا گیا تھا، الحمد اللہ اُن کے حالاتِ زندگی کو اُن کے قریبی عزیز جناب محترم مولانا سید عبدالخالق شاہ صاحب ترمذی حفظہ اللہ نے قلم بند کر دیا ہے۔ یہ کتاب موصوف مرحوم پر نہایت جامع اور لائق مطالعہ ہے جس کے بعد اب کچھ لکھنا ضروری نہیں رہا لہٰذا ایفائے وعدہ سے معذرت۔

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے بعد ان رفقاء کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ جن کے تعاون و تشجیع سے اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کی ہمت پا رہا ہوں۔ خصوصاً حضرت مولانا علامہ محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام مامونکانجن، حضرت مولانا قاری فضیلۃ الشیخ حضرت القاری حفیظ الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام مامونکانجن اور اس موقعہ پر اساتذ الا ساتذہ حضرت العلام شیخ التفسیر والحدیث مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب علوی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اور اُن سے بھی بڑھ کر شیخ الحدیث و التفسیر، جامع المعقولات و المنقولات، شیخ المشائخ، بقیۃ السلف حضرت العلام مولانا محمد عبداللہ صاحب امجد چھتوی حفظہ اللہ اور مفتی جماعت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ ابومحمد عبدالستار الحماد المدنی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ جو یقیناً کتاب کے درجہ اعتماد و استناد میں اضافہ کا سبب ہے۔ جزاھم اللّٰہ خیرا۔

اللھم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و صل على سيد نا و مولانا محمد وعلى آله و بارك وسلم

برق التوحیدی 04-04-2016ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۃ المؤلف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد!

اس بات میں قطعاً شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اُٹھا رکھی ہے اور یہ بات بھی محتاجِ وضاحت نہیں کہ اسلام سے مراد کتاب و سنت ہے گویا کہ جس طرح قرآن کی حفاظت بذمہ الٰہی ہے اسی طرح سنت کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ قرآن حکیم میں تو آج تک کسی نے ردو بدل نہ کیا نہ ہی ہو سکا کیونکہ وہ ابتداہی سے مسلمہ طور پر محفوظ ہو چکا تھا۔ البتہ سنت نبوی ﷺ چونکہ ابتداء میں بایں صورت مدون نہ تھی، لہٰذا اہل ہواء کی خواہشات بلکہ شبہات کا شکار ہو گئی لیکن یہ بات خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھی۔ چنانچہ اس نے ایسے محدثین وقتاً فوقتاً پیدا فرمائے جنہوں نے نہ صرف احادیث کو مدون ومرتب فرمایا بلکہ ایسی احادیث کو الگ کر دیا جو لوگوں کی خود ساختہ تھیں، یہی نہیں بلکہ اُنہوں نے اپنی اس ذمہ داری کا احساس اس قدر فرمایا کہ صحیح وسقیم کو بھی جدا جدا بیان فرمایا تا کہ کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو سکے۔

لیکن ان امور کے باوجود محدثین یہ ضرورت محسوس کرتے چلے آئے کہ کوئی ایسا مجموعہ ہونا چاہیے جو فقط احادیث صحیحہ کا ذخیرہ ہو اور انسان بلا تامل اس پر عمل کئے چلا جائے۔ اب ایسا مجموعہ تیار کرنا یقینا جہاں بہت صعوبت تھی وہاں بہت بڑی سعادت بھی تھی جو منتخب من اللہ انسان کے علاوہ کسی کو حاصل نہ ہو سکتی تھی چنانچہ یہ سعادت امام بخاری رحمہ اللہ کو نصیب ہوئی کہ اُنہوں نے ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جو صرف احادیث صحیحہ ہی سے منتخب کیا گیا جس کو اُنہوں نے ''الجامع الصحیح'' کا نام دیا یہ مجموعہ حقیقتاً نہ صرف کہ اُمت کی ضرورت بلکہ محدثین کی تمناؤں کے مطابق تھا، یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد اور کسی محدث نے یہ محسوس نہ کیا کہ احادیث صحیحہ کے مجموعہ کی علم حدیث میں تشنگی یا کمی ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کوئی پورا کر دے۔ اگرچہ بعد ازاں اس موضوع پر کام تو کیا گیا لیکن تمام کا اصل یہی ذخیرہ حدیث بنا۔ جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی الصحیح ہے یہ بھی اگرچہ صحیح احادیث ہی کا ذخیرہ ہے لیکن امام دار قطنی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف ہی اس کا احتیاج ہے اور وہ ان ہی خوشہ چین ہیں چنانچہ ان دونوں کی صحت پر علماء و محدثین نے شہادت دی۔ کہ واقعی یہ حدیثِ رسول ﷺ کا ایسا ذخیرہ ہیں جن پر انسان بلا سوچے سمجھے عمل کر سکتا ہے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اما الصحیحان فقد اتفق المحد ثون علی ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانهما متواتران الی مصنفیهما وانه کل من یهون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین.[1]

بخاری رحمہ اللہ کی صحت پر تو علماء نے یہ بھی کہا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کہ تمہیں طلاق ہے۔'' اگر بخاری رحمہ اللہ میں کوئی غیر صحیح روایت ہوئی'' تو اس عورت پہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ کیونکہ بخاری میں کوئی ضعیف روایت ہے ہی نہیں غرضیکہ محدثین کی خواہش کے مطابق احادیث کا اس قدر صحیح مجموعہ تیار ہوا کہ انسان بلا تردد اس پر عمل کر سکتا ہے۔

بہر حال اس قسم کی خدمتِ علم نبوت سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی اور اس طرح تلقی بالقبول حاصل کیا جو کسی دیگر مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ بنا بریں تمام طبقے اسے کتاب اللہ کے بعد تشریعی حجت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اس کا تعارف ضروری تھا اور پھر اس کے تعارف میں یہ بات جزو لاینفک تھی کہ اس کے مؤلف کے حالات زندگی بیان کئے جاتے اور دونوں کے متعلق چند ایک مستند معلومات کو سامنے لایا جاتا تا کہ اُمت مسلمہ اپنے ایک عظیم محسن کو بھی بنظر مطالعہ اور بحوالہ کتاب ہی سہی دیکھ سکیں اور اس کتاب کے متعلق بھی معلوم ہو جائے جس کو وہ حجت شرعی سمجھتے ہیں۔

---

[1] حجة اللّٰه البالغه، ج:1، ص: 34.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب تالیف

1974ء میں راقم الحروف نے ''دارالعلوم تعلیم الاسلام'' ماموں کانجن میں حضرت العلام شیخ الحدیث سید محمد یعقوب صاحب قریشی رحمہ اللہ سے بخاری رحمہ اللہ شریف پڑھی تو اُنہوں نے تقریر بخاری میں ایک مختصر سا مقالہ ''الجامع الصحیح اور اُس کے مؤلف'' کے عنوان پر لکھا یا تھا۔ اسی وقت سے دل میں یہ تمنا تھی کہ اسے زیور طباعت سے آراستہ کر دیا جائے لیکن بلا اضافہ اسے شائع کرنا چنداں مفید نہ تھا کیونکہ وہ امتحانی نقطہ نظر سے نہایت ہی مختصر تھا۔ چنانچہ اسی وقت سے اس کو مزید بڑھانا شروع کیا لیکن وسائل کی کمی کے باعث طبع نہ ہو سکا۔ اسی دوران ''مولفین صحاح ستہ'' کو دیکھنے کا موقعہ ملا تو اس میں بھی امام صاحب اور ان کی ''الصحیح'' پر نہائیت مختصر چند صفحات پر مشتمل ایک مقالہ تھا۔ دورانِ ترتیب جب سیرت بخاری رحمہ اللہ مؤلفہ مولانا عبدالسلام رحمہ اللہ صاحب مبارکپوری دیکھی تو وہ نہائیت ہی مفصل اور ضخیم تھی، اگرچہ اس کی افادیت کا انکار مشکل ہے۔ تاہم اس کا بالاستیعاب مکمل پڑھنا طبیعت کے لیے باعث ملال تھا تو ان ہر دو کی تفصیل و اختصار نے ارادہ کو مزید تقویت بخشی۔ چنانچہ توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا تو آج بحمد اللہ مکمل ہو رہا ہے۔

غرضِ تالیف کی طرف اگرچہ مندرجہ بالا سطور میں اشارہ ہو چکا ہے تاہم حقیقت حال یہ ہے کہ جب بھی کسی کی سیرت یا اس کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تو چند ایک امور مدِ نظر ہوتے ہیں جیسا کہ رباعیات بخاری رحمہ اللہ سے واضح ہوتا ہے ان میں سے دو باتیں خاص طور پر مدِ نظر رکھی جاتی ہیں۔

اول: یہ کہ صاحب ترجمہ کے حالات کو پڑھ کر قاری اپنی حیاتِ مستعار کے نشیب و فراز کا احساس کرے اور آنے والی نسلیں اس کے مطابق اپنی سیرتوں کو ڈھال لیں۔

ثانی: یہ کہ اس شخصیت میں چند ایک ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے خلق خدا کے دلوں میں اس سے محبت و عقیدت اور اس کے نقش قدم پر چلنے کا شوق و شعور پیدا ہوتا ہے اور ''الاغتباط فی العلم'' وغیرہ کے تحت انسان اس شخصیت و سیرت کو اپنے لیے مشعلِ راہ بناتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ بصرہ

حجاز میں چھ سال گزارنے کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ نے بصرہ کا قصد کیا جو اپنے وقت میں علم و ادب اور اشاعت حدیث کے لحاظ سے بہت ترقی یافتہ تھا۔ بصرہ پہنچ کر امام صاحب رحمہ اللہ، امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ، صفوان بن عیسیٰ رحمہ اللہ، محمد بن عرعرۃ رحمہ اللہ، ابو الولید طیالسی رحمہ اللہ، محمد بن سنان رحمہ اللہ اور ان کے معاصرین و اقران سے استفادہ کرتے رہے۔

بصرہ کا سفر امام صاحب رحمہ اللہ نے چونکہ متعدد مرتبہ کیا ہے۔ بایں وجہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ درج ذیل واقعہ کس سفر کا ہے۔ واقعہ حاشد بن اسماعیل کی زبان سے یوں ہے کہ!

ایک دفعہ امام بخاری رحمہ اللہ تحصیلِ علم کے زمانہ میں مشائخ بصرہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ مسلسل سولہ دن کے سماع میں امام صاحب رحمہ اللہ نے کچھ بھی قلم بند نہ کیا۔ ساتھیوں کے اس صورت حال کو قابل اعتراض سمجھنے پر امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو اپنی کتابت پر فخر ہے تو میرے ساتھ تقابل کر لیجئے۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے پندرہ ہزار (15000) سے زائد روایات کا ذخیرہ زبانی کہہ سنایا۔ حاضرین مجلس امام صاحب کے حافظہ پر حیران و ششدر ہو کر رہ گئے۔ حاشد بن اسماعیل اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد ساتھیوں کی کیفیت کو ان کے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

جعلنا نحكم كتبنا من حفظه.[1]

ہم اپنی کتابوں کو امام صاحب رحمہ اللہ کے حافظہ سے درست کیا کرتے تھے

اس واقعہ سے امام صاحب رحمہ اللہ کی قوت حافظہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ تمام کچھ امام صاحب رحمہ اللہ کے حافظہ ہی کی خیر و برکت سے تھا۔ چنانچہ کبھی یوں بھی ہوتا کہ آپ بصرہ کی احادیث شام، شام کی مصر کے سفر سے واپسی پر قلمبند کرتے۔[2]

---

[1] تاریخ بغداد، ج: 2، ص: 15؛ تاریخ دمشق، ج: 28، ص: 364؛ مقدمہ فتح الباری، ص: 478. [2] تاریخ دمشق، ج: 28، ص: 367.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفرِ کوفہ

اس کے بعد آپ نے کوفہ کا سفر بھی متعدد بار کیا۔ وہاں جا کر امام صاحب رحمہ اللہ نے جن شیوخ سے بعد از تحقیق و وثوق روایات لیں، ان کے نام علامہ نووی کے کہنے کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:

امام عبداللہ بن موسیٰ، ابونعیم، احمد بن یعقوب، اسماعیل بن ابان، الحسن بن ربیع، خالد بن مخلد سعید بن حفص، طلق بن غنام، عمر بن حفص، عروہ، قبیصہ بن عقبہ، ابوغسان وغیرہ، یہ ہیں وہ شیوخ بخاری جن سے آپ نے کوفہ جا کر استفادہ کیا۔

سفرِ بغداد

بغداد خلافِ عباسیہ کا دارالسلطنت تھا۔ سلطنت کی علمی قدر افزائی نے بغداد کو منبع علوم اور مرجع خلائق بنا دیا تھا اور ہر طرف سے تشنگانِ علم، بغداد کا رُخ کر رہے تھے، بغداد کی علمی حیثیت کا علم امام احمد کے اس قول سے بھی ہوتا ہے جو اُنہوں نے امام بخاری کو بغداد چھوڑنے پر کہا تھا کہ:

اتترك الناس والعصر والعلم و تصير الى خراسان قال ابو عبداللّٰه الآن اذكر قوله.[1]

کیا آپ لوگوں کو اور اہل زمانہ نیز علم کو چھوڑ کر خراسان جا رہے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول اب مجھے یاد آ رہا ہے۔

بغداد میں رہ کر آپ نے جن شیوخ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان میں احمد بن حنبل رحمہ اللہ محمد بن عیسیٰ الطباع، محمد بن سابق اور سریج بن نعمان وغیرھم خاص کر قابل ذکر ہیں۔

محمد بن یوسف کی روایت کے مطابق آپ نے بغداد کا سفر آٹھ مرتبہ کیا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد، ج: 2، ص: 23؛ تاريخ دمشق، ج: 28، ص: 364؛ السير، ج: 12، ص: 403؛ طبقات حنابله، ج: 1، ص: 277.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفرِ شام

آپ نے تحصیلِ علم کے لیے شام کا سفر بھی کیا اور وہاں جا کر علامہ یوسف الفریابی، ابونصر اسحاق بن ابراہیم، آدم بن ابی ایاس، ابوالیمان الحکم بن نافع اور حیوۃ بن شریح جیسے مشہور محدثین سے تکمیل کی اور اُن کے اہلِ علم معاصرین سے بھی فائدہ اُٹھایا۔

سفرِ مصر

مصر پہنچ کر آپ نے عثمان بن صالح، احمد بن شبیب، سعید بن ابی مریم، احمد بن اشکاب، عبداللہ بن یوسف جیسے نامور محدثین سے اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔

ان اسفار کے علاوہ امام صاحب رحمہ اللہ نے جزیرہ جا کر احمد بن عبدالملک الحرانی، اسماعیل بن عبداللہ الرقی، احمد بن یزید الحرانی، عمرو بن خالد سے استفادہ کیا۔ ①

خراسان کی آبادیوں میں سے مرو میں علی بن حسن بن شقیق، عبدان بن عثمان، محمد بن مقاتل، صدقۃ بن الفضل وغیرھم، بلخ میں مکی بن ابراہیم، محمد ابن ابان، یحییٰ بن موسیٰ اور قتیبہ، ہراۃ میں جا کر احمد بن ابی الولید الحنفی، اسحاق بن راہویہ، محمد بن رافع، نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ، بشر بن الحکم، الری میں ابراہیم بن موسیٰ، واسط میں عمرو بن عوف، حسان بن عبداللہ، حسان بن حسان اور سعید بن سلیمان جیسے محدثین عظام اور ان کے اقران سے استفادہ کیا اس کے علاوہ بخارا کے مضافات سمرقند اور تاشقند وغیرہ تو امام صاحب کے وطن ہی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اسفار کی مختصر سی فہرست یوں بیان کی ہے کہ:

"لقیت..... اهل الشام ومصر والجزیرة مرتین والی البصرة اربع مرات واقمت بالحجاز ستة اعوام ولا احصی کم دخلت الی الکوفة و بغداد مع المحدثین "②

---

① علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں سفر جزیرہ کی نفی کی ہے جو کہ علامہ نووی کے قول اور حافظ ابن حجر وغیرہ کی تحقیق کے خلاف ہے نیز سہل بن سری کی تصریح سے بھی علامہ سبکی رحمہ اللہ کی نفی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

② تاریخ دمشق، ج: 28، ص: 362؛ السیر، ج: 12، ص: 407؛ هدی الساری ص: 478.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی میں نے شام، مصر اور جزیرہ کا سفر دو مرتبہ، بصرہ کا سفر چار مرتبہ کیا ہے اور حجاز میں چھ سال رہ کر علم حاصل کیا ہے اور کوفہ و بغداد کا سفر تو بے شمار مرتبہ کیا ہے جبکہ کوفہ بھی بے شمار مرتبہ گیا۔

اس مختصر سی تفصیل کے بعد امام حاکم لکھتے ہیں:.....

قدرحل البخاری الی هذه البلاد المذکورة(فی طلب العلم) واقام فی کل مدینة منها علی مشائخها۔ قال وانما سمیت من کل ناحیة جماعة من المتقد مین لیستدل به علی عالی اسناده.[1]

یعنی مذکورہ بالا تمام شہروں میں امام بخاری رحمہ اللہ گئے اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ میں نے یہ صرف ان کی سند عالی کی دلیل کے طور پر کچھ متقدمین کے نام گنوائے ہیں۔

خطیب بغدادی امام صاحب رحمہ اللہ کے اسفار کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

رحل فی طلب العلم الی سائر محدثی الامصاروکتب بخراسان والجبال و مدن العراق کلها وبا لحجازوالشام و مصر.....وورد بغداد دفعات.[2]

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے تحصیل علم کیلئے ان تمام شہروں کے محدثین کی طرف سفر کیا اور خراسان و جبالِ خراسان اور عراق کے تمام شہروں نیز حجاز و شام میں حدیثیں لکھیں اور بغداد میں متعدد مرتبہ آئے۔

حقیقت حال

حقیقت حال یہ ہے کہ امام صاحب نے اتنے دور دراز کے سفر طے کئے تو کسی دُنیاوی غرض و غایت کے لیے نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی، حفاظت حدیث نبوی ﷺ اور اُمت کی

---

① تهذیب الا سماء واللغات، ج: 1، ص: 90 . ② تاریخ بغداد، ج: 2، ص: 4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر خواہی کے لیے یہ تمام سفر خندہ پیشانی سے طے کیے۔ آپ کے اسفار پر سرسری نظر ڈالنے ہی سے فوراً یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ امام صاحب اس فرمان خداوندی کو بخوبی سمجھتے تھے اور اس منصب سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آپ نے یہ تمام کچھ کیا۔ یعنی:

﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ ﴾ (التوبة:١٢٢)

''کیوں نہیں کہ ہر جماعت سے چند لوگ (نکلتے) تاکہ دین کا علم حاصل کریں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب واپس آئیں۔''

اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ اگر محدثین اس جانفشانی سے سفر نہ کرتے تو یہ اُمتِ مسلمہ آج علم نبوت سے محروم رہ کر مختلف مصائب میں مبتلا ہوتی۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

ان اللّٰه يرفع البلاء عن هذه الامة برحلة اصحاب الحديث.[1]

اللہ تعالیٰ اس اُمت سے ہر بلا و مصیبت کو اصحابِ حدیث کی رحلت کی برکتوں سے اُٹھالیتا ہے۔

پھر یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ جو شخص سہل پسند ہوا اور تحصیل علم کیلئے سفر سے جی چراتا ہو اس کو کبھی علم کی دولت نصیب نہیں ہوتی۔ علم کی دولت سے انسان مالا مال تبھی ہو سکتا ہے جبکہ دور دراز کے سفر میں وطن کو ترک کرے اور دیگر ابتلاؤں کا سامنا خندہ پیشانی سے کرے۔

چنانچہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا تونس رشدا من رجل يكتب فى بلاد و لا يرحل.[2]

گھر بیٹھ کر یہ توقع رکھنا کہ کوئی محدث یا عالم بن جائے گا عبث ہے بلکہ اس کے لیے سفر کا کرنا لازم ہے جیسا کہ رباعیات بخاری سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔

---

[1] الرحلة فى طلب الحديث للخطيب رقم: 14. [2] سيرة بخارى، ص: 55.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ و زہد

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ آپ کے والد ماجد بہت بڑے زاہد و عابد تھے تو ایسے باپ کے بیٹے کی سیرت کا اندازہ با آسانی لگایا جا سکتا ہے جس باپ نے مرتے دم کہا تھا کہ:

لا اعلم من مالی درهما من حرام ولادرهما من شبهة.[1]

یعنی میرا مال حرام اور شبہات سے پاکیزہ ہے۔

تو امام بخاری رحمہ اللہ جیسا انسان جب ایسے باپ کے اتنے پاکیزہ مال کی تجارت کرتا ہوگا تو یقیناً ذہن اس طرف مبادرت نہیں کر سکتا کہ آپ کسی قسم کے ہیر پھیر سے کام لیتے ہوں گے چنانچہ ابوسعید بکر بن منیر ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ امام صاحب کے ہاں ان کا مال تجارت پہنچا۔ خریداروں میں سے کچھ تاجروں نے آ کر پانچ ہزار (5000) درہم کے منافع پر امام صاحب رحمہ اللہ سے گفتگو کی آپ نے انہیں واپس کر دیا۔ اور ان سے امام صاحب رحمہ اللہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ البتہ امام صاحب کی نیت میں میلان پیدا ہو چکا تھا۔ لہٰذا صبح دوسرے تاجروں نے آ کر آپ سے دس (10000) ہزار درہم کے منافع پر بات چیت کی تو آپ نے بات کرنے سے انکار کر دیا کہ!

انی نویت بیعها للذین اتوا البارحة لااحب ان انقض نیتی.[2]

میں نے رات آنے والوں کو مال بیچنے کی نیت کر لی تھی تو میں اپنی نیت کو توڑنا پسند نہیں کرتا۔

مال کو پہلے تاجروں کے سپرد کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

خیال رہے تاریخ دمشق اور السیر میں مال بھیجنے والے کو (ابنہ) احمد ابوحفص سے بتایا گیا جبکہ تاریخ بغداد میں "انفذ ها الیه فلان" ہے اور حافظ حجر نے "انفذ ها الیه،

---

① السیر، ج: 12، ص: 667؛ هدی الساری، ص: 479/477.

② تاریخ بغداد، ص: 11، ج: 2؛ تاریخ دمشق، ج: 28، ص: 379؛ السیر، ج: 12، ص: 449؛ هدی الساری، ص: 480.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حنص" لکھا ہے یہ مال بھیجنے والا جو بھی ہو لیکن آپ کا بیٹا نہیں کیونکہ کسی نے بھی آپ کے بیٹے کا ذکر نہیں کیا پھر یہ روایت بھی مختلف ہے۔

محمد الوراق کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے امام بخاری رحمہ اللہ فربر میں اپنے ساتھ لے گئے کہ کوئی لونڈی خرید کر لائیں جب گئے تو خوبصورت لونڈیاں دکھائی گئیں۔ تو ان میں سے ایک سیاہ رنگ کی موٹی سی لونڈی کو آپ نے دیکھا اور ان کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگایا اور کہا اسے خرید لیا جائے میں نے عرض کیا یہ سیاہ رنگ کی بدصورت تو آپ کے لیے مناسب نہیں، اس قیمت میں تو اور اس سے بہتر لونڈیاں جو دیکھی ہیں ان میں سے کسی کو خرید لیں فرمایا:

اشتر هذه فانی قد مسست ذقنها ولا احب ان امس جارية ثم لا اشتر يها فا شتراها بغلاء خمس مئة درهم على ما قال اهل المعرفة.[1]

اسے ہی خریدیں کہ میں نے اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگایا ہے تو اب مناسب نہیں سمجھتا جس لونڈی کو چھولوں پھر نہ خریدوں تو آپ نے تاجروں کے بقول پانچ سو درھم مہنگی وہ لونڈی خریدی۔

یعنی اس قدر زہد وتقویٰ تھا کہ اپنے والد کی روایات کے صحیح امین تھے اور ایسی ہی سیرت کی وجہ سے آپ مسند رسول ﷺ کے صحیح جانشین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تجارت میں زیادتی وکمی سے بچنے کیلئے خود خرید وفروخت میں دلچسپی نہ لیتے تھے بلکہ کسی دوسرے انسان کو اس کام پہ مامور فرماتے تاکہ کمی، بیشی اور ملاوٹ جیسے تجارتی عیوب سے بچا جا سکے۔ فرمایا:

مذولدت ما اشتريت من احد بدرهم شيئا قط ولا اشتريت من احد بدرهم لما فيه من الزيادة والنقصان والتخليط"[2]

---

[1] السير: ج 12، ص 447. [2] تاريخ دمشق: ج 28 ص 378، تاريخ بغداد: ج 2 ص 11، السير: ج 12 ص 446.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودداری

امام صاحب رحمہ اللہ کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شائستہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے بڑے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے۔ ان کی طبیعت انتہاء درجہ غیور اور حد درجہ خود دار و زندہ ضمیر تھی اور کسی کے سامنے جھکنا برداشت نہ کرتے تھے۔ اور یہی صفات عظیمہ آپ کی جلاوطنی کا سبب بنیں۔ ہوا یوں کہ جب امام صاحب رحمہ اللہ کا علمی دبدبہ اکناف و اطراف میں پھیل گیا تو امیر بخارا کو خواہش پیدا ہوئی کہ ایسے عظیم محدث سے اپنی نرینہ اولاد کو خصوصی تعلیم کیوں نہ دلوالوں بلکہ خود بھی فائدہ اُٹھاؤں۔ چنانچہ امیر بخارا نے درخواست کی کہ آپ قصرِ شاہی میں آکر شہزادوں کو تعلیم دیں اور صحیح بخاری رحمہ اللہ و تاریخ کبیر پڑھائیں۔ لیکن امام صاحب نے اس کی بات کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا۔

انا لا اذل العلم ولا احمله الى ابواب الناس فان كانت لك الى شئى منه حاجة فاحضر نى فى مسجد اوفى دارى.[1]

میں علم کو در در لے جا کر ذلیل نہیں کروں گا، اگر آپ کو اپنی علمی تشنگی بجھانا ہو یا کوئی حاجت ہو تو مسجد (درس گاہ) میں آیئے یا میرے گھر پر حاضری دیجیے۔

امیر بخارا کو یہ استغنا ناگوار گزرا اور حکم دے دیا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی۔

خودداری کا خیال اس درجہ کا تھا کہ آپ نے خود فرمایا کہ:

مااستصغرت نفسى عند احد الاعند على ابن المدينى.[2]

میں نے علی بن مدینی کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا تصور نہ کیا۔

جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ ایسی بات کو کسی قیمت پر بھی گوارا نہ کرتے تھے جس سے آپ کی سیرت معیوب ٹھہرے اور بایں وجہ دین حنیف پر

---

[1] تاريخ بغداد ص 33، ج 2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 390، السير: ج 12 ص 464 هدى الساري ص 493. [2] تاريخ بغداد: ج2 ص 17، تاريخ دمشق: ج 28 ص 379، تهذيب ص 50، ج 9، هدى الساري ص 483.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنچ آئے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ سب سے زیادہ جس بات سے گریزاں رہتے تھے۔ وہ اُمراء اور سلاطین کے ہاں آمد و رفت تھی۔ اس بات سے امام صاحب رحمہ اللہ کو اس قدر نفرت تھی کہ آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی اور آپ کا ضمیر اس بات کو کبھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہوتا، چنانچہ ایک مرتبہ امام صاحب نے اپنا مال کسی کو مضاربت پر دیا لیکن عامل نے 25 ہزار درہم خیانتاً ہضم کر لیے۔ جب امام صاحب رحمہ اللہ کو حکومت کے کارندوں سے استدعا کرنے کے لیے کہا گیا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ:

لن ابیع دینی بدنیای.[1]

میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے نہیں بیچنا چاہتا۔

حکومت سے فیصلہ لینے سے انکار کر دیا اور عامل سے دس درہم ماہانہ پر مصالحت کر لی۔

سادگی و قناعت

جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں کہ امام رحمہ اللہ موصوف نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی کہ عام لوگوں کی طرح کسی امیر یا بادشاہ کی فیاضی سے فائدہ اُٹھائیں۔ کئی مرتبہ اس قسم کے مواقع فراہم ہوئے مگر اُنہوں نے وظیفہ قبول نہ کیا۔ اپنے والد محترم کی وراثت میں جو کچھ پایا اس پر ہی آخر عمر تک قناعت کی۔ اور اسی مال کو مضاربت کے طور پر تجارت کے لیے بھیج دیتے اور اس کی قلیل آمدنی سے ضروریات زندگی کو پورا کرتے۔

ابوالحسن یوسف بن ابوذر بخاری اس بات کے راوی ہیں کہ ایک بار امام بخاری رحمہ اللہ جب کسی مرض میں مبتلا ہوئے تو اطباء نے آپ کے قارورہ کو ملاحظہ کرتے ہوئے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایسے راہب کا قارورہ ہے جس نے کبھی سالن استعمال نہیں کیا۔ امام صاحب نے اس کی تصدیق کی تو علاج میں جب سالن تجویز کیا گیا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے انکار کر دیا اور بعد میں بوجہ اصرار کہیں سکر وغیرہ پر رضامندی کا اظہار کیا۔[2]

گویا سادگی اور قناعت کا یہ عالم تھا کہ سالن وغیرہ کھانا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔

---

[1] مقدمہ فتح الباری ص 479، السیر: ج 12 ص 446. [2] تاریخ دمشق: ج 28 ص 378، ھدی الساری: ص 481.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورزش

ورزش چونکہ صحت انسانی کے لیے لابدی امر ہے جس سے اسلاف بھی کبھی تہی دامن نہ ہوئے اور یہ یوں بھی ضروری ہے کہ کہتے ہیں صحت مند دماغ کے لیے صحت مند جسم ضروری ہے چنانچہ امام صاحب بھی اپنی جسمانی درمیانی قدو قامت کے اعتبار سے خوب ورزش کیا کرتے تھے۔ بالخصوص شاہسواری اور تیراندازی کا اس قدر شوق تھا کہ وراق کہتے ہیں:

فما اعلم انی رایته فی طول ما صحبته اخطا سهمه الهدف الا مرتین بل کان یصیب فی کل ذالك ولا یسبق"[1]

میں نے مدت تک امام صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ رہ کر اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ دو مرتبہ کے علاوہ آپ کا تیر کبھی خطاء نہیں گیا گویا اس قدر کامیاب تیرانداز تھے اور کوئی ان سے سبقت نہ لے جا سکتا تھا۔

صفائی

صفائی کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "نصف الایمان" سے تعبیر کیا ہے لہٰذا امام صاحب رحمہ اللہ صفائی کا بھی خاطر خواہ خیال رکھتے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ اپنی صفائی پہ مساجد وغیرہ کی صفائی کو ترجیح دیتے تھے جو کہ ایک متبع سنت اور محدث کے عین شایان شان ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کوئی دنیا دار آدمی تو نہ تھے، ان کی زندگی سیدھی سادھی اور خالص علمی و عملی تھی اور صفائی کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اثنائے درس ایک شخص نے آپ کی داڑھی سے تنکا نکال کر وہیں مسجد میں پھینک دیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس تنکا کو آنکھ چرا کر اُٹھایا اور مسجد کے باہر پھینک دیا۔ اور راوی کے الفاظ ہیں:

فکانه صان المسجد عما تصان عنه لحیته.[2]

---

① هدی الساری ص 480،السیر: ج 12 ص 444. ② تاریخ بغداد: ج 2 ص 13، تاریخ دمشق: ج 25 ص 378، هدی الساریٰ ص 481، السیر: ج 12 ص 445 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس چیز سے اپنی داڑھی کو محفوظ رکھا اس کو مسجد میں بھی برداشت نہ کیا۔

آپ کی طہارت و نفاست پسندی کا اندازہ اس سے بھی لگائیے کہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی گندنا (بدبودار ترکاری) اور قنابری کو نہیں کھایا، پوچھا گیا کیوں؟ تو فرمایا:

كرهت ان اوذى من معى نتنهما، قلت كذلك البصل النئى قال: نعم.①

میں نا مناسب سمجھتا ہوں کہ میری وجہ سے ان کی بدبو دوسرے کو تکلیف دے، پوچھا گیا تو کچے پیاز کو نہیں کھاتے؟ فرمایا: جی ہاں اسے بھی نہیں کھاتا۔

اس سے آپ کے اخلاق اور دوسروں کی ہمدردی و احساس کا علم بھی ہوتا ہے۔

عبادت و ریاضت

امام صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ ہر رات تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھتے جس میں ایک رکعت نماز وتر ہوتی۔ نماز پڑھتے تو ایسے خشوع و خضوع سے پڑھتے گویا کہ دنیا میں مافیہا سے غافل ہو جاتے۔ چنانچہ ابوبکر بن منیر اور الوراق بیان کرتے ہیں کہ!

''امام عالی رحمہ اللہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ زنبور (بھڑ) نے سترہ مرتبہ کاٹا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا دیکھنا کمر پر کچھ ہے تو نہیں؟ جب دیکھا گیا تو بھڑ نے سترہ مقام پر کاٹا ہوا تھا، لیکن نماز کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ جب پوچھا گیا:

كيف لم تخرج من الصلاة فى اول ما ابرك؟ فقال: كنت فى سورة فاحببت ان اتمها.②

آپ نے پہلے ڈسنے پر ہی نماز کیوں نہ چھوڑی؟ فرمایا: میں نے سورت شروع کر رکھی تھی چاہا کہ اسے مکمل کر لوں۔

---

① السير، ج: 12، ص: 445. ② تاريخ بغداد، ص: 123، ج: 2، تاريخ دمشق، ج: 28، ص: 377-378؛ هدى الساري، ص: 480.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقسم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو ساتھیوں کو اکٹھا کرتے اور نماز میں قرآن مجید بایں کیفیت پڑھتے کہ ہر رکعت میں بیس آیات پڑھتے اور اسی انداز سے نماز کو جاری رکھتے، حتیٰ کہ قرآن مجید ختم ہو جاتا۔ سحری کے وقت پھر ثلث قرآن کی تلاوت کرتے اور اس طرح ہر تیسرے دن قرآن ختم کرتے، اسی طرح ہر روز صبح کے وقت قرآن مجید شروع کرتے تو بوقت افطار ختم کر دیتے۔ تلاوتِ قرآن بھی چونکہ ایک بہترین عبادت ہے اس وجہ سے بکثرت تلاوت کرتے اور فرماتے:

عند كل ختم دعوة مستجابة.[1]

کہ ختم قرآن کے وقت جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

لیکن اتنے عابد و زاہد ہونے کے باوجود آپ سے یہ بات بھی منقول ہے کہ:

دعوت ربی مرتین فا ستجاب لی (یعنی فی الحال) فلا احب ان ادعو بعد ذلك فلعله ينقص من حسناتی.[2]

دو مرتبہ دعا کی، جو فوراً قبول ہوئی لیکن حسنات کی کمی کے اندیشہ سے میں اس کے بعد دعا کرنا پسند نہیں کرتا۔

رحمدلی

عبادت کے ساتھ جن صفات عالیہ کا ہونا ضروری اور لازم ہوتا ہے ان میں چونکہ ایک رحمدلی بھی ہے، لہٰذا امام صاحب رحمہ اللہ اس دولت سے بھی نہایت مالا مال تھے، چنانچہ گھر میں ایک مرتبہ لونڈی کے پاؤں پھسل جانے پر آپ نے اسے صرف اتنا ہی کہا کہ ''کیف تمشین'' ''کیسے چل رہی ہو'' اس نے عرض کیا: جب راستہ نہ ہو تو میں کیسے چلوں؟ تو آپ نے اسی وقت

فبسط يديه و قال لها: اذهبی فقدا عتقتك.

ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: جاؤ، میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔

---

[1] تاريخ بغداد: ج 2، ص 12، تاريخ دمشق: ج 28 ص 377، البداية: ص 26 ج 11، هدى الساری: ص 481. [2] السير: ج 12، ص 448، هدى الساری: ص 480.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے کہا گیا لونڈی نے آپ کو غصہ دلا کر ایسا کروایا تو فرمایا:

ان كانت اغضبتني فاني ارضيت نفسي بما فعلت.①

اگر اس نے مجھے غصہ دلایا تو ٹھیک سہی مگر میں نے خود کو اپنے عمل سے راضی کر لیا۔

گویا آپ کی رحمدلی تھی کہ ان تنبیہی الفاظ کو اپنی شان اور عظمت کے خلاف سمجھتے ہوئے اطمینان قلب کے لیے لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے ترجمہ و حالات میں یہ صفت معروف ہے کہ آپ قلیل الاکل کثیر الاحسان تھے اور بالخصوص طلبہ سے تو احسان و کرم میں بہت ہی آگے تھے۔②

ادب

یہ صفت بھی ایسی ہے جس سے مزین ہوئے بغیر آدمی بلند و بالا مقام پر نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا امام صاحب میں یہ خوبی بھی کمال درجہ تک پائی جاتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شیخ ابو معشر ضریر رحمہ اللہ کو حدیث پڑھاتے دیکھا، چونکہ وہ اندھے تھے لہٰذا اُنہوں نے درس حدیث کے وقت اندھوں کی سی حرکات کیں تو امام صاحب مسکرائے۔ اس مسکرانے کو بھی امام صاحب رحمہ اللہ نے خلاف ادب اور غیر مناسب سمجھتے ہوئے ابو معشر ضریر رحمہ اللہ سے معذرت چاہی۔

اجلعني في حل يا ابا معشر... قال: انت في حل رحمك اللّٰه يا ابا عبداللّٰه.③

ابو معشر مجھے معاف کر دیجئے، فرمایا: ابو عبداللہ میری طرف سے آپ آزاد ہیں۔

آداب میں اس قدر محتاط تھے کہ فن جرح و تعدیل کے امام ہونے کے باوجود جرح میں نہایت ہی مناسب الفاظ استعمال کرتے مثلاً اکثر طور پر جب کسی کو جرح میں کچھ کہنا ہوتا تو یہ انداز اختیار فرماتے (منکر الحدیث، فیہ نظر، ترکوہ، سکتوا عنہ وغیرہ) مگر کم ہی

---

① هدى الساري: ص 480، السير: ج 12 ص 452. ② الهدى، ص: 481.
③ هدى الساري: ص 480، السير: ج 12، ص 444.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا کہ آپ کسی کے متعلق ''کذاب یا وضاع'' کہتے تاکہ کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے نکلنے نہ پائے۔[1]

بلکہ فقہی نقد میں بھی دوسروں کی طرف ''بعض الناس'' کہہ کر اشارہ کرتے ہیں۔ افسوس اس مسنون ادب کو ''حسد'' نے ''نقد'' بنا دیا۔

بے تکلفی

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام صاحب کی زندگی بالکل پر تکلف نہ تھی بلکہ آپ سیدھی سادھی اور سادہ زندگی گزارنے کے عادی تھے اور حکم رسول ﷺ کے مطابق ہر کام اپنے ہاتھوں سرانجام دیتے اور کبھی کسی دوسرے کو تکلیف دینا گوارہ نہ فرماتے چنانچہ محمد بن ابی حاتم وراق بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ امام صاحب کے ساتھ رات گزارنے کا موقع ملا تو نے میں دیکھا کہ امام صاحب پندرہ، بیس بار اُٹھتے، چراغ جلاتے اور کتب احادیث نکال کر ضروری احادیث کی نشاندہی فرما لیتے۔ بالآخر میں نے کہا حضور! چراغ جلانے اور احادیث کا ذخیرہ اُٹھالانے کا موقعہ مجھے کیوں نہیں دیتے تو برجستہ طور پر فرمایا:

انت شاب فلا احب ان افسد عليك نومك.[2]

آپ نوجوان ہیں اور میں آپ کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا۔

محمد بن یوسف بخاری کہتے ہیں میں ایک رات امام بخاری کے پاس ٹھہرا تو

فاحصيت عليه انه قام و اسر ج ليستذ كر اشياء يعلقها فى ليلة ثمان عشرة مرة.[3]

میں نے دیکھا کہ آپ نے ایک رات میں تقریباً اٹھارہ مرتبہ اُٹھ کر چراغ جلایا اور جو چیز یاد آتی اسے لکھتے۔

وراق، امام بخاری کے کاتب امام صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ طالب

---

① السير: ج 12 ص 439، هدى الساري ص 480. ② تاريخ بغداد: ص 13 ج2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 371، السير: ج 12 ص 441 هدى الساري ص 481،، البداية ص 25 ج 11. ③ تاريخ دمشق: ج28، ص 371.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی کے زمانہ میں آدم ابن ابی ایاس کے پاس جانے میں زادِ راہ ختم ہو گیا تو کئی روز گھاس کی پتیاں کھا کر گزارا کرتے رہے اور حسب مروت کسی کو خبر تک نہ ہونے دی، حتی کہ کسی اللہ والے نے خود ہی آ کر کچھ دینار پیش کیے جن کو امام صاحب نے قبول فرمایا اور معلوم نہیں وہ صاحب کون تھے۔ ①

حقیقت امر یہ ہے کہ جو شخص احادیث رسول اللہ ﷺ کی دھن میں یوما بحزوی ویوما بالعقیق. کی چلتی پھرتی تصویر ہو اس کو کھانے پینے کے تکلفاتِ زندگی سے کیا نسبت، کبھی جبال خراسان میں دکھائی دے رہا ہے تو کبھی کوہ لبنان پر مقیم ہے کبھی بصرہ کا سفر درپیش ہے تو کبھی کوفہ میں شامل درس نظر آ رہا ہے کبھی مسجد نبویؐ میں بین المحراب والمنبر صحیح احادیث کا مجموعہ تیار کر رہا ہے۔ تو کبھی کسی شیخ کے پاس جانے میں خرچ ختم ہوا تو بھوک کو جنگل کی پتیوں سے دفع کرتا ہے اور تین روز متواتر گھاس پات پر گزارا کر کے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ کبھی مجلس میں کئی روز تک حاضر نہیں تو معلوم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام کپڑے فروخت ہو چکے اور حیا نے دامن پکڑ رکھا ہے اس لیے کمرہ سے باہر نکلنا گوارا نہیں۔ ②

اور کبھی مسافر خانہ کی تیاری میں معمار کے آگے اینٹیں اور گارہ پہنچانے میں مشغول ہیں جب منع کیا جاتا ہے تو ھذا الذی ینفعنی. اسی نے تو مجھے فائدہ دینا ہے۔

کا قلندرانہ جواب دیکر پھر کام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کو پورا کرنے کا شوق دل میں موج زن ہے جو آپ ﷺ نے مسجد نبویؐ کی تیاری اور غزوہ احزاب وغیرہ میں ادا فرمائی۔ ③

غرضیکہ اس قدر سادگی اور بے تکلفی تھی کہ ہر چند یہ امتیاز کرنا مشکل تھا کہ یہ کوئی اتنا عظیم محدث و مجتہد ہے یا کوئی محنت کش اور مزدور ہے۔

---

① السیر: ج 12 ص 448، ھدی الساری: ص 480.

② تاریخ بغداد: ص 13 ج 2. ③ ھدی الساری: ص 481.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت سے اجتناب

جیسا کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی طبیعت نہایت درجہ محتاط تھی حتیٰ کہ الفاظ جرح میں بھی احتیاط برتتے، مگر آپ غیبت سے تو اس قدر کنارہ کش رہتے کہ فرمایا: ارجوان القی اللّٰہ ولا یحاسبنی انی اعتبت احدا.

مجھے اُمید ہے کہ میں جب اللہ سے ملوں گا تو وہ مجھے کسی کی غیبت پر نہیں پوچھے گا، کیونکہ:

ما غبت منذ علمت ان الغیبة حرام.[1]

یعنی جب سے مجھے علم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میرا کوئی خصم (مدعی) نہیں ہوگا۔ وراق کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ پر لوگ تاریخ کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ کہ اس میں لوگوں کی غیبت ہے اور غیبت حرام ہے تو آپ نے فرمایا تاریخ میں جو کچھ ہے متقدمین کے اقوال منقول ہیں اور

ولم نقله من عند انفسنا.[2]

ہم نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہی۔

بلکہ ایک اعتراض کے جواب میں فرمایا:

سبحان اللّٰہ، ماذ کرت احدا بسوء الاان اقول ساهیا، وما یخرج اسم فلان من صحیفتی یوم القیامة.[3]

سبحان اللہ، میں نے عمداً کسی کو بھی نا مناسب الفاظ سے ذکر نہیں اور قیامت کو میرے نامہ اعمال سے کسی (ایسے مدعی) کا نام نہیں نکلے گا۔

---

① تاریخ بغداد: ج 2 ص 43، تاریخ دمشق: 28 ص 379، الهدی: ص 480، السیر: ج 12، ص 439. ② هدی الساری: ص 480، السیر: ج 12 ص 441.
③ السیر ج12 ص 445.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احترامِ حدیث

امام بخاری رحمہ اللہ کو رسول کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کا اتنا احترام تھا کہ حدیث لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ما وضعت فی کتاب الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذالك وصیلت رکعتین.[1]

پہلے گزر چکا ہے کہ امام موصوف کے سامنے جو چیز اولیں حیثیت رکھتی تھی وہ یہ تھی کہ میری وجہ سے کہیں اس ذخیرہ حدیث کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور اسی وجہ سے آپ اپنی زندگی کا ہر قدم بڑی احتیاط سے رکھتے تھے اور آپ کے ذہن میں یہ بات بھی ہمیشہ رہتی تھی کہ اگر میری سیرت پر کوئی دھبہ لگا تو یقینا میرا جمع کیا ہوا ذخیرہ حدیث بھی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر مرحلہ پر بڑی احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیا اور اس بات کی خاطر آپ کو کسی قسم کے خسارے کا سامنا کرنا پڑا تو بھی اس کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا جیسا کہ آپ کے ترجمہ میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ سفر پر گئے اور آپ کے پاس بریف کیس (تھیلی) میں ایک ہزار دینار تھے کشتی میں سوار ایک نو سر باز نے امام صاحب کی خوب خدمت کی جس سے امام صاحب بھی اس سے پیار اور اس پر اعتماد کرنے لگے اس نے اس قرب میں اس قیمتی سرمایہ کو بھانپ لیا اور اسے ہتھیانے کی ایک تدبیر سوچی کہ مصنوعی نیند سویا تھوڑی دیر بعد بیدار ہو کر چیخنا چلانا شروع کر دیا اور شور مچاتے ہوئے اپنا گریبان چاک کرنے لگا لوگوں نے ماجرا پوچھا تو کہا: میرے بریف کیس میں ہزار دینار تھے جو چوری ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے جب کشتی والوں کی تلاشی شروع کی تو امام صاحب معاملہ کی حقیقت اور نزاکت کو بھانپ گئے تو چپکے سے اپنا بریف کیس (تھیلی) سمندر میں پھینک دیا۔ آپ کی بھی تلاشی لی گئی تو کچھ برآمد نہ ہوا۔ تو لوگوں نے اس نوسر باز کو برا بھلا کہا اور مارا کہ تم نے یہ کیا ڈرامہ رچایا۔

---

[1] تاریخ بغداد: ص 9 ج 2، تاریخ دمشق: ج28 ص 372 هدی الساری: ص 489.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال جب کشتی ساحل پہنچی تو وہ نوسر باز الگ سے امام صاحب کو ملا اور پوچھا۔

ما فعلت بالكيس؟ قال: القيته في البحر، قال: هل سمحت نفسك بذهاب الف دينار؟ فقال له الشيخ: يا قليل العقل، انا اذهبت عمري و مالي في طلب الحديث وقد ثبت عند الناس انى ثقة، افلا انفي عني اسم السرقة.[1]

آپ نے بریف کیس کو کیا کیا؟ فرمایا: میں نے اسے سمندر میں پھینک دیا، کہا: آپ نے ایک ہزار دینار دریا میں پھینکنا کیسے گوارا کرلیا؟ فرمایا: بے وقوف، میں نے اپنی ساری عمر اور ساری دولت حدیث جمع کرنے پر لگا دی اور لوگ مجھے ثقہ سمجھتے ہیں تو کیا میں اپنے سے چوری کے الزام کی نفی نہ کروں؟

یعنی آپ نے اس شاطر کی چال کو بھانپ کر حدیث کی خاطر اتنے خسارے (جو حقیقت میں خسارہ نہیں) کو برداشت کرلیا لیکن احترام حدیث کو پامال ہونے دیا اور نہ اس کی حفاظت پر حرف آنے دیا اور یہ حقیقت ہے کہ اگر امام بخاری جیسے محدث، فقیہ الامت، امیر المومنین فی الحدیث ایسی قربانیاں نہ دیتے اور اتنے احتیاط کی زندگی بسر نہ کرتے، تو ذخیرہ حدیث آج ہمارے سامنے اپنی اس صحیح اور مستند و معتبر صورت میں نہ ہوتا بلکہ تحریف و تصریف، تلبیس و تدلیس اور کذب و افترا کا مجموعہ بن کر رہ جاتا اور پھر اس پر کسی کو بھی اعتماد نہ ہوتا۔ فللّٰہ درھم۔

فراست

رائے و تدبیر، عقل و فراست، ذہانت و طباعی امام بخاری کے وہ مشہور اوصاف ہیں جن کو موافق و مخالف سبھی نے تسلیم کیا ہے۔ امام ابن سعید کہا کرتے تھے میں نے مدتوں علماء کی خوشہ چینی کی ہے لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا، محمد بن اسماعیل جیسا جامع شخص نہیں دیکھا۔ امام بخاری دین و دانش اور فہم فراست میں اپنے زمانہ کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[1] الفوائد الدراری للعجلونی: ص 51، سیرت بخاری: ص 75.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ امام ابوعلی صالح الاسدی نے کہا ہے:

مارایت خراسانیا افهم منه.[1]

میں نے امام بخاری سے زیادہ فہم وفراست والا کوئی خراسانی نہیں دیکھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی ذہانت عموماً ضرب المثل تھی گویا کہ آپ فرمان رسول اللہ ﷺ

«اتقوا فراسة المومن انه ينظر بنور الله» [2]

کے مصداق تھے یہاں تک کے کہ جہاں ان کا اجمالی تذکرہ بھی ہو تو یہ صفت بھی ضرور بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ ذہبی نے آپ کا ترجمہ اگرچہ نہایت مختصر اذکر کیا ہے تاہم وہ بھی یہ بات کہے بغیر نہ رہ سکے کہ

فكان رأسا فى الذكا ء وراسا فى العلم ورأسافى الورع والعبادة.[3]

آپ ذکاوت وعلم اور تقوی وعبادت میں سب سے فائق تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی فراست اور دقتِ نظر کو دلچسپی کے ساتھ پرکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ امام بخاری رحمہ اللہ عام علماء کی طرح صرف دینی امور ہی میں دسترس نہ رکھتے تھے بلکہ دنیاوی امور میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی جو کہ اسلاف کا طرہ امتیاز تھی کیونکہ ان اوصاف کی ضرورت علماء کو دیگر لوگوں سے کہیں اشد طور پر ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ امام بخاری رحمہ اللہ میں یہ صفت اس حد تام درجہ کی تھی کہ مسٹر ٹومس ولیم بیل بھی اس کا ذکر کیے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''امام بخاری رحمہ اللہ مشہور مقنن گزرے ہیں مذہبِ اسلام کے متعلق ان کا مجموعہ حدیث جو صحیح بخاری کے لقب سے مشہور ہے تمام احادیث میں سب سے بڑا مستند سمجھا جاتا ہے۔''[4]

---

[1] تاریخ دمشق: ج 28 ص 382، هدی الساری ص: 482. [2] الضعیفه نمبر 1821. [3] تذکرة الحفاظ ص 555 ج 2 ط 9. [4] اورنٹیل جیوگریفیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن 1894ء ماخوذ سیرت بخاری ص 97.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا اس خصوصیت کے اعتبار سے امام بخاری رحمہ اللہ تمام فرقوں کے علماء میں ممتاز ہیں کہ وہ مذہبی امور کے ساتھ ساتھ دینوی ضرورتوں کے بھی اندازہ دان تھے۔ گو سلاطین اور امراً سے بہت دُور رہتے اور شاہی تعلقات سے انتہا درجہ متنفر تھے لیکن قیامِ عمارتِ سلطنت اور امارتِ حکومت کے اعلیٰ قوانین آپ نے احادیث و آثار سے مستنبط کر کے بتائے۔ صحیح بخاری رحمہ اللہ کے وہ حصے جن میں معاملات کا بیان ہے اس بات کی منہ بولتی مثال وشہادت ہیں اور وہ اُصول اسلامی تمدن اور سلطنت کی روح ہیں۔

بہرحال حق یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہی کی خداداد بصیرت و فقاہت کا یہ مظہر ہے کہ جہاں آپ نے مذہبی خدمت کی وہاں احادیث کی روشنی میں سلطنت کے قوانین بھی وضع فرمائے جن کا کوئی صاحبِ خرد انکار نہیں کر سکتا۔

سعۃ الحفظ

امام بخاری رحمہ اللہ جیسے عظیم مصلح، فقیہ اور محدث اُمت کو جس قدر قوتِ حافظہ کی ضرورت تھی اس کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر قوتِ یادداشت اور حفظ وضبط سے نواز رکھا تھا۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے حفظ وضبط کے متعلق محیر العقول واقعات سن کر ہر بادی النظر متعجب اور حیران وششدر ہو کر رہ جاتا ہے لیکن بالآخر بات یہاں ختم ہوتی ہے کہ:

ذالك فضل اللّٰه يو تيه من يشآء.

امام صاحب رحمہ اللہ کے حفظ کے متعلق واقعات ایک بہت بڑی داستان ہے جن کے لیے ایک دفتر درکار ہے تاہم ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر ہم یہاں چند واقعات پر بخوفِ طوالت اکتفا کرتے ہیں۔ اگرچہ ''اشارۃً'' پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ چنانچہ حافظ ابواحمد بن عدی بغدادی نے مشائخ بغداد سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ:

جب امام صاحب بغداد تشریف لائے تو اس اسلامی دارالخلافہ کے محدثین نے مل کر ایک ترکیب سوچی تاکہ امام صاحب کی علمی گہرائی کا اندازہ ہو سکے تو اُنہوں نے ایک سو احادیث کو لے کر اس طرح الٹ پلٹ اور خلط ملط کر دیا کہ ایک حدیث کی سند دوسری حدیث کے متن سے ملادی، اس طرح پوری سو حدیثوں کے متون واسناد کو ایک دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خلط ملط کر کے دس آدمیوں کو دس، دس احادیث سپرد کر دیں تا کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے ان مقلوب احادیث کو پیش کر سکیں۔ اور ایک مجمع عام جائے امتحان منتخب ہوئی اور شہر بھر کے اہل علم جمع ہو گئے اور شہر کا ہر ہر فرد وہاں پہنچ گیا تھا تا کہ اس عجیب تماشہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ چنانچہ جب گفتگو شروع ہوئی تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر حدیث پڑھی اور امام صاحب رحمہ اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا ''لا ادری'' غرضیکہ تمام نے اپنی اپنی احادیث پیش کیں لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا جواب ایک ہی رہا کہ ''لا ادری'' اس صورتِ حال کو دیکھ کر بعض ناداں لوگ خوش ہوئے، سمجھنے لگے کہ امام بخاری رحمہ اللہ عاجز رہ گئے ہیں اور ان کے حافظہ و کمالاتِ علمی کے جس قدر قصے سنے گئے ہیں شاید سب غلط ہیں لیکن جو لوگ آپ کے فضل و کمال سے کسی قدر واقف تھے، بول اُٹھے ''فھم الرجل'' یعنی امام صاحب رحمہ اللہ اس چالاکی کو بھانپ گئے ہیں۔ یہ تمام کچھ ہونے کے بعد امام المحدثین اسی وقت کھڑے ہو کر پہلے سائل سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اپنی احادیث دوبارہ پڑھو، اس نے جب احادیث پڑھیں تو فرمایا:

اما حدیثك الا ول فھو کذا و حد یثك الثانی۔ فھو کذا.

آپ نے جو پہلی حدیث پڑھی اس کی سند بایں طریق و الفاظ ہے اور دوسری اس طرح ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث پھر تیسری حدیث یہاں تک کہ اُن دسوں حدیثوں کو اسی ترتیب سے پڑھ کر غلط کو صحیح سے الگ کر دیا، اسی طرح دوسرے تیسرے، چوتھے حتیٰ کہ سبھی سائلین کی پوری سو حدیثوں کو بہ ترتیب سوال پڑھ کر سنا دیا اور ان کی اسناد و متون کو اپنے اپنے مقام پر رکھ کر اُن کی تصحیح فرما دی اس خداداد ضبط و حافظہ اور تبحر علمی کو دیکھ کر مشائخ بغداد اور وہ لوگ جو بغرض امتحان آئے تھے چونک اُٹھے اور

اقر الناس له بالحفظ و اذ عنواله بالفضل.[1]

تمام لوگوں نے آپ کے حفظ اور علو مرتب کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے۔

---

[1] تاریخ بغداد: ج2ص 20، تاریخ ومشق: ج 28ص 368، السیر: ج12 ص 408.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر چہ اہلِ فن کے نزدیک غلط اسناد کو صحیح کر کے بتا دینا کوئی بڑا معرکہ سر کرنا نہ تھا تاہم ان سو اسناد کو ایک مرتبہ سن کر دوسری مرتبہ بالترتیب ان کا ویسے ہی صحیح جواب دینا یقیناً ورطہ حیرت میں ڈال دینے والا کام تھا جس کی حیرت آفرینی سے موجود محدثین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ایسے عظیم حافظہ سے متاثر ہو کر ہی ابو بکر الکلو اذانی نے کہا ہے:

''میں نے محمد بن اسماعیل جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا، جس کتاب کو اُٹھا کر ایک نظر دیکھتے یاد کر لیتے۔''[1]

ابو الازھر بیان کرتے ہیں کہ'' سمرقند میں چار سو محدثین نے اسناد کو خلط ملط کر کے یعنی شامیوں کی اسناد کو عراقیوں اور یمنیوں کی اسناد کو مکی و مدنی اسناد میں ملا کر امام بخاری رحمہ اللہ کو مغالطہ دینے کی کوشش کی لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور امام بخاری رحمہ اللہ کامیاب نکلے۔

فما تعلقوا منه بسقطة لا فی الاسناد ولافی المتن.[2]

کہ اسناد و متون میں ایک حرف کی غلطی بھی نہ پا سکے۔

علی بن حسین بیکیندی فرماتے ہیں، ایک بار جب امام صاحب رحمہ اللہ کا ہمارے ہاں آنا ہوا تو کسی صاحب نے امام اسحاق بن راہویہ کا یہ قول:

کانی انظر الی سبعین الف حدیث من کتابی.

میں اپنی کتاب سے ستر ہزار احادیث کو اپنی نظر سے دیکھ رہا ہوں۔

نقل کیا تو امام صاحب نے فرمایا، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، ہو سکتا ہے کہ!

أوتعجب من هذالعل فی هذا الزمان من ینظرالی مائتی الف حدیث من کتابه وانما عنی نفسه.[3]

---

[1] البدایة ص 25 ج 11، هدی الساری 486، السیر ج12 ص 416 .
[2] ایضًا ص 486، السیر: ج12 ص 411 . [3] تاریخ بغداد: ج 2 ص 25، تاریخ دمشق: ج 28 ص 366، هدی الساری: ص 487 وہاں:" مائتی الف الف " ہے جو غلط ہے، السیر: ج 12 ص 416.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ میں ایسا آدمی بھی موجود ہو جسے اپنی کتاب سے دو لاکھ روایات ازبر ہوں، اور امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ اشارہ دراصل اپنی ہی ذات کی طرف تھا۔

بلکہ محمد بن حمدویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح روایات کا ذخیرہ ازبر تھا۔[1]

ایسے وسیع تر حافظہ رکھنے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ:۔

حدیث لا یعرفه محمد بن اسماعیل لیس بحدیث.[2]

جو حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو معلوم نہیں وہ حدیث ہی نہیں۔

وراق کہتے ہیں کہ ایک بار جب امام صاحب رحمہ اللہ کو اپنی تصانیف میں بیان کردہ روایات کی تعداد کا خیال آیا تو آپ نے رات بھر کے شمارے میں دو لاکھ روایات کو اپنی کتابوں میں پایا۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ کا خود کہنا ہے کہ صرف مسئلہ صلوٰۃ (نماز) پر دس ہزار روایات کو پیش کیا جا سکتا ہے۔[3]

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے کتاب الھبہ میں پانچ سو احادیث کو جمع کیا ہے جبکہ امام وکیع اور عبداللہ بن مبارک کی کتب میں اس مسئلہ پر بالترتیب دو، تین اور پانچ، چھ سے زیادہ روایات نہیں ہیں۔ اتنے قوی حافظہ کو دیکھتے ہی حافظ احمد بن حمدون نے کہا ہے کہ سعید بن مروان کے جنازہ میں محمد بن یحییٰ ذھلی نے امام صاحب رحمہ اللہ سے اسماء وکنی اور علل کے متعلق متعدد سوالات کیے اور جوابات دیتے وقت امام صاحب رحمہ اللہ کی کیفیت یہ تھی کہ

یمر فیه مثل السهم کانه یقرأ قل هو اللّٰه احد.[4]

اتنی روانی اور اعتماد سے جواب دیا جیسے کہ آپ سورۃ اخلاص پڑھ رہے ہوں

محمد بن ابی حاتم الوراق نے ایک مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ سے عرض کیا۔

---

① ایضًا، تذکرة الحفاظ ص 556 ج 2 ط 9 . ② تهذیب: ص 50 ج9، تاریخ بغداد: ص 18 ج 2،تاریخ: دمشق ج 28 ص 380، هدی الساری، ص: 483، البدایة ص26 ج 11. ③ هدی الساری، ص: 487. ④ تاریخ دمشق، ج: 28، ص: 389؛ هدی الساری، ص: 488؛ السیر ج: 12، ص: 432.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ جميع ماادخلت فی المصنف؟ فقال:لايخفی علي جميع مافيه.[1]

اس کتاب میں جو کچھ آپ نے لکھا، کیا سب کچھ آپ کو یاد بھی ہے؟ فرمایا: کتاب کے مندرجات میں سے کچھ بھی مجھ سے مخفی نہیں۔

امام اسحاق بن راہویہ نے امام صاحب سے ایک مرتبہ پوچھا:

"کیخاران" کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

یہ یمن کی ایک بستی ہے جہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو بھیجا تھا اس سے عطاء نے دو حدیثیں سنی ہیں تو امام اسحاق، امام بخاری کے حافظہ و وسعت معلومات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فرمایا:

"يا ابا عبدالله كانك قد شهدت القوم"[2]

ابوعبداللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہاں موجود تھے۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں: میں نے امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھے دیکھا۔ اُستاد حدیث پڑھ رہے تھے تو:

"حتی مر علی حديث فانكر عليه محمد فرجع الی قول محمد وقال يامعشر اصحاب الحديث انظروا الی هذا الشاب واكتبواعنه لوكان فی زمن الحسن بن ابی الحسن لاحتاج اليه الناس لمعرفته بالحديث وفقهه"[3]

تو اُنہوں نے ایک سند پڑھی امام بخاری نے اس پر اعتراض کیا تو اُنہوں نے اس اعتراض کو قبول کیا اور فرمایا: محدثین کی جماعت، اس نوجوان کو دیکھو اور اس سے حدیث لکھو اگر یہ حسن بصری کے زمانہ میں ہوتے تو لوگ معرفت حدیث اور فقہ الحدیث میں ان کے محتاج ہوتے۔

---

① تاريخ دمشق: ج 28 ص 373. ② تاريخ دمشق: ج 28 ص 375.

③ تاريخ بغداد: ج 2 ص 429، الهدی: ص 484، تاريخ دمشق: ج 28 ص 382.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید بکر بن منیر خود امام بخاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ابو حفص احمد بن حفص سے امام سفیان کی کتاب الجامع کا سماع کر رہا تھا تو اُنہوں نے کچھ الفاظ پڑھے جو میرے پاس نہ تھے تو میں نے ان سے سوال کیا: اُنہوں نے پھر اسی طرح پڑھا میں نے پھر سوال کیا جب تیسری مرتبہ میں نے سوال کیا تو وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے:

من هذا؟ قالوا: هذا ابن اسماعيل بن ابراهيم، فقال ابو حفص: هو كما قال واحفظوا فان هذا يوما يصير رجلا.[1]

یہ کون ہے؟ بتایا گیا یہ محمد بن اسماعیل البخاری ہیں تو ابو حفص نے کہا: یہ جو کہہ رہے ہیں وہی درست ہے اسی طرح محفوظ کر لو اور ایک دن یہ شخص بڑا آدمی بنے گا۔ مزید فرمایا:

هذا شاب كيس ارجوان يكون له صيت و ذكر.[2]

یہ نوجوان بڑا ذہین ہے اُمید ہے شہرت و ناموری کی معراج پائے گا۔

بلکہ آپ کہتے ہیں دس سال کی عمر میں امام داخلی کی مجلس میں تشریف حاضر ہوا تو وہ ایک سند ''سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم'' پڑھ رہے تھے آپ نے لقمہ دیا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کیا تو اُنہوں نے مجھے ڈانٹا، تو میں نے کہا: اگر آپ کے پاس اصل ہے تو ذرا اسے دیکھ لیجیے، وہ حجرہ میں گئے اصل کو دیکھا تو باہر آ کر فرمایا:

"كيف هو يا غلام ؟ قلت هو الزبير بن عدى عن ابراهيم فاخذ القلم منى واحكم كتابه فقال: صدقت"[3]

نوجوان یہ (سند) کیسے ہے؟ تو میں نے کہا اصل سند زبیر بن عدی عن ابراہیم ہے تو اُنہوں نے مجھ سے قلم لے کر اپنی کتاب کو درست کیا اور کہا: تم نے سچ کہا ہے۔

وراق کہتے ہیں کہ امام بخاری نے بتایا جب میں بلخ گیا تو اُنہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ ان کو ہر شیخ سے حدیث املاء کرواؤں تو

---

① تاریخ بغداد ج2 ص 11. ② السیر، ج: 12، ص: 426.
③ تاریخ بغداد: ج 2 ص 7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فامليت الف حديث لالف رجل ممن كتبت عنهم"①

میں نے ایک ہزار شیخ سے ایک ہزار احادیث املا کروائیں۔

چنانچہ اسی طرح کے متعدد ایسے واقعات آپ کی زندگی میں پیش آئے جن کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہیں اور بالآخر یہ کہے بغیر اور کوئی راہ نظر نہیں آتی کہ:۔

"ذالك فضل اللّٰه يو تيه من يشاء "

معرفتِ علل

علومِ حدیث میں معرفت علل ایک ایسا دقیق اور غامض علم ہے جس پر عبور حاصل کرلینا ہر محدث کے بس کی بات نہیں، اسی وجہ سے کہا گیا کہ:۔

"ومعرفة هذا من اغمض انواع العلوم واد قها و اشرفها وانما يتمكن من التكلم فيه اهل الحفظ التام الفهم الثاقب والخبر ة الكاملة ولهذا لم يتصد للتكلم فى هذا النوع الا جمع قليل من المحدثين "②

حقیقت امر بھی یہی ہے کہ جو حدیث بظاہر موصول ہوا اُس کے ارسال وانقطاع یا جو بظاہر مرفوع ہوا سکے موقوف وغیرہ ہونے کو پہنچاننا نہایت مشکل ترین کام ہے اور اس میں مہارت اس کو حاصل ہوسکتی ہے جس کو اس نوع کے جمیع متفرعات پر عبور ہو۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کو اس نوع کے لوازمات وتوابع پر اس قدر عبور تھا کہ آپ رواۃ کے موالید ووفیات اور ان کے مواطن جو کہ اس نوع کی اولیں ضرورت ہے کہ متعلق فرماتے ہیں!

" لا اجيئك بحديث عن الصحابة والتابعين الاعرفت مولد اكثر هم ووفا تهم ومساكنهم "③

میں آپ کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے جو بھی حدیث بیان کرتا ہوں تو اس

---

① السير ج 12 ص 414. ② مقدمه ابن الصلاح ص:41 نوع الثامن عشر، سيرت البخارى ص 66 بحواله شرح جر جانى: ص 205 .

③ تاريخ بغداد: ج 2 ص 24، هدى السارى:487 السير: ج 12 ص 417.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رواۃ میں سے اکثر کی تاریخ ولادت و وفات اور ان کی رہائش کو بخوبی جانتا ہوں۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ جس طرح حفظ و ضبط میں تمام محدثین سے فائق ہیں اسی طرح معرفت علل میں بھی تمام سے امتیازی مقام رکھتے ہیں جیسا کہ محدثین کے موازنہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ آپ کا اس فن میں ماہر ہونا اگر چہ مذکورہ واقعہ ذہلی سے بھی مشعر ہوتا ہے، تاہم اس کے بغیر اور بھی بہت سی مثالیں ایسی ہیں جو آپ کی مہارت تامہ و ممارست کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں، مثلاً ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک حدیث مع سند پڑھی:

"حجاج بن محمد عن ابن جریج عن موسیٰ بن عقبة عن سهيل بن ابی صالح عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ كفارة المجلس اذا قام العبدان يقول سبحانك اللهم و بحمدك استغفر واتوب اليك"

امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث سن کر امام بخاری رحمہ اللہ کو مخاطب کر کے کہا، کیا اس حدیث کی سند، اس سے اچھی دنیا بھر میں اور بھی ہے؟ امام بخاری نے فرمایا:۔

"نعم لكنه معلول"

ہاں سند تو ہے لیکن معلول ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ یہ سنتے ہی کانپ اُٹھے اور کہا "لا الہ الا اللہ" آپ مجھے وہ حدیث بتا دیجئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بغرض ستر و پردہ پوشی اس پر اکتفا کیا کہ یہی ٹھیک ہے اور اس کو لوگ زیادہ تر بیان کرتے ہیں، لیکن امام مسلم رحمہ اللہ نے دوبارہ الحاح و اصرار کے ساتھ سوال کیا اور آپ کے سر کو بوسہ دیتے ہوئے آبدیدہ ہو کر کہا مجھے ضرور بتائیں تو امام صاحب نے فرمایا اگر ضروری اصرار ہے تو لکھیئے:

"حدثنا موسیٰ ابن اسماعيل حدثنا وهيب حدثنا موسیٰ ابن عقبة عن عون بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ كفارة المجلس۔ (الحديث)

امام مسلم یہ سن کر بلا ساختہ پکار اُٹھے کہ:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لا يبغضك الاحاسد واشهد ان ليس فى الدنيا مثلك"①

آپ سے کوئی حاسد ہی بغض رکھے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔ امام بخاری کی علل حدیث میں اس دسترس اور کاملیت کو دیکھ کر ہی تو امام مسلم نے فرمایا تھا کہ

"دعنى حتى اقبل رجليك يا استاذ الا ستاذ ين وسيد المحدثين وطبيب الحديث فى علله"②

استاذ الاساتذہ، سید المحدثین اور علل الحدیث کے طبیب مجھے اپنی قدم بوسی کی اجازت دیجئے۔

تمام باتوں سے قطع نظر اگر ہم سرسری نظر سے علماء ومحدثین کے ان اقوال ہی کو دیکھ لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ معرفتِ علل میں تمام محدثین سے آگے تھے یعنی جن اقوال میں اُنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق جابجا اعلم بالحدیث، ابصر بالحدیث اور اعرف بالحدیث کے الفاظ استعمال کیے، اس علم و بصیرت سے یقینا معرفتِ علل ہی مراد ہے جس کو امام موصوف کے ترجمہ میں بار بار ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ حاشد بن اسماعیل رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں نے عمرو بن زراہ اور محمد بن رافع کو دیکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے علل حدیث کے متعلق سوالات کررہے ہیں۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو دونوں حاضرین مجلس کو مخاطب ہوکر کہنے لگے!

" لا تخذ عوا عن ابى عبداللّٰه فانه افقه منا واعلم وابصر"③

لوگو! مغالطہ میں نہ رہنا، محمد بن اسماعیل تفقہ فی الحدیث اور معرفتِ علل میں ہم سب سے بلند تر ہیں۔

---

① تاريخ بغداد ص 29 ج 2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 370،هدى الساريٰ ص 488. ② تاريخ بغداد ص 27 ج 2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 369، هدى الساري ص 488، السير: ج12 ص 432 . ③ تاريخ بغداد ص 27 ج 2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 371، السير: ج 12 ص 429 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے امام ترمذی رحمہ اللہ کا امام بخاری کے متعلق معرفت علل میں قول سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

"لم اراحد باالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل والتاریخ ومعرفة الا سانید اعلم من محمد بن اسماعیل"①

میں نے عراق اور خراسان میں علل حدیث، تاریخ اور معرفت اسانید میں امام بخاری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

بہر کیف کثرت شواہد اور ائمہ فن کے اقرار کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کو تمام محدثین سے معرفت علل میں ممتاز تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

تنبیہ

حافظ مسلمہ بن قاسم اندلسی 353ھ نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو علل حدیث میں یہ کمال دراصل ابن المدینی کی وجہ سے تھا کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی علل ان کی عدم موجودگی میں ان کے صاحبزادے سے نقل کر لی تھی لیکن یہ مسلمہ کے عدم علم کی بنا پر ہے اسے صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے جواب دیا ہے۔

بلکہ فرمایا ہے:

"واما القصة التی حکاها فیما یتعلق بالعلل لابن المدینی فانها غنیة عن الرد لظهور فسادها وحسبك انها بلا اسناد.....الی غیر ذلك من وجوه البطلان لهذه الاخلوقة"②

یعنی اس (مسلمہ) نے امام ابن المدینی کی العلل سے متعلق جو واقعہ ذکر کیا ہے اس کا غلط اور باطل ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس کے رد کی ضرورت ہی نہیں تاہم اس کے

---

① تاریخ بغداد ص 27 ج 2، تاریخ دمشق: ج28 ص 371.

② تهذیب: ج 9 ص55.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ یہ بلا سند ہے ..... جبکہ اس خود ساختہ قصہ کے جھوٹ ہونے کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں۔

علاوہ ازیں ''اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا'' کے مسلم قانون کے مطابق دیکھنا یہ بھی ہے کہ یہ خبر دینے والے کتب رجال میں کیسے آدمی ہیں چنانچہ مسلمہ اندلسی کا ترجمہ قائم کرتے ہوئے علامہ ذھبی فرماتے ہیں:۔

"مسلمة بن القاسم القرطبی کان فی ایام المستنصر الاموی ضعیف"①

مسلمہ اندلسی اموی خلیفہ مستنصر باللہ کے دور میں تھا اور وہ ضعیف ہے۔

قاضی محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ اندلس کی جماعت نے اسے کذاب کہا ہے۔ قاضی محمد بن یحیی نے اگرچہ اس سے اختلاف کرتے ہوئے اسے ''ضعیف العقل'' کہا ہے۔

اس قضیہ کا تصفیہ ہم یوں بھی کر سکتے ہیں کہ بلاشبہ امام بخاری اعتراف کرتے ہیں:

"ما استصغرت نفسی عنداحد الاعندعلی بن المدینی"

کہ میں نے خود کو امام علی بن المدینی کے علاوہ کسی کے سامنے ہلکا نہیں سمجھا مگر ساتھ اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ:

" وربما کنت اغرب علیه "②

بسا اوقات اپنی معلومات سے ہی اُنہیں حیران کر دیتا۔

بلکہ جب امام علی ابن المدینی کے سامنے امام بخاری کا یہ مذکورہ بالا قول رکھا گیا تو فرمایا:

"ذروا قوله هو ما رأی مثل نفسه"③

ان کی بات رہنے دیجئے اُنہوں نے خود جیسا کسی کو پایا ہی نہیں۔

---

① هدی الساری:ص 484، میزان الاعتدال ص 112 ج 4، لسان ج 6 ص 35.

② تاریخ بغداد: ج 2 ص 17، تاریخ دمشق: ج 28 ص 379.

③ تاریخ بغداد: ج2 ص 18، تاریخ دمشق: ج28 ص 380 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ فرماتے ہیں امام ابن المدینی مجھ سے خراسان کے مشائخ سے متعلق سوال کرتے جب میں نے محمد بن سلام کا ذکر کیا جسے آپ نہ جانتے تھے تو ایک دن فرمایا:

"یاابا عبداللّٰہ کل من اثنیت علیه فهو عند نا الرضا"[1]

ابوعبداللہ آپ جس کی بھی تعریف (توثیق) کریں وہ ہمیں قبول ہے۔

فتح بن نوح نیشاپوری کہتے ہیں میں علی بن المدینی کے پاس آیا تو امام بخاری کو ان کے دائیں طرف بیٹھے پایا اور امام ابن المدینی کی حدیث بیان کرتے کیفیت یہ تھی کہ:

"وکان اذا حدث التفت الیه کانه یهابه"[2]

امام بخاری کی طرف ایسے توجہ فرماتے جیسے وہ امام بخاری سے مرعوب ہیں۔

تو ان حالات و واقعات کے ہوتے ہوئے مسلمہ کی بات کو معتبر اور امام بخاری کی عدالت و امامت کو داغدار کرنا حقیقت سے اعراض کے مترادف ہے۔

تعظیم الامام

امام موصوف کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ علم وفضل میں تمام سے بڑھ کر تھے تو تعظیم بھی تمام نے آپ ہی کی کرنا تھی چنانچہ اساتذہ اور تلامذہ سبھی کے سبھی امام صاحب رحمہ اللہ کی تعظیم کرتے تھے اور ان کے فضل وعلم کے اقراری تھے۔ تاہم امام صاحب رحمہ اللہ کے علم وفضل کے اقرار اور ان کی مدح وتعریف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ حصہ جس میں امام صاحب رحمہ اللہ کے فضل وعلم کا اقرار اور آپ کی مدح وتعریف آپ کے اساتذہ وشیوخ نے فرمائی ہو اور دوسرا جس میں آپ کے علم وفضل کی برتری کو ہم عصروں نے تسلیم کیا! جہاں تک اکابر وشیوخ کا تعلق ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے شیخ سلیمان ابن حرب کے پاس جاتا تو وہ مجھے فرماتے کہ ہمیں امام شعبہ کی اغلاط سے مطلع فرمایئے۔[3]

---

① تاریخ بغداد ج2ص17، تاریخ دمشق: ج 28 ص 375. ② تاریخ بغداد: ج 2 ص 18، تاریخ دمشق: ج 28، ص 380. ③ الهدی: ص 482، السیر: ج12 ص 419.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی استاد کا شاگرد سے مطالبہ ہے کہ اتنے بڑے محدث کی غلطیوں کو پکڑے۔ جبکہ امام شعبہ بھی آپ کے شیوخ میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابومصعب احمد بن ابی بکر زھری کے خیال میں امام صاحب رحمہ اللہ حدیث و فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بڑھ کر ملکہ رکھتے تھے اس بات کا جب اُنہوں نے کسی مجلس میں اظہار کیا تو اہل مجلس میں سے کسی نے کہا (قد جاوزت الحد) تو ابومصعب نے جواباً فرمایا:

"لو ادرکت مالکا و نظرت الی وجهه و وجه محمد بن اسماعیل لقلت کلا هما واحد فی الحدیث والفقه"[1]

یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تو کیا وہ تو امام مالک رحمہ اللہ کے ہم پلہ ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنے شیخ اسماعیل ابن ابی اویس کے ذخیرہ حدیث سے احادیث کا انتخاب فرماتے تو اسماعیل بن ابی اویس رحمہ اللہ امام صاحب کے انتخاب کو نہایت ہی قدر و منزلت سے دیکھتے ہوئے ان منتخب روایات کو علیحدہ لکھ لیتے۔ امام موصوف کے استاد عبدان بن عثمان المروزی کا قول ہے:۔

"مارایت بعیني شابا ابصر من هذا"[2]

یعنی میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی نوجوان کو حدیث کے متعلق اتنی بصیرت رکھنے والا نہیں پایا۔

قتیبہ بن سعید کا یہ قول پہلے بھی اشارۃً گزر چکا ہے کہ:۔

یاهولآء نظرت فی الحدیث ونظرت فی الرأی وجالست الفقهاء والزهاد والعباد فمارأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسماعیل فی زمانه کما کان عمر فی الصحابة فی صدقه وورعه[3]

---

① تاریخ بغداد:ص 19 ج 2، تاریخ دمشق: ج 28 ص 382،هدی الساری ص 482، السیر: ج 12، ص 420. ② تاریخ بغداد:ص 24 ج 2، هدی الساری: ص 482. ③ هدی الساری ص 482.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی زہد وتقوی صدق وعدالت اور فقاہت کے اعتبار سے امام بخاری رحمہ اللہ اپنے دور کے علماء پر اسی طرح فضیلت رکھتے تھے جیسے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب فضیلت تھے۔

شاید اسی وجہ سے امام قتیبہ بن سعید نے کہا ہے کہ:

"لو کان محمد بن اسماعیل فی الصحابة لکان آیة"①

اگر امام بخاری عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتے۔

حضرت قتیبہ سے ایک مرتبہ کسی نے طلاق سکران کے متعلق سوال کیا، ابھی گفتگو چل ہی رہی تھی کہ اتنے میں امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھ کر امام قتیبہ بن سعید سائل کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

"هذا احمد بن حنبل واسحٰق ابن راهویه و علی ابن المدینی قد ساقهم اللّٰه الیك"②

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اب ابن حنبل اور اسحق بن راھویہ اور ابن المدینی کا نعم البدل اور انکی صفات علمیہ کا جامع آ گیا ہے اب جو چاہو، سو دریافت کرلو۔ شاید اسی قسم کے تجزیہ وتبصرہ کے بعد امام موصوف کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ:۔

"ما اخرجت خراسان مثل محمد بن اسماعیل"③

خراسان نے امام بخاری جیسا آج تک کوئی آدمی پیدا نہیں کیا۔

یہی نہیں بلکہ رجاء بن المرجا نے تو امام موصوف کو تمام علماء پر فوقیت دیتے ہوئے کہا ہے:۔

"فضل محمد بن اسماعیل علی العلماء کفضل الرجال علی النساء"

---

① الهدی: 483، السیر: ج 12، ص 431 . ② هدی الساری: ص 482.

③ تاریخ بغداد ص 21 ج 2، هدی الساری ص 482، السیر: ج 12 ص 431 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام علماء پر امام بخاری کو اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح عورتوں پر مردوں کو فضیلت حاصل ہے۔

بلکہ اس سے بڑھ کر فرمایا:

"ھو آیة من آیات اللّٰہ یمشی علی ظھر الارض"[1]

امام بخاری تو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو زمین پر چل رہی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے اس قدر عظیم حافظہ کا ہونا اور پھر اتنا علمی عبور ہونا ایک معجزہ اور آیۃ اللہ سے کم نہیں اور پھر علم حدیث کے ساتھ اس قدر لگاؤ کہ لوگ دنگ رہ گئے اور بقول حسین بن حریث یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:

"کانہ لم یخلق الا للحدیث"[2]

تو ایسے انسان کو آیۃ اللہ نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اصحاب الحدیث میں سے ماہر فی الحدیث سعید ابن مریم اور اسماعیل بن ابی اویس اور حمیدی نیز ابراہیم بن موسیٰ جیسے انسان امام صاحب رحمہ اللہ کو نظر و معرفت میں اپنے آپ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال کی عمر میں جب میں امام حمیدی کے پاس پہنچا تو وہ کسی دوسرے محدث سے کسی حدیث پر بحث و مباحثہ میں مشغول تھے، امام حمیدی مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ اب فیصلہ ہو جائے گا حمیدی چونکہ حق پر تھے، لہٰذا امام صاحب نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔[3]

آپ خود فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امام اسحاق بن راھویہ سے طلاق ناسی (بھول کر طلاق دینے والے) کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ خاموش ہو گئے۔ ان کی خاموشی کو دیکھتے ہوئے میں نے سائل کو جواب دیا۔

---

① ج11 تاریخ بغداد ص 25 ج 2، تاریخ دمشق: ج28، ص 383، ھدی الساری ص 485-484-483، البدایة ص 26. ② السیر: ج 12، ص 422، الھدی: ص 484. ③ الھدی: ص 483.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان اللّٰہ تجا وزعن امتی ماحدثت به انفسها مالم تعمل به او تکلم"

اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے دلوں کی بات کو معاف کر دیا ہے جب تک اُس پر عمل نہ ہو یا زبان سے نہ بولے۔

امام اسحٰق یہ جواب سنتے ہی فرمانے لگے:

"قویتنی قواك اللّٰہ وافتی به"[1]

تو نے مجھے قوت دی اللہ تعالیٰ تمہیں قوت دے اور پھر اس کے مطابق فتوی دیا۔

یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر دیگر اہل معرفت نے بھی امام موصوف کا مقام دوسرے محدثین سے بلند بتایا ہے۔ چنانچہ عبد بن محمد فرماتے ہیں کہ احمد بن حرب نیشا پوری کی وفات پر جب اسحاق راھویہ اور امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ شریکِ جنازہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اہل معرفت امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کو امام اسحاق سے افقہ اور اعرف فی الحدیث قرار دے رہے ہیں۔[2]

ثناء الاقران

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام صاحب کی تعریف ہر چھوٹے بڑے نے کی ہے حتی کہ آپ کے علم وفضل کا اقرار کیے بغیر اور آپ کی مداح سرائی کیے بغیر آپ کے معاصر بھی نہ رہ سکے۔ حالانکہ معاصرت عداوت بنیاد ہوا کرتی ہے۔

"المعا صرة اصل المنا فرة"

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی ذات ایسی ہے جسے شیوخ وتلامذہ اور معاصرین سبھی نے سراہا ہے۔

امام احمد نے جس طرح فرمایا ہے کہ:

---

[1] هدی الساری:ص 483 . [2] هدی الساری: ص 484۔ البدایة والنهایة ص 26 ج 11، السیر: ج 12 ص 418، طبقات السبکی: ج 2 ص 223.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ما اخرجت خراسان مثل محمد بن اسماعیل"[1]

خراسان میں محمد بن اسماعیل جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

یہی بات اپنے الفاظ میں امام مسعود، ابو حاتم الرازی، امام ترمذی وغیرہ نے بھی کہی ہے جبکہ محمد بن ادریس رازی کہتے ہیں:

"یقدم علیکم رجل من خراسان لم یخرج منهااحفظ منه ولا قدم من العراق اعلم منه فقدم علینا البخاری"[2]

ابھی خراسان کا ایک آدمی آرہا ہے جس سے بڑا حافظ خراسان میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ان سے بڑا عالم عراق سے کوئی آیا ہے تو امام بخاری تشریف لائے۔

امام حسین بن محمد عبید العجل امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں حافظ تو ہیں لیکن!

"لم یبلغ مبلغ محمد بن اسماعیل"[3]

یعنی امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پایہ کو نہیں پہنچ سکے۔

اور حافظ عبداللہ بن عبدالرحمن داری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"قدرایت العلماء بالحرمین والحجاز والشام والعراق فما رایت فیهم اجمع من محمد بن اسماعیل وهو ابصر هم اعلمهم وافقهم.[4]

یعنی میں نے حرمین شریفین، حجاز، شام، عراق کے علماء کو دیکھا لیکن امام موصوف سے بڑھ کر عالم وفقیہ میں نے کوئی نہیں پایا۔

اور آپ کو امام موصوف کی جرح وتعدیل پہ اتنا اعتماد تھا کہ جب کسی حدیث کے متعلق آپ سے سوال کیا جائے تو صرف اتنا کہہ دینے پر ہی اکتفا کرتے کہ "ان البخاری صححہ" امام بخاری نے اسے صحیح کہا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

---

① تاریخ بغداد: ج 2 ص 21. ② السیر: ج 12 ص 433. ③ تاریخ بغداد: ج 2 ص 29. ④ تاریخ بغداد: ج 2 ص 28، تاریخ دمشق: ج 28 ص 384، هدی الساری ص 484.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محمدبن اسماعیل ابصر منی وھواکیس خلق اللّٰہ انہ عقل عن اللّٰہ ماامر بہ و نھی عنہ من کتابہ وعلی لسان نبیہ"[1]

یعنی امام بخاری مجھ سے زیادہ صاحب بصیرت اور سب مخلوق خدا سے زیادہ ذہین ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں قرآن وسنت میں اپنے اوامرونواہی کا شعور دیا ہے۔

ابوسھل محمود بن نضر الفقیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ وشام اور حجاز کوفہ کے علماء کو دیکھا ہے کہ جب ان کے پاس امام بخاری رحمہ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اپنی گردنوں کو جھکا دیتے اور اپنے پر ان کو فضیلت دیتے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ابوسھل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"سمعت اکثر من ثلاثین عالما من علماء مصر یقولون حاجتنا فی الدنیا النظر الی محمد بن اسماعیل"[2]

یعنی میں نے مصر کے تیس کے قریب علماء کو یہ کہتے سنا کہ ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ وہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو ایک نظر دیکھ سکیں۔

اور ابوعمر وخفاف کو امام صاحب سے اس قدر عقیدت تھی کہ اگر کوئی امام کے بارے تنقید کرتا تو اس پر ہزار لعنت بھیجتے تھے اور امام صاحب کو امام احمد اور امام اسحٰق پر بیس گنا زیادہ فضیلت دیا کرتے تھے۔[3]

اسی طرح کا ایک قول حافظ موسیٰ بن ہارون الحمال بغدادی سے بھی منقول ہے کہ:

"لوان اھل الاسلام اجتمعوا علی ان یصیبوا آخر مثل محمد بن اسماعیل لما قد رواعلیہ"[4]

اگر تمام اہل اسلام امام بخاری رحمہ اللہ جیسا کوئی دوسرا لانا چاہیں تو ناکام رہیں گے۔

---

① ھدی الساری: ص 485، السیر: ج 12 ص 426 . ② الھدی: ص 485، السیر: ج 12 ص 426 وفیہ " الی تاریخ " . ③ تاریخ بغداد: ج 2 ص 27، تاریخ دمشق ج 28 ص 377 السیر: ج 12 ص 435 . ④ تاریخ بغداد: ج 2 ص 22، تاریخ دمشق: ج28 ص 381، ھدی الساری ص 485 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن حماد نے امام صاحب کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: ''مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں امام صاحب کے سینہ کا بال ہوتا۔''①

اسی طرح امام موصوف کے متعلق علماء مصر کا یہ قول مشہور ہے کہ دنیا میں معرفت و اطلاع میں محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر کوئی نہیں بلکہ امام الائمہ ابن خزیمہ کا تو قول یہ ہے کہ:

"مارایت تحت اديم السمآء اعلم بحديث رسول اللّٰه ﷺ واحفظ له من محمد بن اسماعيل"②

میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل بخاری سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا عالم اور حافظ کوئی نہیں دیکھا۔

بہرحال یہ ہیں چند ایک مدحیہ کلمات جو امام صاحب کے شیوخ و اقران نے امام صاحب کے بارے میں فرمائے جن کو ہم نے ''مشتے نمونہ از خروارے'' ذکر کیا ہے۔ ورنہ اگر متاخرین و متقدمین کے اقوال و آرا کو ترتیب دیا جائے تو ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے، اب ہم اس بحرِ بے کراں شخصیت کے فضائل و عظمت کو حافظ ابن حجر کے اس قول پر ختم کرتے ہیں کہ:۔

"ولو فتحت باب ثناء الائمة عليه ممن تاخر عن عصره لفنى القرطاس ونفدت الانفاس فذاك بحر لا ساحل له"③

اگر امام بخاری کے متعلق متاخرین ائمہ کرام کی مدح و ثنا کا دروازہ کھولوں تو کاغذ قلم ہی نہیں زندگی کے سانس بھی ختم ہو جائیں مگر ان کی تعریف و توصیف ختم نہ ہو کہ وہ تو (علم و فضل کا) ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارا نہیں۔

رباعیات بخاری ﷺ

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات بالکل کھل جاتی ہے کہ علو مرتبت میں حضرۃ الامام کا کوئی

---

① السير: ج12 ص 437. ② تاريخ بغداد ص 27 ج 2، تاريخ دمشق: ج 28 ص 367، هدى الساري ص 485، السير: ج 12 ص 431.

③ هدى الساري: ص 485.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پلہ نہ تھا تو یہ بات یقینی ہے کہ ایسا بلند مقام اسی شخص کو نصیب ہو سکتا ہے جس نے تمام لوازمات کے ساتھ علم کو حاصل کیا ہو ورنہ ''ہر مدعی کے لیے دار و رسن کہاں'' والی بات ہوگی۔ چنانچہ امام صاحب نے ہر اس شخص کے لیئے جو کچھ مقام چاہتا ہے وصیۃً جو کچھ فرمایا ہے:

اسے قارئین کے فائدہ کے پیش نظر نقل کیا جاتا ہے تاکہ کسی کا اس نہج پر کامیاب ہو جانا ہی ہماری کامیابی کا سبب بن جائے۔ اب یہ حقیقت کسی بھی ذی شعور انسان پر مخفی نہیں کہ ہر خاردار وادی اور پُر خطر وادی میں سفر کیلئے ہمہ قسم کا سرمایہ اور زادراہ چاہیے جس کے بغیر انسان اس سفر کو باسہولت یا بلا صعوبت طے نہیں سکتا۔

ایسے ہی طلبِ علم کی خاردار وادی کے مسافر کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے ہمراہ سفر کی ضروریات کے مطابق وافر نہیں تو ضروری زادراہ تو لے کر چلے تاکہ وہ اپنی علمی تشنگی کو حقیقی طور پر بجھا سکے تو اس کے بعد بداھتاً ذہن میں سوال اُٹھتا ہے کہ وہ زادِ راہ کن اشیاء پر مشتمل ہے اور کون کون سی اشیاء اس زادراہ میں شامل ہیں تو اس کا شافی جواب یقیناً وہی شخص دے سکتا ہے جس نے اس خاردار وادی میں اپنی حیاتِ مستعار کا کثیر حصہ گزارا ہو اور پھر وہ اس زادِ راہ کی بنا پر اپنے سفر سے کامیاب لوٹا ہو۔ تو یہ بات بھی یقینی ہے کہ امام المحدثین محمد ابن اسماعیل البخاری سے بڑھ کر اس سوال کا جواب اور کوئی نہیں دے سکتا لہٰذا ہم ان کے بتائے ہوئے زادراہ کو قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ تاکہ آج بھی جو تشنگان علم نبوت ہیں وہ اس سفر میں چلنے سے پہلے اپنے ساتھ اس زادِ راہ کو لیں اور اسی کے مطابق اپنے اس سفر کو جاری رکھتے ہوئے ان پر خار وادیوں کو عبور کر جائیں۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے مشہور و معروف شاگرد قاضی ولید بن ابراہیم جو کہ رے کے عہدہ قضا پر فائز تھے فرماتے ہیں کہ میری عمر عزیز کا بہت سا حصہ گزر چکا تو مجھے علمِ حدیث کا شوق ہوا۔ اس وقت امام بخاری رحمہ اللہ کا عالم میں غلغلہ تھا اور میری نگاہ بھی امام صاحب رحمہ اللہ ہی کی درس گاہ کی طرف اُٹھی کیونکہ مشرق سے مغرب تک انہیں کا چرچا تھا۔ میں نے حاضر ہو کر امام صاحب سے اپنے دلی مقصد کا اظہار کیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری درخواست سن کر فرمایا:

"یا بني لا تد خل فی امر الابعد معرفة حدوده والوقوف علی مقادیره"

بیٹا کسی کام کو اُس کی حدود و مقادیر (آداب و تقاضوں) کے معلوم کر لینے سے پہلے ہاتھ نہ لگاؤ.....اور اس کے بعد فرمایا:

"واعلم ان الرجل لا یصیر محد ثا کا ملافی حدیثه الابعد ان یکتب اربعامع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لا ربع وکل هذه الربا عیات لاتتم الاباربع مع اربع فاذا تمت له کلها هان علیه اربع وابتلی باربع فاذا صبر علی ذالك اکرمه اللّٰه فی الدنیا باربع واثابه فی الآخرة باربع"

خلاصہ یہ ہے کہ ان بارہ رباعیات کے بغیر انسان کامل محدث نہیں ہوسکتا، اور جب یہ بارہ رباعیات کسی کے لیے حاصل ہو جائیں تو اس کے لیے فلاح دارین ہے۔

قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ان رباعیات کو سن کر حیران رہ گیا اور عرض کیا کہ حضور آپ اس اجمال کی تفصیل بھی ارشاد فرمایئے۔ امام صاحب نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے تفصیل بتانا شروع کی تو فرمایا:۔

پہلی رباعی: (ان یکتب اربعا) یعنی چار چیزیں لکھے۔

اول: احادیث رسول اللہ ﷺ

ثانی: حالات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کی تعداد۔

ثالث: تابعین اور ان کے حالات رابع: بقیہ علمائے اُمت اور ان کی تواریخ۔

دوسری رباعی: (مع اربع) یعنی چار کے ساتھ لکھے۔

اول: رجال حدیث کے نام

دوم: ان کی کنیت سوئم: ان کی جائے سکونت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہارم: ان کے سنواتِ ولادت ووفات!

تیسری رباعی: (کاربع) یعنی چار کی طرح لکھے جیسا خطیب کے لیے حمد لازمی ہے رسول اللہ ﷺ کے لیے درود۔ سورتوں کے لیے بسم اللہ اور نماز کے ساتھ تکبیر لازمی ہے۔

چوتھی رباعی: (مثل اربع) یعنی چار کی مثل لکھے۔

① مسندات: وہ حدیثیں جو مسند ہوں۔

② مرسلات: وہ احادیث جن صحابی مذکورہ نہ ہو اور تابعی رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔

③ موقوفات وحدیثیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ہوں۔

④ مقطوعات: وہ احادیث جن کا درمیان سے کوئی راوی ساقط ہو غرضیکہ ہر قسم کی حدیث کا استقصا کرے۔

پانچویں رباعی (فی اربع) یعنی چار وقتوں میں لکھے۔

① کم سنی میں ② بلوغت میں ③ جوانی میں ④ بڑھاپے میں

غرضیکہ کسی عمر میں تحصیل علم کا جوش کم نہ ہو اور نہ کسی وقت قلم رُکے اور طلب سے سیر ہو۔

چھٹی رباعی: (عند اربع) یعنی چار حالتوں میں لکھے۔

① عدیم الفرصتی ② فرصت ③ فراغ دستی

④ تنگ دستی غرضیکہ جس حالت میں بھی ہو خیال ادھر ہی بندھا رہے۔

ساتویں رباعی: (بأربع) یعنی چار جگہ پر لکھے۔

① پہاڑوں میں ② سمندروں میں

③ آبادی میں ④ جنگل میں یعنی جہاں جائے لکھے۔

آٹھویں رباعی: (علی اربع) یعنی چار چیزوں پر لکھے۔

① پتھر ② چمڑے ③ ہڈی اور سیپ پر، جب تک کاغذ میسر نہ ہو۔

نویں رباعی: (عن اربع) یعنی چار سے لے کر لکھے۔

① جو عمر میں بڑے ہوں ② جو عمر میں کم ہوں ③ جو عمر میں برابر ہوں

④ اور اپنے والد کے خط سے بشرطیکہ خط کا یقین ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں رباعی: (لا ربع) چار کاموں کے لیے لکھے۔

① اللہ کی رضامندی کے لیے ② کتاب کے موافق عمل کے لیے

③ طالبین حدیث میں اشاعت کے لیے

④ تالیف کے لیے تاکہ اس کے بعد بھی اس (علم) کا ذکر باقی رہے۔

ہاں یہ دس رباعیات جن کے بغیر پوری نہیں ہوتیں وہ دوسری دو رباعیاں ہیں اور ان میں پہلی کسبی ہیں

① فنِ کتاب ② علمِ لغت ③ صرف ④ نحو میں ماہر ہونا۔

دوسری رباعی وہبی ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں وہ اللہ کی عطا ہیں اور وہ یہ ہیں:

① صحت ② صلاحیت ③ علم کا شوق ④ قوتِ حافظہ۔

جب یہ بارہ رباعیات کسی کو نصیب ہو جائیں تو ان کی خوشی میں وہ چار چیزوں کو (جو نہایت پیاری ہیں یعنی) بیوی، اولاد، مال اور وطن کو بے وقعت سمجھتا ہے لیکن چار چیزوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ یعنی دشمنوں کی خندہ زنی میں، دوستوں کی ملامت میں، کوتاہ بینوں کی طعن زنی میں، علمائے عصر کے حسد میں۔ جب ان چار پر صبر کرتا ہے۔ تو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو چار چیزوں سے معزز کرتا ہے۔ قناعت کی عزت سے، شخصی رعب سے، حیاتِ جاوداں سے، لذت علم سے اور پھر اسے آخرت میں چار نعمتوں سے مالا مال کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)۔ ①۔ اپنے بھائیوں کی سفارش۔ ②۔ عرشِ عظیم کے سایہ سے جب کہ اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ③۔ حوض کوثر کے پانی سے، ④۔ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی ہمسائیگی سے۔

یہ کہہ کر فرمایا، لو! بیٹا ہم نے شیوخ سے متفرق اوقات میں اس سلسلہ میں جو کچھ سنا ہم نے تم کو ایک ہی بار سنا دیا اب چاہو علم حدیث حاصل کرلو یا چھوڑ دو! قاضی ابو العباس کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ کلام سن کر میں متفکر اور ساکت ہو گیا۔ اور دیر تک سر نیچے کیے رکھا کیونکہ فنِ حدیث کی تحصیل کا بارگراں جس کو امام صاحب نے رباعیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا میں بیاں کیا تھا، کا میں متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔ امام صاحب نے میرے سکوت اور تفکر کو دیکھ کر فرمایا:۔

" فان لم تطق احتمال المشاق كلها فعليك بالفقه الذى يمكنك تعلمه وانت فى بيتك قارساكن لا تحتاج الى بعد الاسفاروطى الاباروركوب البحار وهو مع ثمرة الحديث وليس ثواب الفقيه بدون ثواب المحدث فى الآخرة ولاعزه اقل من عزالمحدث"

خلاصہ یہ کہ اگر تمہارے لیے علمِ حدیث کی تحصیل بوجہ مشقت ممکن نہ ہو تو تم علم فقہ ہی حاصل کرو۔ جس میں سفر کی تکلیفوں سے نجات مل جائے گی۔ اور علم فقہ باوجود سہل الحصول ہونے کے حدیث ہی کا ثمرہ ہے۔ اور آخرت میں فقیہ کا اجر وثواب محدث سے کم نہ ہوگا اور اس کی عزت بھی محدث کی عزت سے کوئی کم نہیں۔

چنانچہ امام بخاری کی یہ باتیں سن کر مجھے علم حدیث حاصل کرنے کا حوصلہ نہ ہوا تو فقہ کی تعلیم پر متوجہ ہوا یہاں تک کہ اس میں مہارت پالی۔ ①

تنبیہ

امام صاحب رحمہ اللہ نے جو چیزیں محدث کامل ہونے کے لیے بتائی ہیں وہ خود امام صاحب رحمہ اللہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں اور یہ بات اس انسان پر مخفی نہیں رہ سکتی جس کے ذہن میں مذکورہ رباعیات موجود ہوں۔ تاہم اگر ایک ایک صفت کو نکال کر سیرت بخاری کے ساتھ منطبق کیا جائے تو یقیناً ایک مسودہ بن جائے گا لیکن ان کا تذکرہ محض اس لیے نہیں کرتے، کہ قارئین، امام بخاری کی سیرت سے خود ایسی جزئیات کو منتخب کریں جو ان رباعیات کے مطابق ہیں اور بایں ہمہ امام صاحب کو محدثِ کامل کہا جا سکے۔ اگرچہ ان کی

① سيرة البخارى از مولانا عبدالسلام a ص 154، الا لماع للقاضى عياض ص 30-34، تهذيب الكمال للمزى ج 24 ص 461-464 الفوائد الدرارى ص 113-115.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاملیت وعبور پر کسی کو شک نہیں۔ بہرحال امام بخاری کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو ان رباعیات کے آئینہ میں انہیں محدث کامل کہنا عین قرین قیاس اور برحق ہے۔

امام صاحب کا ذوق ادب

ان رباعیات سے امام صاحب کے ذوق ادب کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ امام صاحب اگرچہ معروف معنوں میں شاعر تو نہ تھے مگر ادب اور لغت عرب میں آپ کو مہارت تھی جس کا سب سے بڑا ثبوت ''الجامع الصحیح'' ہے جو اگرچہ!

" كانه لم يخلق الا للحديث"

کا مظہر ہے۔ تاہم اس میں ادب کے شہ پارے بھی ہیں جبکہ امام صاحب نے باقاعدہ شاعر نہ ہونے کے باوجود بعض مواقع پر اشعار بھی کہے ہیں جو آپ کے ادبی ذوق لطیف کی دلیل ہیں بلکہ حافظ ابن حجر نے تو کہا ہے:

"وكان صاحب فنون و معرفة باللغة والعربية والتصريف"[1]

یعنی آپ صاحب فنون اور لغت کے عالم نیز ادب عربی اور صرف کے ماہر تھے۔

بہرحال اشعار کے طور پر بھی آپ کا کلام ملتا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ: ابوعبداللہ الحاکم کہتے ہیں میں نے بخط مستملی امام صاحب کے شعر دیکھے ہیں:

اغتنم فی الفراغ فضل ركوع
فعسى ان يكون موتك بغتة
كم صحيح رايت من غير سقم
ذهبت نفسه الصحيحة فلتة

فراغت میں رکوع (نماز) کی فضیلت (کے حصول) کو غنیمت سمجھو ممکن ہے تمہیں اچانک موت نہ آجائے۔ کتنے ہی تندرست لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بیمار بھی نہیں تھے کہ اچانک ان کی روح پرواز کر گئی۔

---

[1] تغليق التعليق: ج5، ص 400.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام دارمی رحمہ اللہ کی وفات کا سن کر ارشاد فرمایا:

ان عشت تضجع بالا حبة كلهم

وبقاء نفسك لاابالك افجع

اگر تم زندہ رہے تو دوستوں کے فراق کا غم اُٹھانا پڑے گا۔ لہٰذا تمہارا زندہ رہنا بھی بڑا دردناک ہے۔

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:

مثل البهاء ثم لا ترى آجالها

حتى تساق الى المجاوز تنحر

غافلوں کی مثال جانوروں جیسی ہے ذبح خانے جانے تک انہیں موت کا احساس نہیں ہوتا۔

امام صاحب کے یہ اشعار۔ عام شاعرانہ تخیل۔ سے بہت ہٹ کر ہیں جن سے آپ کے زہد وتقوی اور فکر آخرت کا تصور واحساس جھلکتا ہے۔ گویا یہ اشعار ''ان من الشعر لحکمۃ'' فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق ہیں۔

امام صاحب اور امام زہلی کے درمیان اختلاف

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے مداحین میں اساتذہ وتلامذہ کے علاوہ دیگر معاصرین بھی پیش پیش ہیں اور غالباً امام صاحب رحمہ اللہ واحد ایسی شخصیت ہیں جن کی اتنی مقبولیت ہونے کے باوجود کسی نے عناد یا معاصرت کی بنا پر آپ کی مذمت یا مخالفت نہ کی ہو۔ کتب تراجم کو دیکھنے سے صرف محمد بن یحییٰ زہلی رحمہ اللہ یا حریث بن ابو ورقاء کے نام سامنے آتے ہیں۔ جنہوں نے آپ کی مخالفت میں قدم اُٹھایا اس کی وجہ اپنی ساکھ قائم رکھنا ہو یا کوئی سیاسی ومعاشی مفاد کا حصول۔ بہرحال زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے مخالفین کو انگلیوں پہ شمار کیا جا سکتا ہے ان میں سے بھی بعض کو تو آپ کے علم وفضل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور بعض اپنی مخالفت پر قائم رہے۔ تو ان کی مخالفت کی صحت وحقانیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حریث بن ابو ورقاء پر جب آخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش آئی تو ان کے متعلق لوگوں کا تبصرہ تھا۔

"فانه ابتلی فی اهله فرای فیها مایجل عن الوصف"[1]

کہ اُس پہ ناقابل بیان آفت آئی ہے۔

یعنی انجام کار اس کا ایسا ہوا جیسا کہ برحق مخالفین کا ہوا کرتا ہے۔ تاہم اگر اس بات کو دوسرے پہلو سے بھی سوچا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کہ ہر شخص کیساتھ کسی کا اختلاف ہونا اسکی شخصیت کے نمایاں ہونے کا باعث بنتا ہے۔ یعنی "تعرف الاشیاء باضدادھا" کے تحت اس کی شخصیت کو چار چاند لگ جاتے ہیں تو شاید جل شانہ کو امام بخاری رحمہ اللہ کی علمی شہرت کے بعد بایں طریق امام بخاری رحمہ اللہ کو معروف و مشہور کرنا مقصود تھا اور پھر اختلاف کو شریعت نے بھی بنظر استحسان دیکھا ہے اگرچہ وہ اختلاف مشروط ہیں تاہم اختلاف کا وجود مسلم ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ سے اختلاف کیا گیا اور آپ کے اولین مخالفین میں سے امام زہلی رحمہ اللہ تھے۔ امام حاکم فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ دوسو پچاس ہجری میں جب نیشاپور تشریف لائے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے علی الدوام درس حدیث دینا شروع کیا۔ امام مسلم بن حجاج فرماتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے درس میں امراء و علماء اور فقہاء سبھی قسم کے لوگوں نے شرکت کی۔ لوگوں کا اتنا اژدھام ہونے لگا کہ محمد بن یحییٰ زہلی کی مجلس میں خلل پیدا ہو گیا۔ گو امام صاحب رحمہ اللہ کی آمد پر امام محمد بن یحییٰ زہلی اور ان کے تلامذہ امام صاحب کے استقبال میں شریک تھے۔ لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف لوگوں کا رجحان امام زہلی رحمہ اللہ کو قدرے ناخوشگوار گزرا اور یہ ناخوشگواری آگے چل کر امام صاحب رحمہ اللہ کے لیے نیشاپور کو ترک کرنے کا سبب بنی۔

بظاہر امام صاحب رحمہ اللہ اور زہلی کے درمیان جو مسئلہ مابہ النزاع ٹھہرا وہ مسئلہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے درس میں آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ ابو احمد بن عدی کے کہنے کے مطابق امام صاحب رحمہ اللہ سے یہ سوال بعض شیوخ کے حسد پر مبنی تھا بہر حال امام صاحب رحمہ اللہ نے سائل کے اصرار پر فرمایا:

---

[1] تاریخ بغداد: ج 2 ص 34، تاریخ دمشق: ج28 ص 391.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"القرآن كلام اللّٰه غير مخلوق وافعال العباد مخلوقة والامتحان بدعة"①

بس پھر کیا تھا سائل نے اپنے بد باطن ہونے کا پورا پورا ثبوت مہیا کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ امام صاحب قرآن کو مخلوق کہتے ہیں، حالانکہ امام صاحب رحمہ اللہ کے کسی کلام میں قرآن کے مخلوق ہونے کا ذکر نہیں۔ ہاں البتہ انسان کا پڑھنا اور لکھنا جو انسان کا اپنا فعل ہے وہ مخلوق ہے۔

جب امام محمد بن یحییٰ زھلی رحمہ اللہ کو امام صاحب رحمہ اللہ کے بارے یہ غلط خبر پہنچی، تو اُنہوں نے بلا تحقیق غصہ میں آ کر امام صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں ایک غیر مناسب اعلان کرتے ہوئے کہا

"القرآن كلام اللّٰه غير مخلوق من زعم لفظى بالقرآن مخلوق فهذا مبتدع لا يجالس ولا يكلم ومن ذهب بعد مجلسنا هذا الى محمد بن اسماعيل فاتهموه فانه لا يحضر مجلسه الامن كان على مثل مذهبه"②

جو کہتا ہے کہ میرا تلفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ بدعتی ہے اس کی مجلس میں کوئی جائے نہ اس سے کلام کرے۔ چنانچہ ہماری اس مجلس کے بعد جو امام بخاری کی مجلس میں حاضر ہوا اسے اس تہام کا نشانہ بناؤ کہ اس کا مذہب بھی ویسا ہی ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا موقف بھی اگرچہ کلام اللہ غیر مخلوق ہی تھا لیکن غلط پراپیگنڈہ کی وجہ سے آپ کے متعلق یہی مشہور ہو گیا تھا کہ آپ کلام اللہ کو مخلوق سمجھتے ہیں۔ امام زھلی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کی بنیاد بھی اس غلط پراپیگنڈہ پر تھی جو امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لیے کیا گیا۔ امام حاکم صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ امام زھلی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کے بعد امام مسلم رحمہ اللہ بن حجاج اور احمد بن سلمہ رحمہ اللہ کے علاوہ بھی لوگ

---

① تاريخ دمشق: ج28 ص 387. ② تاريخ بغداد: ج 2، ص 32 تاريخ دمشق: ج28 ص 389.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب رحمہ اللہ سے منقطع ہو کر رہ گئے۔ چونکہ امام زہلی رحمہ اللہ نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ جو کوئی امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہو گا اسے ہماری مجلس میں حاضر ہونے کی اجازت نہ ہو گی۔ لہٰذا امام مسلم رحمہ اللہ نے مجلس میں حاضر ہونا تو ایک طرف رہا وہ تمام ذخیرہ احادیث جو اُنہوں نے امام زہلی رحمہ اللہ سے حاصل کیا تھا وہ بتمامہ واپس کر دیا۔

امام زہلی رحمہ اللہ نے خراسان میں اپنی مقبولیت سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف اس ہنگامے کو بہت زیادہ ہوا دی، حتیٰ کہ کہہ دیا۔

"لا یسا کننی هذاالرجل فی البلد"

یعنی اس شہر میں اب میں رہوں گا یا امام بخاری رحمہ اللہ لیکن دوسری طرف عالم یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ بار بار اعلان فرما رہے ہیں کہ!

"من زعم انی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فهوکذاب فانی لم اقله، الا انی قلت: افعال العباد مخلوقة "①

جو سمجھے کہ میں نے کہا ہے میرا تلفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ جھوٹا ہے۔ میں صرف کہتا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔ لیکن اس کے باوجود امام زہلی رحمہ اللہ کی مخالفت تیز تر ہوتی گئی اور امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف یہ تاثر پھیلایا جاتا رہا ہے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں حتیٰ ''نوبت بایں جارسید'' کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو.....

"وافوز امری الی اللّٰه ان اللّٰه بصیر بالعباد اللهم انك تعلم انی لم ارد المقام بنیسابور شراولابطراولاطلبا بریاسته"②

میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے، یا اللہ، بے شک تو جانتا ہے کہ میں نیشاپور میں کسی شر انگیزی یا تکبر و نخوت کے اظہار اور جاہ و منصب کے لیے نہیں ٹھہرا۔ درد بھرے کلمات کہتے ہوئے نیشاپور کو ترک کرنا پڑا۔

---

① تاریخ بغداد: ج 2 ص 32، تاریخ دمشق: ج 28 ص 389.

② تاریخ بغداد:ص 30-33 ج 2، هدی الساری: ص 491/490،تاریخ الا سلام للذهبی حوادث: 251-260، ص: 269.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجوعہ الی بخارا

نیشاپور سے سیدھے امام صاحب رحمہ اللہ اپنے علاقہ بخارا میں تشریف لائے۔ احمد بن منصور شیرازی کی روایت کے مطابق وطن کی واپسی پر اہل بخارا نے امام صاحب رحمہ اللہ کا میلوں تک شایانِ شان استقبال کیا۔ شامیانے لگائے گئے۔ اہلِ شوق نے احتراماً آپ پر درہم و دینار کی بارش برسائی۔ کافی دیر اپنے علاقہ میں ٹھہرنے کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ سے علاقہ کے امیر خالد بن احمد کا الجھاؤ پیدا ہو گیا جس کی صورت صرف اتنی ہی تھی کہ امیر علاقہ نے امام صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ میرے گھر آ کر مجھے اور میرے بچوں کو درس دیا کریں۔ لیکن حضرۃ الامام نے امیر کے گھر پر حاضر ہو کر درس دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اسے ضرورت ہے تو میرے پاس آ کر علم حاصل کرے ورنہ میں امرا کے دروازے پر علم کو لے جا کر ذلیل نہیں کرنا چاہتا (کمامر) اور امام صاحب رحمہ اللہ اس بات کو گوارہ بھی کب کر سکتے تھے کہ مخصوص انداز میں امراء کے بچوں کو تعلیم دیتے۔ پھر کیا تھا خالد نے امام صاحب رحمہ اللہ کے مذہب کو غلط رنگ میں ہوا دے کر امام صاحب رحمہ اللہ کو جلا وطن کرنے کی وجہ جواز نکالی اور پھر حریث بن ابی الورقاء جیسے منفی علماء کو امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف استعمال کیا اور اُنہوں نے بھی مکمل وفاداری کا ثبوت دیا اور اپنی موروثی عادت کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کیونکہ امراء کی حاشیہ برداری، سلاطین کی خوشہ چینی، وقت کے بڑے طبقہ کی چاپلوسی اور سرداروں کی خوشامد ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اس کے لیے ان کو جو کچھ کرنا پڑتا کر گزرتے۔ جس کی تفصیل ہم انشاء اللہ کسی دوسرے مقام پر کریں گے۔ تاہم یہاں صرف اتنا کہنا ہے کہ ان لوگوں نے امام صاحب کے خلاف خوب مہم چلائی حتیٰ کہ امام موصوف رحمہ اللہ کو وطن چھوڑنا پڑا۔

کہتے ہیں جن لوگوں نے امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف سازش کی وہ بہت جلد مصائب میں گرفتار ہو گئے۔ جیسا کہ حریث کا ذکر گزر چکا ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ بخارا سے نکل کر سمرقند کی ایک بستی خرتنک پہنچے جہاں امام صاحب رحمہ اللہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہاں ٹھہرے۔ عبدالقدوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام صاحب رحمہ اللہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز تہجد کے بعد یہ دعا کہتے سنا:

"اللهم قد ضا قت علي الارض بما رحبت فاقبضني اليك"

میرے پروردگار اب زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی ہے لہٰذا مجھے اپنے پاس بلا لے۔

عجیب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ تقریباً ایک ماہ نہ گزرنے پایا کہ امام صاحب رحمہ اللہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"[1]

وفات سے پہلے

کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ جب خرتنک میں بیمار ہوئے تو اہل سمرقند (اگرچہ فتنہ زحلی یہاں بھی پہنچ چکا تھا) نے سمرقند لانے کے لیے سواری کا انتظام کیا۔ جب امام صاحب تیار ہو کر سوار ہونے لگے تو کمزوری اور ضعف کے باعث سوار نہ ہو سکے اور چارپائی پر لیٹ گئے اللہ سے دعا کی اور اتنی سی بات اپنے ساتھیوں کو کہی:

"كفنوني في ثلثة اثواب بيض ليس فيها قميص ولا عمامة"

میرا کفن و دفن سنت کے مطابق ہونا چاہیے کہ تین سفید کپڑے ہوں جن میں قمیض اور پگڑی نہ ہو۔

عبدالواحد بن آدم رحمہ اللہ اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں کسی کا انتظار کرتے ہوئے پایا۔ میں نے سلام کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہاں کیسے تشریف فرما ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انتظر محمد بن اسماعيل"[2]

مجھے محمد بن اسماعیل کا انتظار ہے۔

---

[1] هدى الساري:ص 493، تاريخ بغداد ص 33 ج 2 البداية و النها ية: ص 27 ج 11 . [2] تاريخ بغداد: ج2 ص 34، تاريخ دمشق: ج28 ص 391،السير: ج 12، ص 467.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالواحد بن آدم رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ وہی وقت تھا جب کہ امام صاحب رحمہ اللہ اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے۔

تاریخ وفات

ابوالحسن مہیب بن سلیم فرماتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات 256ھ شوال کے مہینہ کی پہلی رات ہفتہ کو ہوئی یعنی صبح عید تھی تو رات امام صاحب رحمہ اللہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ پیدائش اور تاریخ وفات کے حساب سے آپ کی مدت عمر تیرہ دن کم باسٹھ (62) سال ہے۔

عجیب حسن اتفاق ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ پیدا بھی شوال میں ہوئے اور فوت بھی اسی مہینہ میں ہوئے اسی طرح ولادت جمعۃ المبارک کو تھی جو من وجہ یوم العید ہے تو وفات بھی عید الفطر کے دن ہوئی گویا دنیا میں قدم رکھا تو بھی عید، آخرت میں قدم رکھا تو بھی عید۔ ①

وفات کے بعد

دوسرے دن جب آپ کی وفات کی خبر ''جنگل میں آگ'' کی طرح پھیلی تو تمام اطراف واکناف میں سناٹا چھا گیا اور سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ جنازہ اس دھوم دھام سے اُٹھایا گیا کہ سارا سمرقندیت کے ساتھ ساتھ تھا۔ کثرتِ عوام اور طولِ جنازہ گویا اس بات کو دوہرا رہا تھا۔

''بیننا وبینکم یوم الجنائز''

اور بڑے بڑے علماء و امراء بچشم پُرنم جنازہ میں شریک تھے۔ نمازِ ظہر کے بعد میت کو لحد میں اُتارا گیا اور آسمانِ حدیث کا یہ منور آفتاب جس نے تمام زندگی اپنی ضیا پاشیوں سے دُنیا کو روشن کیا۔ آج سرزمین سمرقند میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔ اور اس طرح وہ آفتاب عالمتاب احادیثِ رسول اللہ ﷺ کا خادم، تمام دنیا کے مسلمانوں کا قیامت

---

① تاریخ بغداد: ص 34 ج 2، تاریخ دمشق: ج 28 ص 391، هدی الساری: ص 493.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کا محسن، حاملِ لواء علوم نبویہ کچھ یوں آسودہ خاک ہوا کہ پوری دنیا ماتم کدہ بن گئی۔ کہتے ہیں کہ جس قبر میں امام صاحب رحمہ اللہ کو دفن کیا گیا وہ کستوری کی طرح مہکنے لگی۔ حتیٰ کہ لوگوں کا قبر کی مٹی حاصل کرنے کے خطرے کے باعث قبر کو محفوظ کرنا پڑا۔[1]

اللّٰھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله ونور مرقده وادخله جنة الفردوس.

مختصر مگر جامع

امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت اور ان کے حالات زندگی کو بہت لوگوں نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی بساط کے مطابق ساتھ ہی ان کی جامع کا تذکرہ بھی کیا ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امام موصوف کی سیرت کو قلم بند کرتے وقت اگر ان کی الجامع کا ذکر نہ کیا جائے وہ تالیف اور کوشش نا تمام و ناقص ہوگی۔ خواہ وہ کتاب ضخیم و مفصل کیوں نہ ہو یا کتنی بھی مختصر سے مختصر کیوں نہ ہو۔

چنانچہ امام صاحب کی زندگی کو حیطہ تحریر میں لانے کیلئے تین قسم کی کتب، مختلف انداز اور متعدد ادوار میں لکھی گئیں۔ اولاً مطولات، دوم متوسطات اور مختصرات ہیں۔ جن کی قدرے فہرست آگے آرہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

تاہم آپ کی سیرت مبسوط یا مختصر لکھے جانے کے متعلق واضح طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور اگر کچھ کہا جائے تو وہ بدیہی البطلان ہوگا۔ جبکہ ہمارا مقصد یہاں امام بخاری کی سیرت کو بالا ختصار بیان کرنا ہی ہے اور اختصار کے حوالہ سے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اگر کسی کی سیرت مختصر سے مختصر طور پر لکھی جاسکتی ہے تو وہ قصائد کی صورت میں ہوسکتی ہے۔ چنانچہ امام صاحب کی سیرت کو کسی شاعر نے اپنے قصیدہ میں یوں مختصر مگر جامع طور پر بیان کیا ہے۔ کہ سمندر کوزے میں بند کر دیا..... چنانچہ شاعر کہتا ہے:.....

---

[1] هدى الساري:ص 493، البداية والنهاية ص 27 ج 11، السير ج 12 ص 467

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كان البخاری حافظا و محدثا
جمع الصحيح مكمل التحرير
ميلاده صدق ومدة عمره
فيها حميد وانقضٰى فی نور

اس قصیدہ کا پہلا شعر اگرچہ محتاج وضاحت نہیں لیکن دوسرے شعر میں بڑا اعجاز وایجاز ہے کہ شاعر نے "صدق" کے حروف تہجی کے اعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے امام صاحب کے سنِ پیدائش کو تعبیر کیا ہے۔ اور "حمید" کے حروف تہجی کے اعداد کا خیال کرتے ہوئے آپ کی کل عمر کو اس سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح "فی نور" کے حروف کے اعداد کا حساب لگاتے ہوئے اس سے آپ کے سنِ وفات کو تعبیر کیا ہے اور یوں شاعر نے امام صاحب کی زندگی کو چند لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ بلکہ ان کے اوصاف جلیلہ کے ساتھ خدمات عظیمہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ تاکہ یاد رکھنے والے کیلئے آسانی بھی رہے اور سیرت محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم کارنامہ بھی انجام پا جائے۔

"جزاه اللّٰه خيرا عنا وعن سائر المسلمين"

ازدواجی زندگی

امام صاحب کے تقوی و دیانت میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کو آپ کے بیٹے احمد نے مال تجارت بھیجا مگر یہی روایت بعض اصحاب تراجم نے جب ذکر کی تو اس میں ابوحفص کا نام ہے اور اسی کو اکثر نے ترجیح دے کر صحیح قرار دیا ہے کہ امام صاحب کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی البتہ یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ آپ رشتہ ازدواج سے ہی منسلک نہ ہوئے ہوں۔ چنانچہ امام ذہبی نے وراق سے ایک روایت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بیوی تھی کہ آپ فرماتے ہیں۔

"لی جوار وامراة وانت عزب"[1]

میری لونڈیاں اور ایک عورت ہے جبکہ تم مجرد ہو۔

---

[1] تاريخ اسلام حوادث: 256، ص: 265.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ کوئی واضح دلیل نہیں جب کہ ممکن ہے آپ نے علمی مصروفیات میں شادی نہ کی ہو کہ بہت سے علماء اس دنیا سے عزاب ہی چلے گئے۔ اگرچہ امام کی ازدواجی زندگی کا عموماً ذکر نہیں ہوا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصحاب تراجم عموماً اس پہلو کا التزام و اہتمام نہیں کرتے۔ تاہم آپ کی کنیت سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کی صلبی اولاد تھی کیونکہ بلا صلبی اولاد بھی کنیت کا جواز و رواج تھا اور ہے۔ بہرحال حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی ازواجی زندگی کے احوال کا ذکر کسی بھی قدیم و جدید مصادر و مراجع میں خاص طور پر نہیں ملتا۔ جس سے آپ کی زندگی کے اس پہلو کو بیان کرنے میں تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلك امرا۔

تاہم امام صاحب کی اگرچہ صلبی اولاد کا تو کوئی ذکر نہیں ملتا لیکن آپ کی روحانی اولاد تلامذہ بہرحال ایک بہت بڑی تعداد میں موجود تھی بلکہ آپ کی خدمات سے استفادہ کرنے والے قیامت تک کے لیے آپ کی معنوی اولاد ہیں جو یقیناً آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں کہ۔ أوولد صالح يد عوله۔

شیوخ و تلامذہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے کسب فیض کے لیے جن ائمہ وقت کی خدمت میں حاضری دی ہے، جعفر بن محمد نے ان کی تعداد ایک ہزار سے زائد بتائی ہے۔ جبکہ امام محمد بن ابی حاتم امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

"كتبت عن الف وثما نين نفسا"

یعنی آپ نے ایک ہزار اسی (1080) اساتذہ سے کسب فیض کیا ہے۔

یہ تو تھی مطلقاً اساتذہ کی تعداد۔ علامہ کرمانی ان اساتذہ کی تعداد جن سے امام صاحب نے اپنی الجامع الصحیح میں احادیث لی ہیں، (289) بتائی ہے۔[1]

---

[1] تاریخ دمشق: ج 28، ص 362، هدی الساری ص 479، کرمانی مقدمہ: ص 12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم حافظ ابن حجر وغیرہ نے آپ کے اساتذہ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

طبقہ اولیٰ

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے امام صاحب رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ ہیں جو تابعین سے روایات کو نقل کرتے ہیں، جیسے محمد بن عبداللہ انصاری (المتوفی 215ھ) مکی بن ابراہیم (126ھ تا 215ھ)۔ابونعیم (130۔218ھ)

طبقہ ثانی

اس طبقہ میں وہ مشائخ داخل ہیں جو تابعین کے زمانہ میں تو تھے لیکن ثقہ تابعین سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔مثلاً آدم بن ابی ایاس (220ھ 130۔ھ)،سعد بن ابی مریم (224ھ 144۔ھ)،ایوب بن سلیمان بن بلال (المتوفی 224ھ)

طبقہ ثالث

اس طبقہ کے مشائخ وہ ہیں جن کی تابعین سے ملاقات تو ثابت نہیں لیکن تبع تابعین سے سماع ثابت ہے جیسے سلیمان بن حرب (224ھ 140۔ھ)، قتیبہ بن سعید(240ھ 150۔ھ) احمد بن حنبل (241ھ 164۔ھ)

خیال رہے اس طبقہ میں امام مسلم رحمہ اللہ بھی روایات کے اخذ میں امام صاحب کے شریک ہیں۔

طبقہ رابع

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے مشائخ دراصل امام صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء ہی ہیں، جن سے ایسی روایات کو امام صاحب نے اخذ کیا ہے جو دوسرے مشائخ سے نہیں مل سکیں، مثلاً عبد بن حمید (المتوفی 249ھ) ابو حاتم الرازی (277ھ 195۔ھ) اور احمد بن نضر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقہ خامس

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے مشائخ اصل میں عمر کے اعتبار سے امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شمار ہیں۔ لیکن کسی خاص فائدہ کے پیش نظر قلیل انداز میں امام صاحب رحمہ اللہ ان سے بھی روایات لائے ہیں۔ جیسے عبداللہ بن حماد آملی (المتوفی 273ھ)، عبداللہ بن ابی القاضی خوارزمی اور حسین بن محمد القبانی وغیرھم۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا اپنے ہم عصر اور چھوٹے سے احادیث لینا بایں وجہ ضروری تھا کہ امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"لایکون الرجل عالما حتی یحدث عمن ھو فوقه وعمن ھو مثله وعمن ھودونه"①

آدمی اس وقت تک عالم نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے سے بڑے اور اپنے ہم مثل اور اپنے سے چھوٹے سے حدیث نہ لے۔

اور اسی قسم کی بات امام بخاری سے منقول ہے جیسا کہ ہم رباعیات بخاری رحمہ اللہ میں ذکر کر آئے ہیں۔

فوائد

① محمد الوراق کہتے ہیں امام صاحب نے فرمایا ہے میں نے ایسے کسی استاد سے حدیث نہیں لکھی جو خود صاحب الحدیث نہ ہو بلکہ آپ سے تو یہ بھی منقول ہے کہ میں اس انسان سے حدیث اخذ نہیں کرتا جو ایمان کو قول وعمل سے مرکب نہیں تسلیم کرتا۔

"کتبت علی الف نفر من العلماء و زیادة ولم اکتب الا عن من قال الایمان قول وعمل ولم اکتب عن من یقول الایمان قولی"②

---

① ھدی الساری: ص 479 . ② تاریخ دمشق: ج 28 ص 362، السیر: ج 12 ص 395.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے تقریباً ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے حدیث لکھی ہے مگر کسی ایسے شخص سے روایت نہیں لی جو ایمان کو قول وعمل قرار نہ دیتا ہو اور کہتا ہو کہ ایمان صرف میرا قول ہے۔

یہ قیود لگا کر امام صاحب رحمہ اللہ نے ایک خاص مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے جو نہایت دقیق ہے مگر اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یعنی مبحث الایمان۔

② امام صاحب کے ساتھ اصحاب ستہ جن مشائخ میں شریک ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

① محمد بن بشار بندار (المتوفی 256ھ)
② محمد بن المثنی ابوموسیٰ (المتوفی 252ھ)
③ زیاد بن یحییٰ الحسان (المتوفی 254ھ)
④ عباس بن عبدالعظیم العنبری (المتوفی 246ھ)
⑤ ابوسعید عبداللہ بن سعید الاشج الکوفی
⑥ ابوحفص عمرو بن علی الفلاس (المتوفی 249ھ)
⑦ یعقوب ابراہیم الدورقی (المتوفی 252ھ)
⑧ محمد بن معمر القیسی البحرانی (المتوفی 286ھ)
⑨ نصر بن علی الجہضمی (المتوفی 250ھ)

③ جن ائمہ حدیث سے امام صاحب نے اپنی علمی تشنگی بجھائی ہے، ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:۔

امام احمد بن حنبل۔ علی بن المدینی۔ ابن معین۔ محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن اشعث، محمد بن عبداللہ انصاری، مکی بن ابراہیم، ابومسہر احمد بن خالد الوھبی، عفان اور ابو عاصم النبیل جیسے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

روحانی اولاد

امام بخاری رحمہ اللہ نے اگرچہ اپنی کوئی صلبی اولاد نہ چھوڑی، تاہم دُنیا میں آپ کی روحانی اولاد کی تعداد لامحصور ہو چکی ہے۔ جس اولاد نے آپ سے کسبِ فیض کی سعادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کی ہے ان کی تعداد بقول علامہ فربری کے نوے ہزار ہے۔ اور جس میں بڑے بڑے محدثین کے نام بھی آتے ہیں۔ مثلاً امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ جن محدثین نے اس چشمہ علوم نبوت سے اپنی تشنگی دور کی ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:۔

ابو زرعۃ، ابو حاتم، ابراہیم الحربی، ابن بی الدنیا، صالح بن محمد الاسدی، ابن خزیمۃ، ابن ابی عاصم، ابوعمرو الخفاف نیسا پوری، قاسم بن زکریا، حسین بن اسماعیل المحاملی، ابو بکر بن ابی داؤد، ابومحمد بن صاعد ابن ابی عاصم، ابو بشر الدولابی اور حسین بن محمد القبانی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

خیال رہیعلامہ فربری کی تحقیق کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ کے آخری شاگرد وہی ہیں بعض نے المحاملی کو آخری شاگرد گردانا ہے۔ اس کے برعکس بعض نے آپ کے آخری شاگرد ابو طلحہ منصور بن محمد بن علی البزدوی النسفی المتوفی 329ھ کو قرار دیا ہے۔ تاہم ان تمام میں تطبیق ممکن ہے جیسا کہ حافظ نے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

اور یہ کہ آپ کے جن شاگردوں نے آپ سے آپ کی تصنیفات کو روایت کیا ہے ان میں عبداللہ بن محمد بن اشقر، عبداللہ بن احمد عبدالسلام، محمود بن اسحاق الخزاعی اور محمد بن سلیمان فارس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ الصحیح کے رواۃ ان سے الگ ہیں، جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز

تصنیفات

امام صاحب رحمہ اللہ نے جہاں ایک لاکھ سے زائد کبار محدثین کو مستفید فرمایا وہاں آپ کی گرانمایہ تالیفات بھی ہیں جو تیس کے قریب ہیں جو قیامت تک کیلئے امت کا دینی وعلمی ورثہ اور قیمتی اثاثہ ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:۔

① الجامع الصحیح	② التاریخ الکبیر	③ التاریخ الاوسط
④ التاریخ الصغیر	⑤ الجامع الکبیر	⑥ کتاب الضعفاء الصغیر
⑦ کتاب الکنی	⑧ برالوالدین	⑨ الادب المفرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ اخبار الصفات ⑪ جزء رفع الیدین ⑫ جزء القرأۃ

⑬ کتاب الاشربۃ ⑭ اسامی الصحابۃ ⑮ التفسیر الکبیر

⑯ خلق افعال العباد ⑰ کتاب الھبۃ ⑱ المسند الکبیر

⑲ کتاب الوحدان ⑳ کتاب المبسوط ㉑ کتاب الفرائد

㉒ السنن فی الفقہ ㉓ کتاب العلل ㉔ قضایا الصحابۃ والتابعین

㉕ کتاب الرقاق ㉖ الجامع الصغیر فی الحدیث ㉗ مشیخۃ

㉘ کتاب الکنز، علامہ العجلونی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

㉙ کتاب الجھر بالبسملۃ، علامہ ابن الملقن نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ کہ اس میں ایک لاکھ احادیث صحیحہ بیان کی گئی ہیں لیکن علامہ العجلونی کہتے ہیں کہ شاید اس سے مراد کتاب الکنز یا الجامع الکبیر ہی ہے۔

㉚ بقول علامہ عجلونی، عبدالغنی نابلسی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کا ایک رسالہ دیکھا ہے جس میں ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمھم اللہ کا ذکر کیا گیا جو۔ انا مومن انشاء اللہ۔ کہتے تھے جبکہ اس میں ایسے حضرات کا بھی تذکرہ ہے جو اس سے منع کرتے تھے۔[1]

㉛ انتقاء البخاری من حدیثہ لأھل البغداد۔ (جزئین) بقول ابن بشکوال اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو اہل بغداد نے بطور امتحان پیش کیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کا سماع کیا ہے۔

اب ہم آخری چند کتب کے علاوہ دیگر کتب پر مختصری روشنی ڈالتے ہیں البتہ آپ کی مشہور و معروف تالیف الجامع الصحیح کا تذکرہ تمام سے آخر میں کریں گے کیونکہ وہ ایک مستقل موضوع ہے:۔

---

[1] ھدی الساری:ص 478، الفوائد الدراری: ص 142، المعجم المفھرس، لا بن حجر ص 329 سیرت بخاری ص 199-219، صحاح ستہ:ص 5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التاریخ الکبیر

یہ وہی تاریخ ہے جس کو امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی عمر کے تقریباً مولہویں سال میں جناب رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھا تھا اور اس کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ:۔

"کنت اکتبه فی اللیالی المقمرة"

یعنی آپ اس کو چاند کی روشنی میں لکھا کرتے تھے اور آپ کا کہنا ہے کہ اس میں کسی بھی ایسے آدمی کا نام درج نہیں جس کے متعلق مجھے کوئی واقعہ یاد نہ ہو۔ یہی وہ کتاب ہے جس کو جب امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شیخ امام اسحاق بن راھویہ پر پیش کیا تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور امیر شہر سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

"ایهاالامیرا الاریك سحرافنظر فیه، فتعجب وقال: لست افهم تصنیفه"[1]

کیا تمہیں جادو نہ دکھاؤں؟ اس نے جب کتاب کو دیکھا تو بڑا متعجب ہوا اور کہا میں اسے سمجھنے سے قاصر ہوں۔

الوراق کے بقول امام صاحب خود فرماتے ہیں:

"ولونشره بعض استاری هولآء لم یفهموا کتاب التاریخ ولا عرفوه"[2]

یعنی اگر میری اس کتاب کے رازوں سے پردہ اُٹھایا جائے اور اس میں چھپے نکات علمیہ کو کھولا جائے تو یہ لوگ اس کتاب کو سمجھ بھی نہ سکیں اور نہ ہی اس کے مقام و مرتبہ کو پہنچان سکیں۔

---

[1] تاریخ بغداد: ج 2 ص 6، تاریخ دمشق: ج 28 ص 374، تاریخ اسلام حوادث: 260/251 ص 249 . [2] تاریخ بغداد: ج 2 ص 7، تاریخ اسلام حوادث 251-260 ص 249 السیر ج 12 ص 403، الھدی:ص488، طبقات الشافعیه للسبکی: ج2 ص 221 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کتاب کی نسبت ابن عقدہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ دس ہزار حدیثیں بھی لکھیں تو بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتے یہ تاریخ الرجال میں بحیثیت جامعیت منفرد ہے۔

اس تاریخ کو امام صاحب رحمہ اللہ سے ابو احمد بن سلیمان بن فارس اور ابوالحسن محمد بن سہل السنوی اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔ صاحب کشف الظنون کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخ پر ابو القاسم مسلمہ بن قاسم (جو امام دارقطنی) کے معاصر ہیں نے ذیل لکھا ہے اور سعد بن جناح نے بھی اس پر ذیل لکھا ہے۔

یہ عظیم الشان کتاب حیدر آباد دکن سے کئی جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اس تاریخ میں صحابہؓ و تابعین رحمہ اللہ اور تبع تابعین رحمہ اللہ رواۃ حدیث کا استیعاب کیا ہے اور ناموں کے لکھنے میں حروف تہجی کی ترتیب رکھی ہے۔ اگر ایک ہی نام کے متعدد لوگ ہیں تو ان کے باپ کے ناموں میں حروف تہجی کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے اس تاریخ میں زیادہ تر سلسلہ روایت تلمذ سماعت کا ذکر ہے اور جرح و تعدیل بھی ہے۔ راقم نے التاریخ کی احادیث کی اطراف کو حروف تہجی پر فتح الخبیر کے نام پر جمع کیا ہے جو بحمد اللہ مطبوع ہے۔

التاریخ الاوسط

اس کو امام بخاری سے عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن الخفاف اور ابو محمد زنجویہ بن محمد اللباد روایت کرتے ہیں اس کا قلمی کامل نسخہ دوسری جنگ عظیم تک جرمن کے سرکاری کتب خانہ میں موجود تھا۔ بروکلمان کے بقول اس کا ایک قلمی نسخہ حیدر آباد دکن (ہندوستان) میں بھی موجود ہے۔

التاریخ الصغیر

فنِ تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ بھی ایک بے مثل تصنیف ہے۔ فنِ حدیث کو فنِ رجال کے ساتھ وہی تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہے۔ اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ کو اس کے ساتھ خاص شغف تھا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ سے عبد اللہ بن محمد بن عبدالرحمن الاشقر نے روایت کیا ہے اور جو طبع ہوئی ہے وہ بروایت ابو محمد زنجویہ بن محمد رحمہ اللہ مروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس تاریخ میں امام صاحب رحمہ اللہ مشاہیر صحابہؓ و تابعین رحمہ اللہ و تبع تابعین رحمہ اللہ کے سنوات وفات اور نسب ولقا کا ذکر کرتے ہیں اور اکثر جرح وتعدیل کرتے ہیں۔ چنانچہ عنوان تالیف اس کا سنوات ہی پر رکھا ہے۔

اس کتاب کے متعلق امام صاحب رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:۔

"کتاب مختصر من تاریخ النبی ﷺ والمهاجرین والانصار وطبقات التابعین لهم باحسان ومن بعدهم ووفاتهم وبعض نسبهم وکناهم ومن یرغب فی حدیثه"

الجامع الکبیر

اس کا ذکر ابن طاہر نے کیا ہے۔ اس کتاب کا مفصل حال معلوم نہیں ہوسکا، تاہم علامہ مبارکپوری کے قول کے مطابق اس کا قلمی نسخہ بخط حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے موجود تھا، صاحب کشف الظنون نے بھی اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

کتاب الضعفاء الصغیر

حروف تہجی کی ترتیب پر ضعیف راویوں کے نام بتلائے ہیں، اکثر وجہ تضعیف اور راوی کے تلمذ کا بھی ذکر ہے۔ تضعیف جس احتیاط سے کی ہے وہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے بخوبی واضح ہوسکتی ہے۔ کتاب کے نام سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ امام صاحب نے کتاب الضعفاء الکبیر نامی کتاب بھی لکھی ہے یا لکھنے کا ارادہ کیا ہوگا۔ یہ کتاب الاستار کے حاشیہ پر بھی مطبوع ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کتاب کے راوی ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی، ابو جعفر مسیح بن سعید اور آدم بن موسیٰ الخواری وغیرہ ہیں۔

کتاب الکنیٰ

اس کا ذکر ابو احمد حاکم نے کیا ہے۔ محدثین کے لیے اس فن میں مہارت حاصل کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت ضروری ہے، اس موضوع میں رواۃ حدیث کی کنیتوں کا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تاکہ ایک راوی کا اختلاط دوسرے سے نہ ہو۔ اس فن سے عدم واقفیت کی بنا پر بڑے بڑے محدثین دھوکا کھا جاتے ہیں۔

برالوالدین

موضوع بحث نام ہی سے ظاہر ہے لیکن اس کے وجود کا علم نہیں ہوسکا، تاہم بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ سے اس کتاب کو نقل کرنے والے محمد دلویہ دقاق ہیں۔

الادب المفرد

اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب کا ذکر کیا گیا ہے حقیقت امر یہ ہے کہ اس کتاب کی بدولت انسان انسان بن جاتا ہے۔ بالخصوص عصر حاضر میں جبکہ رہی سہی اسلامی تہذیب یورپ کی آزادی کی بدولت رخصت ہو رہی ہے اور ایک یورپی تہذیب کا تعلیم یافتہ ہوائے نفس کا دلدادہ ہو کر ہر قسم کے آداب کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے اس وقت اس کتاب کے مطالعہ کی بہت اشد ضرورت ہے، اس کا فارسی اور اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ مخیر حضرات کو اس کی کثیر اشاعت کا اہتمام کر کے نوجوان نسل کے بگڑتے ہوئے اخلاق و اطوار سدھارنے کے کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ اس کتاب کو امام صاحب رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے احمد بن محمد بن الجلیل البزار ہیں۔

جزء رفع الیدین

رفع الیدین کے باب میں بڑی جامع کتاب ہے اثبات رفع الیدین کے علاوہ روایات عدم رفع پر بھی بخوبی تنقید کی ہے۔ اس کتاب کو امام بخاری رحمہ اللہ سے آپ کے شاگرد محمود بن اسحاق الخزاعی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ الخزاعی رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے ان شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے شہر بخارا میں سب سے آخر امام بخاری رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزء القرأۃ

یہ امام صاحب رحمہ اللہ کا مشہور ترین رسالہ ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں قرأۃ الفاتحۃ خلف الامام کو بدلائل احادیث و آثار ثابت کیا ہے اور فریق ثانی کے جوابات نہایت عمدگی سے دیئے ہیں جس سے امام صاحب رحمہ اللہ کا کامل مناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ فریق ثانی کا نام نہیں لیا ہے لیکن فریق خود سمجھتا ہے کہ یہ میرا جواب ہے اور امام صاحب کا یہ کمالِ احتیاط اور بلند ہمتی وحق پرستی ہے جو محدثین کی خصوصیات سے ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فریق ثانی کے شبہات کو بطریق احسن دور کرتے ہوئے اثبات قرأت کو بیان کیا ہے جو شخص بھی اس مسئلہ پر تحقیق کرنا چاہے اس کے لیے اس کتاب کا مطالعہ لازمی ہے اس کتاب کو بھی امام صاحب سے محمود بن اسحاق الخزاعی ہی نے روایت کیا ہے۔

کتاب الاشربۃ

اس کا ذکر امام دارقطنی نے اپنی کتاب المؤتلف والمختلف میں کتاب روایت کرنے والی کیسہ بنت ابی کثیر کے ترجمہ میں کیا ہے۔

اسامی الصحابۃ رضی اللہ عنہم

اس کا ذکر ابو القاسم بن مندہ نے کیا ہے اور وہ خود اس کو ابن فارس کے طریق سے روایت کرتے ہیں اور اکثر اس سے نقل کرتے ہیں اور ابو القاسم بغوی بھی اس سے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد ابن مندہ، ابن عبدالبر، ابن الاثیر، حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسماء صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے تاریخی حالات میں تصنیفات لکھیں۔ یہ موضوع جس قدر ضروری ہے کسی صاحب علم پر مخفی نہیں۔

بقول علامہ مبارکپوری اس کتاب کا قلمی نسخہ بخط حافظ ابن مندہ کتب خانہ جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر الکبیر

اس کا ذکر علامہ فربری (تلمیذ الامام رحمہ اللہ) نے کیا ہے۔ اس کتاب کا نہ ہی کوئی نسخہ مل سکا ہے اور نہ ہی راوی کا نام معلوم ہوا ہے۔

خلق افعال العباد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہ اللہ جس طرح آیات و احادیث سے فرق باطلہ کا رد کرتے تھے۔ وہی طرز عنوان اس کتاب کا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کو یوسف بن ریحان اور علامہ فربری نے روایت کیا ہے۔ اس کتاب میں فرق باطلہ جہمیہ اور معطلہ وغیرہ کا رد ہے اور آیات و احادیث کے ساتھ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین رحمہ اللہ بھی درج ہیں۔

کتاب الھبۃ

اس کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ کے کاتب محمد بن ابی حاتم الوراق نے کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ:

"وعمل کتابافی الھبة فیه نحو خمس مائة حدیث وقال لیس فی کتاب وکیع فی الھبة الاحدیثان مسند ان اوثلثة وفی کتاب ابن المبارك خمسة اونحوھا"[1]

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے مسائل ہبہ پر یہ کتاب لکھی جس میں پانچ سو احادیث جمع کیں جبکہ امام وکیع کی کتاب میں صرف دو تین مسند احادیث اور ابن مبارک کی کتاب تقریباً پانچ احادیث ہیں۔ جس سے امام کی اس کتاب کی اہمیت واضح ہے۔

المسند الکبیر

یہ ایسی کتاب ہے جس کا تا حال کوئی پتہ نہیں چل سکا تاہم بقول علامہ مبارکپوری المسند الکبیر کا کامل نسخہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ قلمی دار العلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔

---

[1] الھدی: ص 488، السیر: ج 12، ص 410.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الوحدان

اس عنوان کے تحت لکھی گئی کتابوں میں ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم (یا دیگر) کا ذکر ہوتا ہے جن سے صرف ایک روایت مروی ہے۔ امام ابن المندہ اپنی کتاب المعرفۃ میں امام بخاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

حافظ ابن عساکر حضرت عمارۃ بن ابی احمد المازنی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالقاسم البغوی اور ابونعیم نے اسے امام بخاری کی الوحدان کے حوالہ سے صحابہ میں ذکر کیا ہے لیکن:

"ولم یذکرہ البخاری ولالہ کتاب الوحدان"[1]

امام بخاری نے ان کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی امام بخاری کی کوئی کتاب الوحدان ہے۔ مگر یہ بات بایں وجہ صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ اکثر علماء اسے تصانیف امام بخاری میں ذکر کرتے ہیں بلکہ امام سیوطی نے تو لکھا ہے:

"ثم رایت ان للبخاری فیہ تصنیفا خاصا بالصحابۃ"[2]

میں نے اس موضوع پر امام بخاری کی ایک تصنیف دیکھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے خاص ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتاب المبسوط

اس کا ذکر علامہ خلیلی نے الارشاد میں کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسے مھیب بن سلیم نے امام صاحب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس کتاب کا وجود بھی نامعلوم ہے تاہم یہ کہنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں بسط کے ساتھ وہ فقہی مسائل ہوں گے۔ جو احادیث سے مستنبط کیے گئے ہیں۔

کتاب الفوائد

اس کا ذکر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع کی کتاب المناقب میں کیا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کتاب الفوائد میں امام صاحب رحمہ اللہ نے کس قسم کے فوائد ودیعت کر

---

① تاریخ دمشق: ج 24 ص 5. ② تدریب الراوی: ج 2 ص 396.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے ہیں، لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ نکات حدیثیہ ہیں جو فنِ علل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن حضرات نے امام صاحب رحمہ اللہ سے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان میں آپ کے شیخ عبداللہ بن محمد المسندی، عبداللہ بن منیر اور محمد بن خلف بن قتیبہ وغیرھم اور ہم عصروں میں سے ابوزرعہ و ابو حاتم الرازیان ابراہیم الحربی اور ابو بکر بن اعین وغیرھم اور تلامذہ میں سے مسلم بن حجاج، ابن خزیمہ، امام ترمذی، ابو بکر بزار، حسین بن اسماعیل المحاملی ابوالقاسم البغوی اور ابوقریش محمد بن جمعہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علامہ القاسمی نے ''کتاب الفرائد'' ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کتابت کی غلطی ہے یا پھر اس کتاب کا دوسرا نام ہے یا کوئی اور کتاب ہے۔

السنن فی الفقہ

یہ کتاب بھی تا حال مجہول الحال ہے۔ تاہم نام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس میں بھی فقہی مسائل پر فقہاء کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بحث کی ہے۔

کتاب العلل

ابوالقاسم بن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور وہ اس کو محمد بن عبداللہ بن حمدون سے وہ ابومحمد عبداللہ بن الشرقی سے وہ امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ یہ فن نہایت دقیق اور عظیم ہے اس کے لیے جس قدر وسعتِ معلومات کی ضرورت ہے اس کا بیان پہلے میں گزر چکا ہے۔ غالباً اس موضوع میں بھی یہ پہلی کتاب ہے۔

قضایا الصحابۃ رضی اللہ عنہم والتابعین رحمہم اللہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مبارک کتاب تاریخ کبیر سے قبل 212ھ کو اٹھارہ سال کی عمر سے بھی پہلے تصنیف کی ہے یہ کتاب نہایت مفید اور کارآمد ہے اس لیے کہ تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر افرادِ امت کو ایک قلبی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ لیکن افسوس جس طرح متقدمین کی ہزاروں یادگاریں مٹ گئیں اسی طرح اس کا بھی آج کسی کو پتہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الرقاق

اس کا ذکر صاحبِ کشف الظنون نے کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں" کتاب الرقاق للبخاری من کتاب الحدیث" علامہ موصوف نے نہ اس کی ابتدا بتائی اور نہ کچھ تفصیل لکھی ہے۔

اخبار الصفات

اس کا ذکر علی عبدالباسط مزید نے اپنے رسالہ" مرویات البخاری فی غیر الصحیح ج 1 ص 4669" میں کیا ہے بحوالہ منہاج المحدثین فی القرن الاول الھجری حتی عصرنا الحاضر ص 264.

الجامع الصغیر فی الحدیث

صاحبِ کشف الظنون لکھتے ہیں کہ بقول ابنِ حجر اس کتاب کو امام بخاری رحمہ اللہ سے عبداللہ بن محمد الاشقر نے روایت کیا ہے اور یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی ان تالیفات میں سے ہے۔ جو موجود ہیں۔ مگر الھدی الساری میں اس کا ذکر نہیں۔

مشیخہ

اس کا ذکر" مؤلفین صحاح ستہ" میں کیا گیا ہے تاہم راقم الحروف کو تا حال اس کا اصلی ماخذ نہیں مل سکا۔

"لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالك امرا "[1]

الجامع الصحیح.....اسم الکتاب اور اس کی توضیح

امام بخاری رحمہ اللہ کی اس معرکۃ الآرا تصنیف کا نام بقول امام نووی رحمہ اللہ

"الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللّٰہ ﷺ وسننہ وایامہ "ہے۔

---

[1] تاریخ اسلام حوادث: 251-256 ص 241،معجم المولفین: ج 9 ص 53، الھدی الساری: ص 392، سیرت بخاری: ص 174،مؤلفین صحاح ستہ: ص 5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

"الجامع الصحيح المسند من حديث رسول اللّٰه ﷺ و سننه وايا مه"

بعض لوگوں نے اسے بالفاظ دیگر بھی بیان کیا ہے۔ ①

الجامع

یہ کتب احادیث کی اقسام میں ایک قسم ہے جس کتاب میں مندرجہ ذیل مسائل پر بحث کی گئی ہو اور ان کے مطابق ذخیرہ حدیث کو مرتب کیا گیا ہو، اسے جامع کہتے ہیں۔ ان امور ثمانیہ کو کسی شاعر نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:۔

آداب و سیر، تفسیر و عقائد
فتن و اشراط، احکام و مناقب

اس طریق پہ لکھی جانے والی تمام سے پہلی کتاب جامع سفیان ہے۔ اگرچہ اس میں اختلاف بھی کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ جس قسم کے بھی معاملات ہوں گے وہ درحقیقت انہی اقسام ثمانیہ کی فروع ہوں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی اس تصنیف کا اگر ہم مطالعہ کریں تو یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ تصنیف لطیف واقعی جامع ہے جس کی جامعیت کا انکار مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

المسند

یہ بھی کتب احادیث کی ایک قسم ہے جبکہ اقسام حدیث میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ مسند کا اطلاق اس حدیث پر کیا جاتا ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام تک بالسند المتصل ثابت ہو۔ عام اس سے کہ وہ ضعیف ہو یا صحیح اور مسند کا اطلاق حدیث کی اس کتاب پر بھی ہوتا ہے جس میں صحابہ کی مسانید کو بیان کیا گیا ہو جیسے مسند احمد و مسند ابو داؤد طیالسی وغیرہ لیکن یہاں مسند مرفوع متصل کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ تخصیص صحت دیگر الفاظ سے ہو جاتی ہے۔

---

① تهذيب الا سماء واللغات: ج 1 ص 91، هدى الساري: ص 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول من صنف المسند

ہم یہاں یہ بتانا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتے کہ سب سے پہلے مسند کس نے لکھی؟ چنانچہ اس میں مختلف اقوال ہیں کہ سب سے پہلے کس نے مسند لکھی، امام حاکم نے ''المدخل'' میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے عبید اللہ بن موسیٰ اور پھر ابو داؤد طیالسی نے مسند لکھی ہے۔ ان کے بعد امام احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم حنظلی، ابوخیثمہ، زہیر بن حرب اور عبید بن عمر قواری نے مسند لکھی۔ لیکن امام حاکم کا یہ قول محلِ نظر ہے جبکہ امام طیالسی کی مسند قدیم قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دیگر اصحاب المسانید سے زمانہ کے لحاظ سے قدیم ہیں حالانکہ اس کی جمع و ترتیب کا کام ان کے بعد بعض خراسانی حفاظ نے امام الطیالسی کے شاگرد یونس بن حبیب سے اسے مرتب کیا ہے چنانچہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

"انما هو جمع بعض الخراسانيين فيه مارواه يونس بن حبيب خاصة عنه"[1]

اسی طرح عبید اللہ بن موسیٰ کو مسند کا اول مصنف قرار دینا بھی محل نظر ہے جبکہ وہ کوفی ہیں اور یحی الحمانی سے منقول ہے۔

"لا تسمعوا كلام اهل الكوفة في فانهم يحسد وننى لانى اول من جمع المسند"[2]

لہٰذا بتصریح الحمامی جب کوفہ میں اُنہوں نے پہلے مسند لکھی تو عبید اللہ بن موسیٰ کو مسند کا مولف اول قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ اس کے برعکس امام دارقطنی کا خیال ہے کہ سب سے پہلے امام مسدد بن مسرھد بصری 228ھ نے مسند لکھی۔ لیکن یہ قول بھی صحیح نہیں جب کہ جامعین مسند میں سے حافظ اسد السنۃ اسد بن موسیٰ 210ھ کا نام گرامی بھی آتا ہے اور وہ تمام اصحاب مسانید سے مقدم ہیں۔

امام ابن عدی فرماتے ہیں:

---

① تدريب الراوى: ص 102، الرساله ص 53. ② الرساله ص: 53 تهذيب ص 248 ج 11، السير ج10 ص 536.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"يقال ان يحيى بن عبدالحميد الحمانى اول من صنف المسند بالكوفة واول من صنف المسند بالبصرة مسد دو اول من صنف المسند بمصراسد السنة وهو قبلهما واقدهما"[1]

لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسند امام اسد السنۃ بوجہ تقدم زمانی کے تمام مسانید سے پہلے کی ہے۔ البتہ تقدم مکانی کے اعتبار سے امام دارقطنی کی بات صحیح ہے جیسا کہ امام ابن عدی نے کہا ہے واللہ اعلم۔ امام احمد کی مسند موجود سب مسانید سے اہم ہے جس پر ایک تفصیلی مقالہ کی ضرورت ہے اسی طرح امام ابوحنیفہ کی مسند پر بھی بحث ضروری ہے لیکن اس تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ تاہم خیال رہے امام ابوحنیفہ نے کوئی مجموعہ حدیث مرتب نہیں کیا۔ البتہ ان کے تلامذہ اور متبعین نے ان کی مرویات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی کو مسند کہا گیا ہے۔ ورنہ اگر مسند ابوحنیفہ پر غور کیا جائے تو اصطلاحی طور پر وہ مسند کہلانے کی بھی حق دار نہیں کیونکہ کہ اس میں اکثر و بیشتر صحابہؓ و تابعین رحمہم اللہ کے اقوال منقول ہیں اور مرفوع روایات کی نسبت 30/25 فیصد کے لگ بھگ ہے اور غالب اکثریت ضعیف روایات کی ہیں جس کی تفصیل ہماری کتاب "امام ابوحنیفہ کی برتری اور شہرت حنفیت کا جائزہ" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اسی طرح مسند شافعی جو مشہور ہے اسے بھی امام شافعی نے مرتب نہیں کیا بلکہ بعض متاخرین نے کتاب الأم میں جو مرویات تھیں ان کو جمع کر دیا ہے چنانچہ علامہ دمشقی الحسینی میں فرماتے ہیں۔

"ومسند الشافعى موضوع لادلته على ماصح عنده من مرويا ته كما هو موجود فى مسنده وغيره وكذالك مسند ابى حنيفة"[2]

---

① الرساله ص 53. ② التذكرة بمعرفه رجال كتب العشرة: ج 1 ص 4،تدريب الراوى: ص 102.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سیوطی نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے۔

علامہ ابن الوزیر نے تنقیح الانظار میں کہا ہے کہ سب سے جامع مسند مسند بقی بن مخلد 291ھ اور مسند الحسین محمد بن احمد امام سرخسی ہے حافظ ذہبی نے دونوں کا تذکرہ ''تذکرۃ الحفاظ'' میں کیا ہے اور ان کی مسند کو'' المسند الکبیر'' کے بلند پایہ نام سے ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام سرخسی کی مسند ایک ہزار تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ علامہ ابن الوزیر نے ان کا نام ابوحسین بن محمد لکھا ہے جو صحیح نہیں۔

الصحیح

امام بخاری نے اپنی کتاب کو''الصحیح'' اس لیے کہا ہے کہ اس میں صرف وہ احادیث ہی مندرج ہیں جن کی صحت یقینی ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کا ذکر کریں گے۔ چنانچہ آپ کتاب بخاری کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ واقعی امام صاحب نے اپنی تصنیف میں کسی ایسی حدیث کو نقل نہیں کیا جو قابل اعتراض ہو بشرطیکہ وہ تعلیقات وغیرہ کے قبیل سے نہ ہو۔ لہٰذا اس اعتبار سے آپ کی کتاب اسم بامسمّٰی ہے۔

یہاں ہم الصحیح کی مناسبت سے یہ بات بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتے کہ تمام سے پہلے ''الصحیح'' کس نے لکھی۔

اول من صنف الصحیح

اس کے متعلق حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں کہ سب سے پہلی صحیح کتاب ''الصحیح للبخاری'' ہے علامہ نووی و علامہ سیوطی اور اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے چنانچہ علامہ عراقی لکھتے ہیں:

''اول من صنف فی جمع الصحیح محمد بن اسماعیل البخاری ﷺ''[1]

حافظ ابن حجر نے اپنے ''النکت'' میں اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ سب سے پہلی کتاب ''الموطا'' مالک ہے چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں:

---

[1] شرح الفیه للعراقی: ص 15.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ما اعلم فی الارض کتابا اکثر صوابا من کتاب مالك"①

ابوعلی نیشاپوری نے کہا ہے کہ

ما تحت ادیم السمآء کتاب اصح من کتاب مسلم②

امام شافعی فرماتے ہیں:

"مابعد کتاب اللّٰہ تعالیٰ اصح من موطا مالك"③

جبکہ علامہ ابن العربی مالکی سے منقول ہے:۔

"الموطا ھوالاصل الاول والبخاری ھوا لا صل الثانی و علیھما بنی جمیع من بعد ھما کمسلم والترمذی وغیر ھما"④

گویا ان حضرات کے نزدیک موطا صحت میں مقدم ہے۔

لیکن حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

"ان ارادالاصل فھو کذالك لکن عن التاویل الذی اولناہ"⑤

یعنی موطا کو اصل قرار دینا صرف ہماری ذکر کردہ تاویل کی صورت ہی میں درست ہوسکتا ہے۔

علامہ مغلطائی فرماتے ہیں:

"ان مالکا اول من صنف فی الصحیح وتلاہ احمد بن حنبل و تلاہ الدارمی ولیس لقائل ان یقول لعلہ اراد الصحیح المجرد فلایردکتاب مالك لان فیہ البلاغ والموقوف والمنقطع والفقہ وغیرذالك لوجود مثل ذالك فی کتاب البخاری"⑥

---

① تدریب الراوی: ج1 ص 91. ② تدریب الراوی: ج 1 ص 93.
③ النکت ج1ص 279. ④ عارضۃ الاحوذی ج 1ص 5، النکت ج 1 ص 279.
⑤ النکت ج 1 ص 279. ⑥ النکت لا بن حجر: ج 1 ص 276.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک نے سب سے پہلے صحیح کو لکھا ان کے بعد امام احمد اور ان کے بعد امام دارمی ہیں مگر یہ کہنا کہ اس سے مراد صرف صحیح کا انتخاب ہے تو اس سے بھی موطا پر حرف نہیں آتا۔ کیونکہ اگر موطا میں بلاغات موقوفات اور منقطعات یا فقہی فتاوی وغیرہ ہیں تو یہ سب کچھ تو الجامع الصحیح میں بھی ہیں۔

اور متاخرین میں شاہ ولی اللہ جنہیں ''حامل لواء الموطاء'' کہا جاتا ہے کی بھی یہی رائے ہے اور مصفی کے مقدمہ میں موطا کے امتیازات پر نہایت اہم بحث کی ہے اور علامہ جمال الدین قاسمی صاحب ''قواعد الحدیث'' نے بھی اس بحث کے آخر میں اس بات کا اظہار کیا ہے اور امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا ہے:

"كان مالك اول من انتقى الرجال من الفقهاء بالمدينة واعرض عمن ليس بثقة فى الحديث ولم يكن يروى الاماصح ولا يحدث الاعن ثقة مع الفقه والدين والفضل والنسك"[1]

ان تمام اقوال و بیانات کے باوجود موطا کو صحیح بخاری پر فوقیت حاصل نہ ہو سکی اور جمہور نے اصحیت کے اعتبار سے الصحیح للبخاری کو ہی بلند تر سمجھا امام شافعی کا قول ظاہر ہے کہ صحیحین کے وجود سے قبل تھا اسے باعث ترجیح قرار دینا محل نظر ہے البتہ اس دور کی تصانیف میں اسے اصح قرار دینا صحیح ہے اور علامہ مغلطائی نے جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب آسان ہے کہ صحیح بخاری میں اس قسم کا جو مواد ہے وہ تمام تر استشہاد کے طور پر مذکور ہے نہ یہ کہ امام بخاری کا مقصود و مطلوب ہے جب کہ ان کے مقاصد میں مسند روایات ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتاب کا نام ''الجامع الصحیح المسند'' بھی اس بات کا غماز ہے اس کے برعکس موطا میں ایسی بلاغات اصل کی حیثیت رکھتی ہیں اور بسا اوقات ان پر ان کے تلامذہ نے اسے قابل استناد خیال نہ کرتے ہوئے امام مالک پر اعتراض بھی کیا ہے چنانچہ امام مالک نے ''باب المرور بين يدى المصلى'' کے تحت حضرت سعد کی بلاغات کو نقل کیا ہے اس کے متعلق امام محمد فرماتے ہیں۔

---

[1] كتاب ا لثقات: 7 ص 459 تهذيب ص 9، ج 10.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قيل لهم انما يروى هذا عن مالك بن انس عن سعد ولم يسنده ولم يروه عن احد وانما قال بلغنى ان سعدا كان يفعل ذالك"①

حالانکہ امام محمد خود مرسل کی حجت کے قائل ہیں یہ صحیح ہے کہ موطا کی بلاغات ومراسل سند اثابت ہیں جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر اور علامہ سیوطی نے کہا ہے لیکن اولا بحث ان مرسلات کے متصل ثابت ہونے میں نہیں بلکہ منقطع ومرسل اور معلق ہونے کی صورت میں قابل احتجاج اور بطور دلیل پیش کرنے میں ہے۔

ثانیا:۔ موطا کی چار روایات کے متعلق خود ابن عبدالبر نے صراحت کی ہے کہ ان کی سند امام مالک کے علاوہ بھی نہیں ملتی ان میں پہلی روایت حدیث "انی لاانس اوانسی" ہے جسے اُنہوں نے باب العمل فی السھو میں نقل کیا ہے۔ حافظ عراقی لکھتے ہیں:

"قال حمزة الكتانى انه لم يرو من غير طريق مالك وقال ابوطاهر الانما طى وقد طال بحثى عنه وسوالى عنه للأئمة والحفاظ فلم اظفربه ولاسمعت عن احد انه ظفربه قال و ادعى بعض طلبة الحديث انه وقع له مسندا"②

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"لااصل له فانه من بلاغات مالك التى لم توجد موصولة بعد البحث الشديد"③

بلکہ اس کا متن صحیح حدیث کے معارض ہے چنانچہ صحیح بخاری اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"انماانا بشر مثلكم انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكرونى"

اس قسم کی تین اور روائتیں ہیں علامہ الکتانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن الصلاح

---

① الحجة على اهل المدينه: ص 230 ج 1. ② تخريج احياء العلوم للغزالى للشيخ العراقى: ج 5، ص 347. ③ فتح البارى ص 73 ج 3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خطیب ابن مرزوق نے ان چار کے اتصال پر رسالے لکھے ہیں لیکن وہ کیسے ہیں ان کی سند کیسی ہے اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ تعجب ہے کہ اس عمل کے باوجود خود حافظ ابن الصلاح ''الموطا'' کو صحیح بخاری پر ترجیح دینے کو تیار نہیں۔لیکن ہمارے بعض کور مغزوں کا یہ کہنا کہ بخاری کی بعض بلاغات کا بھی اتصال ثابت نہیں لیکن ان بلاغات کی وہ حیثیت نہیں جو موطا کی بلاغات کے لیے ہے جیسا کہ ہم وضاحت کر آئے ہیں اور حافظ کا یہ کہنا کہ:

"والفرق بين مافيه من المقطوع و المنقطع و بين ما فى البخارى من ذلك واضح لان الذى فى الموطا من ذلك وهو مسموع لمالك كذلك فى الغالب وهو حجة عنده و عند من تبعه والذى فى البخارى فقد حذف البخارى اسانيدها عمداليخرجها عن موضوع الكتاب"[1]

محض احتمال آفرینی ہے بلکہ امام مالک خود روایات کو قصدا ارسال و انقطاع سے روایت کرتے ہیں مثلاً ثور بن زید عن ابن عباس کے واسطہ سے جو روایات موطا میں منقول ہیں ان میں عکرمہ کا واسطہ امام مالک نے حذف کر دیا ہے خطیب لکھتے ہیں:

"كان مالك يكره الرواية عن عكرمة فاسقط اسمه من الحديث"[2]

امام مالک، عکرمہ سے روایت کو پسند نہ کرتے تھے اس لیے حدیث سے ان کا نام حذف کر دیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"ان الامام مالك انما اسقط ذكر نعيم بن ربيعة عمد الماجهل حال نعيم ولم يعرفه فانه غير معروف الافى هذا الحديث ولذالك يسقط ذكر جماعة ممن لا ير تضيهم وهذا

---

① النكت ج1 ص 278 . ② الكفايه ص 320.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يرسل كثيرا من المرفوعات ويقطع كثيرا من الموصولات والله اعلم"①

امام مالک نے نعیم بن ربیعہ کا نام جان بوجھ کر حذف کیا ہے کیونکہ وہ مجہول الحال ہے اور اس حدیث کے علاوہ کسی حدیث سے معروف نہیں اور اسی طرح وہ بہت سے لوگوں کا ذکر حذف کر دیتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتے اور اسی بنا پر وہ بہت سی مرفوعات کو مرسل اور موصولات کو مقطوع ذکر کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک روایت امام مالک نے بواسطہ عبدربہ بن سعید عن ابی بکر بن ابی عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام عن عائشۃ وام سلمۃ رضی اللہ عنہما فی الصائم یصبح جنبا نقل کی ہے۔ حالانکہ عبدربہ اور ابو بکر کے مابین عبداللہ بن کعب حمیدی کا واسطہ امام مالک نے گرادیا ہے۔ امام نسائی نے یہ روایت اسی واسطہ کے اضافہ کے ساتھ بیان کی ہے اور علامہ ابن عبدالبر نے بھی اسی واسطہ کے ہونے کو صحیح قرار دیا ہے ہمارے پیش نظر اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔

بہرحال مقصود یہ بتلانا تھا کہ امام مالک بھی ارسال کرتے ہیں بلکہ ضعفاء کو حذف کرتے تھے علاوہ ازیں جب ہم دوسری کتب احادیث سے موطا کی روایات کا موازنہ و مقابلہ کرتے ہیں تو بھی ہمیں متعدد ایسی احادیث نظر آتی ہیں جو موطا میں مرسل اور دوسری کتب میں بواسطہ امام مالک متصل ومرفوع ہیں اور غالباً انہیں وجوہ کی بنا پر علامہ صالح فلانی نے حافظ پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وفيما قاله الحافظ من الفرق بين بلاغات المؤطا ومعلقات البخاري نظر فلوامعن النظر في الموطا كما امعن النظر في البخاري لعلم انه لافرق بينهما وما ذكره من ان مالكا سمعها لذ لك فغير مسلم لانه يذكر بلاغا في رواية يحيى مثلا اومرسلا فيرويه غيره عن مالك موصولا مسندا"②

① تفسير ابن كثير: ص 263 ج 2. ② الرساله: ص 4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حافظ ابن حجر نے بلاغات موطا اور معلقات بخاری کے متعلق فرق کا جو کہا ہے وہ درست نہیں اگر بخاری کی معلقات کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں جبکہ ان کا یہ کہنا کہ امام مالک کو اس میں سہو ہوا ہے، بھی درست نہیں کہ وہ اپنی روایت میں یحیٰ سے بلاغا روایت کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے اسے مالک ہی کے واسطہ سے موصول ومسند روایت کرتے ہیں۔

الغرض حافظ کا یہ خیال درست نہیں بلکہ بات وہی صحیح ہے جو ہم پہلے نقل کر آئے ہیں کہ بخاری کی معلقات مقاصد سے خارج ہیں برعکس موطا کی بلاغات ومنقطعات وموقوفات کے اور خود حافظ نے بھی یوں بیان کیا ہے:

"انما یسوقها فی تراجم الابواب تنبیها واستشها داواستئناسا و تفسیرالبعض الآیات وکانه ارادان یکون کتابه جامعا لابواب الفقه وغیرذالك من المعانی قصدجمعه فیها"[1]

کہ امام بخاری تراجم ابواب میں ان (معلقات وغیرہ) کو صرف تنبیہ کرنے، استشہاد اور دلچسپی پیدا کرنے یا بعض آیات کی تفسیر کی غرض سے لاتے ہیں تاکہ ان کی کتاب فقہی طور پر جامع ہو جس سے اس کی ترتیب وتصنیف کے دیگر فوائد بھی حاصل ہو سکیں۔ جبکہ نزاع صحیح مسند میں ہے جس کو علامہ نووی رحمہ اللہ نے "اول مصنف فی الصحیح المجرد صحیح البخاری" سے مقید کیا ہے، اور حافظ اسی بنا پر کہتے ہیں۔

"وحنئیذ فلا یردعلیه ماذکره من الموطا وغیره"[2]

کیونکہ مجرد موطا صحیح احادیث پر مبنی نہیں اور نہ ہی امام مالک کا صرف احادیث جمع کرنا مقصد تھا۔ بلکہ ان کے پیش نظر فقہ اہل مدینہ کو مرتب کرنا تھا جیسا کہ اس کے سبب تدوین میں اصحاب السیر نے بیان کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ احادیث کے ساتھ ساتھ فتاوی صحابہ وتابعین اور عمل اھل المدینہ کا ذکر عموماً کرتے ہیں عبادات کے بعد معاملات

---

[1] النکت ج 1 ص 278 . [2] ایضاً ص 277.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو عموماً مسئلہ کا آغاز اپنے فتوی سے کرتے ہیں پھر اس پر دلائل پیش کرتے ہیں یہی وہ وجہ ہے کہ امام احمد سے جب سوال ہوا کہ آپ کے نزدیک جامع سفیان زیادہ محبوب ہے یا موطا؟ تو اُنہوں نے فرمایا دونوں میں سے کوئی بھی پسند نہیں میں تمہیں حدیث پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اور عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا:

"انظر الی سفیان ومالك حین اخرجاو وضعا الکتب والمسائل کم فیها من الخطاء انما هو رأی یری الیوم شیأ و یتنقل منه غداً والرأی قد یخطی"[1]

امام سفیان اور امام مالک کو دیکھیے جنہوں نے اپنی کتب میں احادیث و مسائل کو بیان کیا ہے کہ ان میں کتنی اغلاط ہیں کہ یہ ان کی رائے تھی جو آئے دن بدلتی ہے اور رائے میں ایسے خطاء کا ہونا کوئی عجیب نہیں۔

اور اسی وجہ سے امام ابن حزم نے "مراتب الدیانہ" میں کتب حدیث کے طبقات کا ذکر کرتے ہوئے "الموطا" کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"اول من صنف اهل الحدیث فی علم الحدیث جعلوه مدونافی اربعة فنون فن السنة اعنی الذی یقال له الفقه مثل موطا مالك وجامع سفیان و فن التفسیر مثل کتاب ابن جریج و فن السیرمثل کتاب محمد بن اسحاق و فن الزهد والرقاق مثل کتاب ابن المبارك فاراد البخاری رحمه اللّٰه ان یجمع الفنون الاربعة فی کتاب ویجرد ها لما حکم له العلماء بالصحة قبل البخاری و فی زمانه ویجرده للحدیث المرفوع المسند وما فیه من الآثار وغیرها انما جاء به تبعا لا باصالة"[2]

---

① طبقات حنابله ج 1، ص 214 . ② شرح تراجم ص1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث میں سے جنہوں نے سب سے پہلے تصنیف کی، اُنہوں نے چار فنون سنت میں لکھا۔ سنت سے مراد فقہ ہے مثلاً موطا امام مالک اور جامع سفیان ہے اور فن تفسیر میں ابن جریج کی کتاب، فن سیرت میں محمد بن اسحاق کی کتاب اور زہد میں ابن المبارک کی کتاب، جبکہ امام بخاری نے ان چاروں فنون کو ایک ہی کتاب میں جمع کرنے کا ارادہ کیا اور اس میں صرف ان ہی روایات کو لائے جن کی صحت پر امام بخاری سے پہلے اور معاصر علماء نے حکم لگایا چنانچہ اُنہوں نے اپنی تصنیف کو مرفوع ومسند احادیث کے لیے خاص رکھا البتہ اس میں جو آثار وغیرہ ہیں تو وہ بالتبع ہیں اصالتاً نہیں۔

مذکورہ بیانات کی روشنی میں یہ کہنا بجا طور پر صحیح ہے کہ موطا صرف حدیث کی کتاب نہیں بلکہ فقہی مجموعہ ہے جس میں بڑی احتیاط سے صحیح کے التزام کی کوشش کی گئی ہے اور اس دور کی جملہ تصانیف سے اصح تھی امام مالک نے بلاشبہ صحت حدیث کی کوشش کی اور رجال کی جانچ پڑتال میں بڑی محنت سے کام لیا لیکن یہ کہنا کہ موطا کے تمام راوی ثقہ ہیں قطعاً صحیح نہیں اور بعض ایسے ہیں جنہیں امام مالک خود حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ ابھی ہم اس دعویٰ پر دلیل دے کر آئے ہیں امام نسائی فرماتے ہیں:

"لا نعلم مالكا روى عن انسان ضعيف مشهور بالضعف الاعاصم بن عبيد الله فانه روى عنه حديثا..... ولانعلم الامالكا حدث عن احد يترك حديثه غير عبدالكريم بن ابى المخارق"[1]

امام نسائی کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک نے متکلم فیہ رجال سے روایت لی ہے البتہ جن کا ضعف مشہور ہے یا متروک ہے وہ عاصم اور ابی المخارق ہیں ان کے علاوہ ہشام بن عروہ ہیں کہ امام مالک نے خود ان پر رضا مندی کا اظہار نہیں کیا اسی طرح ایک اور جگہ پر وہ ایک مسند یوں بیان کرتے ہیں:

"حدثناالثقة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده"

---

[1] تهذيب الكمال: ج13 ص 505.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن شعیب کی سند کے علاوہ ''الثقۃ'' یا تو ابن لھیعہ ہیں یا عبداللہ بن عامر الاسلمی۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے حافظ ابن عبدالبر سے '' الاسعاف'' ص 45 میں نقل کیا ہے بہرحال جو بھی مراد ہو یہ متکلم فیہ ہیں ابن لھیعہ کی روایت اس صورت میں تسلیم کی گئی ہے کہ اس سے روایت لینے والے ابن المبارک، ابن وھب المقری ہوں اور ابن معین نے الاوزاعی، عمرو بن الحارث، ثوری اور شعبہ کا نام بھی لیا ہے زید بن عیاش کو امام ابوحنیفہ نے مجہول کہا ہے اور احناف اس قول کو امام صاحب کے محدث اور اہل صنعت ہونے پر دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ان چند رواۃ کی نشاندہی ہم نے کی ہے مزید تتبع سے اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے مقصود صرف یہ تھا کہ یہ کہنا کہ موطا کے تمام رواۃ ثقہ ہیں محل نظر ہے خود امام صاحب کے نزدیک جو راوی متکلم فیہ ہیں اور وہ ان سے روایت بھی کرتے ہیں ان وجوہ کے ہوتے ہوئے کہنا کہ موطا سب سے ''اصح'' اور ''صحت'' میں سب سے پہلی کتاب ہے علی الاطلاق صحیح نہیں بلکہ یہ قول اس دور کی تصانیف کے مقابلہ میں کہا گیا ہے علامہ الکتانی رقمطراز ہیں۔

''وھی فی الرتبة بعد مسلم علی ما ھو اصح''[1]

کتاب الآثار

حنفی مکتبِ فکر کو چونکہ صحیح بخاری کی اصحیت گوارہ نہیں۔ اس کے مقابلہ میں کبھی مسلم کو ترجیح دیتے ہیں اور کبھی ترمذی ونسائی کو ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں جب بات نہیں بنتی تو موطا پر سارا زور صرف کر دیتے ہیں اور پھر موطا کی تالیف میں امام مالک کو کتاب الآثار اور ابوحنیفہ کا متبع قرار دیتے ہیں گویا یہ بزرگ موطا کے ذریعے کتاب الآثار کو صحاح ستہ پر ترجیح دینے کے درپے ہیں یہ فریضہ پاکستان میں مولانا عبدالرشید نعمانی اور ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ حضرات انجام دیتے ہیں جبکہ مصر میں اس انداز کا آغاز علامہ کوثری نے کیا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہ حضرات استاد کوثری ہی کی باتوں کو لفظی ہیر پھیر سے بیان

[1] الرسالة المستطرفة: ص 13.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں چنانچہ کتاب الآثار کو ترجیح دینے کے لیے پہلے تو امام ابوحنیفہ کی شروط کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس بنیاد پر اپنے دعویٰ کو استوار کرتے ہیں ہم یہاں نہ امام ابوحنیفہ کی شروط پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی سیوطی کے اس قول پر کہ!

"انه اول من دون علم الشرعية ورتبه ابوابا ثم تابعه مالك في ترتيب الموطا"[1]

پر چنداں بحث کرنا چاہتے ہیں البتہ یاد رہے کہ یہ قول بعض جامعین مسانید ابوحنیفہ کا ہے علامہ سیوطی کا نہیں ان کا اپنا قول تاریخ الخلفاء اور تدریب الراوی اور تبییض الصحیفہ ص 129 میں دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہم اس پر بحث کریں گے کہ کیا امام صاحب نے "کتاب الآثار" لکھی؟ اُنہوں نے حدیث کیلئے مسند بچھائی؟ یہ تمام موضوع تفصیل طلب ہیں مگر ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔

علی وجہ التسلیم اگر کتاب الآثار امام ابوحنیفہ کی تصنیف ہے تو اس کا جائزہ لیجئے۔ اس کی روایات کی مویدات سے تقویت اور بات ہے اور نفس الامر میں کتاب کی روایت کی صحت اور بات ہے۔ اور پھر خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ روایت حدیث میں محدثین کے نزدیک کس حد تک قابل اعتبار ہیں؟ اسے بھی رہنے دیجئے۔ ہم نہایت اختصار سے ذکر کرتے ہیں کہ معلق، مرسل، منقطع روایات کے علاوہ اس میں ابو العطوف جراح بن منہال، ابو النصر مسلم بن عبداللہ شامی، ابراہیم بن یزید المکی، ابان ابن ابی عیاش، ایوب بن عتبۃ القاضی، ابو حامد یحیی بن عبداللہ بن الحارث، طریف بن شہاب، ابوسفیان، عبدالکریم بن المخارق ابو علی، یہ وہ راوی ہیں جو کتاب الآثار کے ابتدائی ابواب کتاب الصلوٰۃ سے مختص ہیں اسی طرح باقی کتاب کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشائخ میں جن حضرات کا نام آتا ہے ان میں جابر بن زید جعفی، محمد السائب الکلبی، عطیۃ العوفی، عبدالکریم بن ابی المخارق محمد بن الزبیر الخطلی، ابراہیم بن مسلم، اسماعیل بن مسلم المکی، حکیم بن جبیر، مسلم بن کیسان ایسے کذاب، ضعیف اور مجہول بھی شامل ہیں تراجم اور رجال کی کتابیں اُٹھا کر دیکھ

---

[1] الرساله: ص 7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیجئے محدثین کی ان کے متعلق کیا رائے ہے اور پھر ان میں بعض وہ ہیں جن کی روایت کو باب کے تحت استدلال کی صورت میں پیش کیا گیا ہے پھر اس کتاب کے نسخوں پر بحث اور بالخصوص الحسن بن زیاد لؤلؤی کے نسخہ میں زیادات کا ذکر اور خود موصوف کی حالت۔ یہ وہ سب تفصیل ہے جس کے لیے مستقل رسالہ کی ضرورت ہے ان تمام پہلوؤں سے صرف نظر کرتے ہوئے جو بات ہم نے پیش کی ہے اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ''کتاب الآثار'' کس پایہ کی کتاب ہے اور اسے صحیح قرار دینا کس قدر سینہ زوری اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔[1]

المختصر

''مختصر'' ایک عام فہم لفظ ہے جو وضاحت طلب نہیں تاہم امام بخاری رحمہ اللہ کے الفاظ میں ہم یہ بتانا ضروری خیال کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اس کو کتنے عظیم ذخیرہ سے منتخب فرمایا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''اخرجت هذا الكتاب۔ يعنى الصحيح۔ من زهاء ست مائة الف حديث وجعلته حجة فيما بينى و بين اللّٰه تعالىٰ''[2]

یعنی چھ لاکھ احادیث سے اس کو مختصر کیا ہے اور اسے بخوفِ طوالت مختصر کیا۔ اور اسے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت بنایا ہے۔

ورنہ نہ معلوم کتنی ضخیم کتاب بنتی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:

''ما ادخلت فى كتابى الجامع الا ما صح و تركت من الصحاح لحال الطول''[3]

میں نے اپنی کتاب ''الجامع'' میں صرف صحیح حدیث ہی کو لکھا ہے مگر بہت سی صحیح احادیث کو خوف طوالت سے چھوڑ دیا ہے۔

---

① مزید تفصیل کے لیے محقق العصر فضیلۃ الاستاذ علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے مقالہ کتاب الآثار کیا پہلی صحیح کتاب ہے؟ کا مطالعہ کریں جو مقالات جلد سوئم میں شامل اشاعت ہے۔ ② تاریخ بغداد: ج 2 ص 8، تاریخ دمشق: ج 28 ص 372، هدى الساري: ص 289، السير: ج 12 ص 40.
③ ایضاً۔ شذرات ص 135 ج 2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے یہ اشکال بھی دُور ہو جاتا ہے کہ کیا صحیحین کے علاوہ دیگر کتب میں احادیث صحیحہ نہیں؟ یا کہ تمام احادیث صحیحہ کا ذخیرہ صحیحین ہی ہیں؟ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

"ولم یستو عباالصحیح ولا التزماه"[1]

علامہ اسماعیل نے امام بخاری کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"لانه لو اخرج کل صحیح عنده لجمع فی الباب الواحد حدیث جماعة من الصحابة ولذکر طریق کل واحد منهم اذا صحت فیصیر کتابا کبیرا"[2]

اگر آپ اپنے پاس ہر باب میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی جملہ روایات کو طرق سے بیان کرتے تو بہت بڑی کتاب بن جاتی۔

چنانچہ جب ہم "الصحیح" کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی امام صاحب کے پاس ہر مذکورہ مسئلہ پر بہت مواد تھا جس کو آپ نے اختصاراً ترک کر دیا ہے اور پھر دیگر سنن سے بھی ایسی احادیث اسی متعلقہ مسئلہ پر مل جاتی ہیں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں اور پھر مستدرک حاکم وغیرہ کو بھی بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس میں تساہل بھی پایا جاتا ہے:

امور، سنن وایام

ان تینوں میں اگرچہ کچھ فرق بھی ہے تاہم قولی، تقریری اور فعلی احادیث کو مشتمل کرنے کے لیے ان کو ذکر کیا گیا ہے اگر بخاری شریف کو دیکھا جائے تو احادیث کی یہ تینوں اقسام بخوبی مل جاتی ہیں تاہم اختصاراً ہر ایک کی مثال پیش کرتے ہیں۔

قولی:۔ یعنی جس حدیث میں آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہو چنانچہ "باب رفع العلم وظهور الجهل" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بایں الفاظ مروی ہے:

"قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان من اشتراط الساعة ان یرفع العلم ویثبت الجهل وتشرب الخمر و یظهر الزنا"

---

[1] التقریب مع التدریب ج 1 ص 98. [2] هدی الساری: ص 7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریری:۔اس حدیث کو کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں کوئی کام کیا تو آپ ﷺ علم ہو جانے کے باوجود اس سے منع نہ کیا ہو۔ اس کی مثال ''باب القائلۃ بعد الجمعۃ'' میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں:

''ما کنا نقیل ولا نتغدی الا بعد الجمعۃ''

فعلی:۔ اس حدیث کو کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کام کا حکم تو نہیں دیا البتہ خود کیا ہے تو اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کی مثال ''باب المسح علی الخفین'' میں جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''انہ رأی النبی ﷺ یمسح علی الخفین''

بہر حال ان کو بطور نمونہ و مثال پیش کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ان کے الفاظ میں اختلاف بھی ہے جن کا مقصد ایک ہی ہے جبکہ ان تینوں اقسام پر اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں بہر حال میں ان تینوں الفاظ کی تعبیر میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امور اور سنن سے فقہی مسائل کو خاص کیا ہے اور ایامہ میں عام معمولات کو خاص کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ اس سے مغازی وغیرہ مراد ہوں ''واللہ اعلم''

سببِ تالیف

یہ امر بالکل واضح اور بدیہی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال و افعال خود عہدِ نبوی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں یوں مدون و مرتب نہ تھے جیسے اب مدون اور مرتب ہیں۔علماء کرام نے اس کی دو وجہیں بتائی ہیں۔

وجہ اول

شروع شروع میں نبی کریم ﷺ نے قرآن کے ساتھ اختلاط کے پیش نظر قرآن کے علاوہ کسی دوسری چیز کے لکھنے سے خود ہی منع فرما دیا تھا جیسے مسلم شریف کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے قلمبند کرنے کا اہتمام یقینا قرآن کے اختلاط کو موجب ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ یکجا لکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ثانی

ابتدائی دور میں ایک تو لوگوں کے حافظے نہایت مضبوط، وسیع اور عمدہ تھے، دوسرے وہ کتابت بھی جانتے پہچانتے نہ تھے۔ یہ بات بالکل واضح اور سمجھ میں آنے والی ہے کہ جب انسان لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ تو اس کا انحصار قطعی طور پر اپنی قوتِ حافظہ پر ہی ہوگا۔

اور آپ جانتے ہیں قوت حافظہ پر اعتماد حافظہ کی وسعت کا سبب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ جب کبھی کوئی طویل سے طویل کہانی سنتے تو وہ ان کے حافظہ میں اسی انداز سے محفوظ رہ جاتی، اب جبکہ بعد میں آنے والے لوگوں کا انحصار قوتِ حافظہ کی بجائے کتابت پر ٹھہرا تو قوتِ حافظہ میں اسی اندازے سے کمزوری اور اضمحلال رونما ہوا۔ یہ وہ دو اسباب تھے جن کے پیش نظر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے آثار نفس کتابت کے باوجود معروف کتابی شکل اختیار نہ سکے۔ حتیٰ کہ تابعین کے آخری زمانہ میں چل کر جب بدعتی لوگوں کی جانب سے بدعت نے فروغ پایا، نیز شریعت مطہرہ کی مخالفت بعض فرقوں کی جانب سے رونما ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی اہلسنت کو فکر لاحق ہوئی۔ سب سے پہلے اس سلسلہ کی طرح ڈالنے والے حضرات ربیع بن صبیح رحمہ اللہ اور سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ بیان کیے جاتے ہیں جنہوں نے علیحدہ ابواب میں آپ کے آثار کو جمع کیا، ان سے پہلے بھی اگرچہ نفس کتابت حدیث کا ثبوت ملتا ہے تاہم ان کے بعد حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے موطا جیسی کتاب تصنیف فرمائی، جس میں امام موصوف نے اہلِ حجاز سے حاصل کردہ روایات کو جمع کیا اور روایات کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور فتاوی تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی پیش نظر رکھا۔

بس اب پھر کیا تھا۔ مختلف علاقوں میں مختلف محدثین عظام رحمہم اللہ نے روایات کو جمع کیا مثلاً شام میں امام اوزاعی، کوفہ میں سفیان ثوری، بصرہ میں امام حماد بن سلمۃ جیسے انسانوں نے جمع احادیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ دوسری صدی کے آخر میں بعض لوگوں کو خیال آیا کہ صرف نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مسند روایات کو کتابی صورت میں جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن راھویہ ان ہی حضرات میں سے ہیں جنہوں نے مسانید کو جمع کیا اور مصنف عبدالرزاق بھی اسی سلسلہ کی ایک جامع کڑی ہے جس میں آثار و موقوفات بھی ہیں۔ اب جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سابقہ زمانہ کی تصانیف پر طرف نظر ڈالی نیز ان کے رواۃ کو دیکھا تو اپنے وھبی محدثانہ مزاج کے تحت ان مسانید میں صحیح وحسن اور بہت سی ضعیف قسم کی روایات کو پایا۔ لہٰذا امام صاحب نے صرف اور محض رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اتفاق سے امام صاحب رحمہ اللہ کے ارادہ کو اپنے استاذ امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کے ایک قول سے مزید تقویت ملی جسے آپ نے کسی مجلس میں تلامذہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"لو جمعتم کتابا مختصرا لسنن النبی ﷺ "

کاش تم میں سے کوئی آنحضرت ﷺ کی سنن کا مختصر مجموعہ تیار کرے۔

تو یہ سن کر امام صاحب پر اس کا کیا اثر ہوا، آپ خود بیان کرتے ہیں:

"فوقع ذلك فی قلبی فاخذت فی جمع هذا الکتاب"[1]

یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور میں اس کتاب۔ الجامع الصحیح۔ کی تالیف میں شروع ہو گیا۔

اور اسی دوران آپ نے ایک خواب دیکھا جو کہ تیسرا سبب تالیف بن گیا۔ ہوا یوں کہ امام صاحب نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ ﷺ کے حضور کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں پنکھا ہے جس سے میں آپ ﷺ سے مکھیوں کو ہٹا رہا ہوں بیدار ہو کر معبرین سے تعبیر پوچھی۔ تعبیر بتانے والوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی الھدی الساری: ص ⑦ وفیه عن الخطیب "مختصر الصحیح سنة" لکن لم اجده فی التاریخ واللّٰه اعلم۔ طرف جن جھوٹی حدیثوں کی نسبت کی جاتی ہے تم ان کو دفع کرو گے۔[2]

---

[1] تاریخ بغداد: ج 2 ص 8، تاریخ دمشق: ج 28 ص 372، السیر: ج 12 ص 401. [2] هدی الساری: ص 7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے واقعی صحیح دیکھا۔ چنانچہ اس متبرک خواب نے امام صاحب کے ارادہ کو چار چاند لگا دیئے اور آپ کا شوق تدوین دن دُگنا رات چوگنا بڑھتا گیا اور آپ الجامع الصحیح کی تالیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اندازِ تالیف

اشارۃً اگرچہ اس کے متعلق پہلے کچھ گزر چکا ہے تاہم یہاں بھی ان کا ذکر قند مکرر کے طور پر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ آپ نے اپنی کتاب کی تالیف میں صرف صحیح احادیث کا التزام کیا اور خوف طوالت سے اختصار کو بھی ملحوظِ رکھا جبکہ مزید امام صاحب رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ:

"ماوضعت فی کتاب الصحیح حدیثا الااغتسلت قبل ذالك وصلیت رکعتین"[1]

میں نے اپنی اس کتاب۔ الجامع الصحیح۔ میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔

عمر بن محمد الجبیر ی نے آپ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ:

"صنفت کتابی الجامع فی المسجد الحرام وما ادخلت فیه حدیثا حتی استخرت اللّٰه تعالٰی وصلیت رکعتین وتیقنت صحته"[2]

میں نے اپنی کتاب کو مسجد حرام میں لکھا اور ایسی کوئی حدیث اس میں درج نہیں کی جس سے پہلے دو رکعتیں پڑھ کر اللہ سے استخارہ نہ کیا ہو، اور مجھے یقین نہ ہو گیا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

---

① تاریخ بغداد: ج 2 ص 9، تاریخ دمشق: ج 28 ص 372، السیر: ج 12 ص 402. ② ھدی الساری: ص 489.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی نہیں بلکہ آپ نے تو تراجم بھی اس کیفیت میں لکھے ہیں کہ مشہور ہے۔

"حول تراجم جامعه بين قبرالنبی ﷺ ومنبره وكان يصلي لكل ترجمة ركعتين"[1]

یعنی تراجم الابواب کو آپ نے آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر اور منبر مبارک کے درمیان لکھا اور ہر ترجمہ سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے۔

مدتِ تالیف کے متعلق عبدالرحمن البخاری کہتے ہیں آپ نے سولہ سال میں "الجامع" کو مدون فرمایا۔ اس کے ساتھ امام صاحب کا یہ قول بھی ہے کہ آپ نے اس کو تین مرتبہ تالیف کیا۔[2]

لیکن ان میں کوئی ناقابل ارتفاع تضاد نہیں ہوسکتا۔ عام مصنفین کی طرح آپ نے بھی اس کی تہذیب وترتیب تین مرتبہ کی ہو اور یقیناً ایسا ہونا چاہیے تھا۔

صحیح بخاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے بوقتِ تالیف دو باتوں کو خاص طور پر مدِ نظر رکھا ہے۔

اول: ان احادیث کا انتخاب اور جمع کرنا جن کی صحت پر متقدمین اور امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم عصر محدثین متفق ہوں اور یہ بات آپ کی تصنیف لطیف کے نام سے بھی مشعر ہوتی ہے۔

ثانی: استنباط مسائلِ فقہیہ اور استخراج نکاتِ حکمیہ جن کو امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی بصیرت اور دقتِ نظر کا نتیجہ کہنا چاہیے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے اسی مقصود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ شیخ محی الدین فرماتے ہیں:۔

"ليس مقصود البخاری الا قتصار على الاحاديث فقط بل مراده الاستنباط منها والا ستد لال لا بواب ارا دهاو لهذا لمعنى اخلىٰ كثيرامن الا بواب عن اسناد الحديث واقتصر فيه على قوله فيه فلان عن النبی ﷺ و نحوذالك الخ"[3]

---

[1] هدی الساری: ص 479. [2] تاریخ بغداد: ج 2 ص 14، تاریخ دمشق: ج 28 ص 372، السیر: ج 12 ص 403. [3] هدی الساری: ص 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی امام بخاری کا مقصد صرف احادیث کو بیان کرنا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ان کا مقصد احادیث سے مسائل کا استنباط کرنا اور جو عنوان قائم کیے ان پر احادیث سے استدلال کرنا بھی ہے اسی لیے کئی جگہ آپ عنوان کے تحت حدیث کو بالسند بیان کرنے کی بجائے صرف یہ کہتے ہیں کہ اس میں فلاں صحابی کی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے وغیرہ۔

اسی طرح شیخ الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے مقصود کو ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے:

"واراد ایضا ان یفرغ جهده فی الاستنباط من حدیث رسول اللّٰه ﷺ و یستنبط من کل حدیث مسائل کثیرة وهذا امر لم یسبقه الیه غیره"[1]

یعنی امام صاحب رحمہ اللہ نے وقتِ تالیف اپنے سامنے محض احادیث کے ذخیرہ کو ایک جگہ جمع کرنا ہی نہیں رکھا بلکہ ایک حدیث سے مسائلِ متفرقہ کا استنباط بھی پیش نظر رکھتے ہوئے اُمت مسلمہ کے لیے ایک ایسا بیش بہا تحفہ پیش کیا جو آپ سے پہلے کوئی بھی پیش نہ کر سکا۔

موضوع کتاب

ماقبل گزر چکا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب کے جمع کرنے میں صحیح روایات کا التزام فرمایا ہے۔ اور یہی وہ امر ہے جسے کتاب کا اصل موضوع قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت کتاب کے اصل نام الجامع الصحیح المسند (المختصر) من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر فقہی مسائل وفوائد کے استخراج سے بالا تر ہو کر یہ موضوع کتاب بنایا جائے تو "الصحیح" کی حقیقی ترجمانی نہ ہوگی کیونکہ امام صاحب نے استنباطِ مسائل کو بھی پیشِ نظر رکھا تھا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فہم وفراست اور بصیرت سے وہ وہ فقہی مسائل تراجم میں بیان کیے جن کو دیکھ کر علماء کرام

---

[1] شرح تراجم: ص 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برملا کہہ اُٹھے۔ فقہ البخاری فی تراجمہ (بخاری کی فقہ تراجم میں ہے) نیز ان مسائل کو بیان کرنے میں آیات قرآنیہ کو بھی مخصوص انداز میں لائے ہیں۔

شیخ محی الدین رحمہ اللہ کا کہنا بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔ کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد محض احادیث رسول اللہ ﷺ کو لانا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل کا استنباط و استخراج بھی ہے جس کی واضح دلیل بعض ایسے تراجم کا وجود ہے جن کے ماتحت حدیث موجود نہیں ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے قطعی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے پیشِ نظر مسائل کا استنباط بھی تھا لیکن اپنی وضع کردہ شرائط کے مطابق روایت کو نہ پانے کی صورت میں ترجمۃ الباب میں نہ لا سکے۔ کبھی ایسے بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ روایت بلا سند معلق موجود ہے اور کہیں ایسے بھی کہ ایک باب میں کئی کئی روایات اور بعض میں ایک روایت یا صرف ایک ایک روایت یا آیتِ قرآنی ہے۔

بعض لوگوں کے خیال میں امام صاحب کا یہ طرزِ عمل اتفاقی ہے جبکہ بعض دوسروں کے نزدیک تعمدی اور ایرادی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ سب کچھ امام صاحب کے تعمد پر مبنی ہے جس سے اصل غرض فقہی مسائل کا بالا ختصار استنباط ہے۔

یاد رکھیئے وہ تراجم جو احادیث سے خالی ہیں ان کا سمجھنا قدرے مشکل ضرور ہے لیکن احادیث پر نظر رکھنے والے کے لیے دشوار نہیں۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسے تراجم کے مناسب صحیح روایات تو موجود ہیں لیکن امام صاحب انہیں اپنی شروط کے مطابق نہ پاتے ہوئے نہ لانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

بعض وہ (ابواب) جن کے تحت کوئی مناسب ترجمۃ الباب موجود نہیں ان کا فہم بھی قدرے مشکل ہے۔ امام ابوالولید الباجی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی اصل وجہ تو یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کسی مسئلہ کو باب میں تو لائے لیکن اس کا ترجمۃ الباب وضع نہ کر سکے۔

وضع نہ کرنے کی وجہ خواہ امام صاحب رحمہ اللہ کا اپنا غور و خوض ہو یا پڑھنے والوں کے ذہن کا جائزہ، کہ آیا وہ اس باب کے مطابق کوئی مناسب روایت یا تحریر کردہ روایت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی مناسب ترجمہ بھی لا سکتے ہیں یا کہ نہیں، یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ ایسے مقامات سے امام صاحب رحمہ اللہ کی اصل غرض تلامذہ میں۔تشحیذ الاذھان۔ کے طور پر فقہی مسائل کے استنباط کا ذوق وملکہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔

یاد رہے ایسے مقامات بخاری شریف میں بہت ہی قلیل ہیں جہاں پر یہ سابقہ صورت حال موجود ہے۔ ابو الولید الباجی رحمہ اللہ کے کہنے کے مطابق ان کا حل بالکل واضح ہے۔ دراصل روایت مذکورہ کو مذکورہ ترجمۃ الباب کی مناسبت سے نہیں لایا گیا بلکہ ترجمۃ الباب کے لیے کسی اور روایت کی تلاش پیش نظر تھی اور مذکورہ روایت کے لیے کسی دوسرے مناسب ترجمۃ الباب کی۔

ابو الولید الباجی رحمہ اللہ اپنی اس توجیہہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد رشید فربری رحمہ اللہ کے نسخہ کو پیش کرتے ہیں جس میں بعض ایسے تراجم موجود ہیں جن کے ماتحت بیاض تو ہے لیکن روایت موجود نہیں ہے ایسے ہی کچھ ایسی روایات ہیں جن سے قبل تراجم تو موجود نہیں، ہاں بیاض موجود ہے چونکہ بعد میں پائے جانے والے نسخوں میں وہ بیاض باقی نہ رہا تو صورتحال دشوار بن کر رہ گئی۔

یاد رکھیئے امام ابو الولید الباجی رحمہ اللہ کی یہ توجیہہ جس کی تائید فربری رحمہ اللہ کے نسخہ سے ہوتی ہے نہایت ہی مفید ہے جس سے بخاری شریف کے ایسے مقامات کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تحدیث و اخبار کے اعتبار سے روایت کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں مگر اگر روایت کی مناسبت ترجمۃ الباب سے موجود ہے خواہ ظاہر ہے یا خفی، تو روایت کو بصیغہ تحدیث (حدثنا) لائیں گے بشرطیکہ روایت امام صاحب رحمہ اللہ کی شروط کے مطابق ہو اور اگر روایت شروط کے مطابق نہیں لیکن اس میں حجت کی صلاحیت موجود ہے تو اسے معلق صورت میں لائیں گے اگر کوئی روایت ایسی ہے جو نہ امام صاحب کی شروط کے مطابق ہے اور نہ ہی کسی دوسرے امام کی وضع کردہ شروط کے مطابق تو ایسی روایات یا ان کے مفہوم کو امام صاحب اصل کتاب میں تو نہیں بلکہ ترجمۃ الباب میں لاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحیح کی مقبولیت

آج اگر یہ بات کہی جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جہاں جہاں اسلام کی روشنی پہنچی ہے، وہیں وہیں پر ''الصحیح'' کا نام اصح الکتب کے طور پر لیا جاتا ہے۔ ''الصحیح'' کو اس قدر شہرت ومقبولیت حاصل ہونا ایک امر لابدی تھا کہ یہ ایک ایسی کتاب تھی جس کی ہر حدیث سے پہلے خلوص نیت، زہد وورع کا اس قدر اظہار کیا گیا جو کسی دوسرے محدث کو نصیب نہ ہوا۔ اس کی مقبولیت کا ذکر اگر چہ وقتاً فوقتاً ہوتا آیا ہے اور ایسے ہی ہوتا رہے گا۔ جس کی طرف پہلے بھی اشارہ ہو چکا ہے تاہم یہاں مزید چند ایک اقوال پہ ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

امام ابوزید مروزی رحمہ اللہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا ہے جس سے الصحیح کی مقبولیت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''وکنت نائما بین الرکن و المقام فرأیت النبی ﷺ فی المنام فقال لی یا ابازید الی متی تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی ؟ فقلت یارسول اللّٰہ وما کتابك ؟ قال جامع محمد بن اسماعیل البخاری''[1]

میں رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ابوزید، تم کب تک شافعی کی کتاب پڑھو گے اور میری کتاب نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل بخاری کی۔ الجامع۔

ابوجعفر العقیلی کہتے ہیں: امام صاحب رحمہ اللہ نے ''الصحیح'' کو مکمل کر کے جب اپنے شیوخ علی بن المدینی، ابن معین اور احمد بن حنبل پر پیش کیا تو سب نے اس کی تحسین کی اور اس کی صحت کی شہادت دی اور صرف چار روایات پر کلام کیا ان میں بھی امام صاحب کی رائے وزنی نکلی۔[2]

---

① هدی الساری ص 489 . ② الهدی: 489.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال آج تک یہ مقبولیت و رتبہ اور شرف متقدمین سے لے کر متاخرین تک تاریخ اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا نہ کسی فقیہ اور امام کی تالیف کو۔

آج اسلام میں کتاب اللہ کے بعد کس کی تالیف اور کون سی کتاب ہے جس کے آگے کل اسلامی دُنیا سر تسلیم خم کرتی ہے وہ صرف امام بخاری کی ''الجامع الصحیح'' ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ!

له الكتاب الذى يتلوا الكتاب هدى

هدى السيادة طودليس ينصدع

امام بخاری کی۔ الجامع الصحیح۔ فوائدِ حدیثیہ اور فرائدِ فقہیہ کے اعتبار سے کتنی اہم اور مقبول و معتبر ہے اس کا اندازہ معروف مورخ و فلسفی علامہ ابن خلدون کے اس قول سے اندازہ لگایئے:

"ولقد سمعت كثيرا من شيو خنا رحمهم اللّٰه يقولون: شرح كتاب البخارى دين على الامة "[1]

میں نے اپنے اکثر اساتذہ و مشائخ کو یہ کہتے سنا ہے کہ بخاری کی کتاب۔ الجامع الصحیح۔ کی شرح اُمت پر قرض ہے۔

حالانکہ اُس وقت کی بہت سی شروح لکھی جا چکی تھیں۔ یہ قرض اگرچہ بڑی حد تک حافظ ابن حجر نے اُتار دیا ہے مگر ابھی بہت کچھ کہنے اور لکھے جانے کو باقی ہے اور یہ اس کتاب کا اعجاز ہے اور اس اعجاز کا پس منظر وہی ہے جسے بعض علماء نے اپنے خوابوں کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ محمد بن بخاری کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام بخاری کو جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے اس طرح چلتے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ جب اپنا قدم مبارک اُٹھاتے ہیں تو وہیں امام بخاری اپنا قدم رکھتے ہیں۔

اسی طرح نجم بن فضیل بیان کرتے ہیں میں نے خواب میں خود کو مدینہ طیبہ کے راستہ پر بیٹھے پایا اور دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ پیدل ہی مدینہ طیبہ سے تشریف لا رہے

---

[1] مقدمه ابن خلدون ج 1، ص 474.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور امام محمد بن اسماعیل بخاری حضور اقدس ﷺ کے نقشِ قدم کو دیکھ دیکھ کر وہیں وہیں اپنا پاؤں رکھتے ہیں۔ جہاں جہاں آپ ﷺ کا نقشِ قدم ہے۔[1]

یہ خواب جہاں امام بخاری کی سیرت میں آپ کے کردار و اخلاق کی طہارت و پاکیزگی پر دلالت کرتے ہیں۔ وہاں آپ کی خدمت سنت اور احیاء علم نبوت کی بھی شہادت ہے۔ بالخصوص یہ کہ آپ نے اپنی۔ الجامع الصحیح۔ میں جس معیار ثقاہت سے احادیث وسنن کو جمع کیا ہے وہ اُسی طرح مشعل علم وعمل ہیں کہ انسان ان کی روشنی میں قدم حیات اُٹھائے اور رکھے تو گویا وہ نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔

الغرض ''الصحیح'' کی مقبولیت وفضیلت کا سکہ اپنوں ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ اغیار بھی اس کے قائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ٹومس ولیم بیل اور نیل بیوگریفیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن 1890ء میں لکھتے ہیں:۔

''امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیف ''صحیح بخاری'' کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے'' آگے لکھتے ہیں:۔

''اس کتاب میں محمد ﷺ کی وحیاں والہامات اور افعال و اقوال ہی نہیں مندرج ہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔''[2]

شروط البخاری فی الصحیح

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اور آپ کے علاوہ دیگر محدثین سے بھی اپنی مؤلفہ کتب کے بارے میں شروط کی کہیں صراحت نہیں ملتی، بعد میں علامہ حازمی رحمہ اللہ اور علامہ ابوالفضل محمد بن طاہر نے شروط الائمہ پر دو رسالے لکھے ہیں جو اس سلسلہ میں نہایت مفید ہیں لیکن سوائے چند شروط کے، کہ وہ براہ راست ائمہ سے منقول ہیں۔ باقی استقراء اور تتبع پہ مبنی ہیں یہاں ہم صرف امام بخاری کی الصحیح میں شروط کا احاطہ کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

---

① تاریخ بغداد: ج 2 ص 10، تاریخ دمشق: ج 28 ص 376.

② سیرت بخاری: ص 160.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① تمام ناقلینِ رواۃِ حدیث صحابی تک ثقہ ہوں اور ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہو اور ان میں شروط عدالت اعلیٰ درجہ کی پائی جاتی ہوں۔ لیکن حافظ ابن طاہر کی اس بیان کردہ شرط پر بعض محققین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام نسائی نے صحیح بخاری کے رواۃ کی ایک جماعت پر تنقید کی ہے۔ علامہ سیوطی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام نسائی چونکہ ان سے متاخر ہیں، اس لیے ان کی تنقید معتبر نہیں ہے۔ پھر شیخ الاسلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام نسائی نے اگر اپنے اجتہاد سے تنقید کی ہے تو درست ہے اور اگر متقدمین سے نقل کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ان رواۃ سے حدیث لی ہے تو وہ سب مرجح کے اعتبار سے ہے لیکن اس میں بھی تردد ہے، کیونکہ ''الجامع الصحیح'' میں بعض ایسے رواۃ بھی نظر آتے ہیں جنہیں متقدمین نے ضعیف کہا ہے لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کسی سبب مرجح کے نہ ہوتے ہوئے بھی ان سے روایت لے رہے ہیں، مثلاً فلیح بن سلیمان المدنی ان سے امام صاحب رحمہ اللہ نے کتاب العلم من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثہ الخ میں احتجاج کیا ہے اور اس کا کوئی متابع وغیرہ بھی ذکر نہیں کیا اور متقدمین میں سے ابن المدینی، ابن معین وغیرہ نے انہیں ضعیف کہا ہے اور ناقابل احتجاج قرار دیا ہے تو ان امور کے پیش نظر اس کا صحیح جواب یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر متقدمین نے کسی راوی پر جرح کی ہو تو پھر اُصول جرح کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے گا۔ کہ یہ جرح کس قسم کی ہے مفسر ہے یا نہیں؟ کہیں اس پر معاصرت کا رنگ تو غالب نہیں مثلاً اس فلیح پر اگر چہ متقدمین نے جرح کی ہے تاہم وہ مفسر نہیں، اس بنا پر امام صاحب رحمہ اللہ نے اس غیر مفسر جرح کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس سے احتجاج کیا ہے جو اُصول کے عین مطابق ہے۔ خطیب لکھتے ہیں:

"ما احتج البخاری و مسلم به من جماعة علم الطعن فیهم من غیرهم محمول علی انه لم یثبت الطعن المؤثر مفسرالسبب[1]

[1] قوا عد التحدیث:ص 190.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری و مسلم نے جو طعن زدہ راویوں سے احتجاج کیا ہے تو وہ اس بنا پر ہے کہ ان میں طعن کسی سبب مفسر و مفصل سے ثابت نہیں۔

② امام بخاری رحمہ اللہ طبقات رواۃ کا بھی لحاظ رکھتے ہیں۔ طبقات سے ہماری مراد یہ ہے کہ راوی نے اپنے شیخ کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت گزارا ہو اور حفظ و اتقان میں بھی اپنے باقی ساتھیوں سے فائق ہو۔ آپ ایسے راوی کو طبقہ اولیٰ میں شمار کرتے ہیں اور دوسرا طبقہ یہ ہے کہ راوی ثبت و ثقاہت میں بلند مرتبہ رکھتا ہو لیکن اسے طول صحبت اور وہ حفظ و اتقان میسر نہ ہو جو طبقہ اولیٰ کو ہوا ہو۔ شیخ الاسلام اس کی مثال یوں بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً امام زہری کے متعدد شاگرد ہیں ان میں مراتب کے اعتبار سے تفاوت ہے اور ان کے پانچ درجے بنائے گئے ہیں۔

پہلے طبقے میں یونس بن یزید، عقیل بن خالد، مالک بن انس، ابن عینیہ اور شعیب۔ دوسرے طبقہ میں امام اوزاعی، لیث عبدالرحمن بن خالد اور ابن ابی ذئب۔ تیسرے طبقہ میں جعفر بن برقان، سفیان بن حسین اور اسحاق بن یحیی۔ چوتھے طبقہ میں زمعہ بن صالح، معاویہ بن یحیی الصدفی اور مثنی بن الصباح۔ پانچویں طبقہ میں عبدالقدوس بن حبیب، حکیم بن عبداللہ الایلی، محمد بن سعید المصلوب رحمہ اللہ شامل ہیں۔

ان طبقات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے پہلے طبقہ سے اپنی صحیح میں احتجاج کیا ہے۔ البتہ شاذ و نادر طبقہ ثانیہ سے بھی مرویات آ گئی ہیں۔ لیکن اس وقت جب ان کی صحت کا پورا یقین ہوا۔ اور تعلیقات میں طبقہ ثانیہ اور ثالثہ دونوں سے روایات لی ہیں اور اکثر طبقہ ثانیہ سے ہیں۔

فائدہ

امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں رواۃ کے طبقات کے اعتبار سے یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ امام بخاری پہلے طبقہ کی روایات بالاستیعاب اور دوسرے طبقہ کی بلا استیعاب لاتے ہیں جبکہ امام مسلم پہلے اور دوسرے طبقہ کی روایات بالاستیعاب اور تیسرے طبقہ کی روایات کو بلا استیعاب لاتے ہیں۔ بعض محدثین کی تحقیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں امام بخاری رحمہ اللہ تیسرے طبقہ کی روایات کو بھی نہایت قلیل انداز میں تعلیقاً نقل کرتے ہیں۔ بہرحال امام بخاری کا احتیاط بہ نسبت امام مسلم کے زیادہ ہے۔ جن لوگوں نے بخاری کو مسلم پر فضیلت دی ہے اُنہوں نے من جملہ دوسرے اسباب کے ساتھ اس احتیاط کو بھی ایک اہم سبب قرار دیا ہے۔ بہرحال یہ امر بالکل واضح ہے کہ شیخین (بخاری رحمہ اللہ و مسلم رحمہ اللہ) طبقہ رابعہ اور خامسہ کی روایات کو صحیحین میں نہیں لاتے۔

گویا کہ پہلے طبقہ کی روایات کو بالا ستیعاب اور دوسرے طبقہ کی روایات کو بلا استیعاب لانا بھی امام صاحب کی شروط میں سے ہوا۔

③ اگر سند معنعن ہو تو اس میں معنعن راوی کے مروی عنہ سے لقاء کی شرط لگاتے ہیں۔

④ سلسلہ سند منقطع نہ ہو اور راوی مدلس و مختلط بھی نہ ہو۔

⑤ امام حاکم نے یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ حدیث ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہو جو مجہول العین نہ ہوں۔ اور ان کے بعد سلسلہ سند دو، دو راویوں پر مشتمل ہو۔ لیکن علامہ حازمی نے ان پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے ''الجامع الصحیح'' کی شرط قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو غریب کے قبیل سے ہیں۔ مثلاً:

"انما الا عمال بالنیات یا کلمتان حبیبتان "الخ ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس کا یوں جواب دیتے ہیں کہ علامہ حازمی دراصل بات نہیں سمجھے حالانکہ امام حاکم کی مراد یہ ہے کہ راویوں سے ان کے دو شاگرد روایت کرنے والے ہوں۔ عام اس سے کہ وہ اس روایت میں اکیلا ہو۔ یعنی ان کی شرط مطلق جہالتعین سے مبرا ہونے کی ہے۔ یہ نہیں کہ روایت میں بھی دو، دو راویوں سے روایت کریں۔

صحیح بخاری میں ''باب من قال فی الخطبة بعد الثناء اما بعد'' کے تحت عمرو بن تغلب کی روایت منقول ہے حالانکہ اس میں عمرو سے بیان کرنے والے فقط حسن بصری ہیں۔ جیسا کہ حافظ عبدالغنی نے کہا ہے علامہ عینی امام حاکم کی مذکورہ شرط نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وهذا الحديث لما يروه عن عمرو بن تغلب الا راو واحد وهو الحسن؟ قلت قد ذكرت لك ان الحكم بن الاعرج روى عنه ايضا"۔ ①

لیکن یاد رہے امام حاکم نے یہ شرط عائد کی ہے کہ "یتد اوله اهل الحديث بالقبول الى وقتنا كالشهادة على الشهادة" بعض محققین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے۔

"ان ارادبه تشبيه الرواية بالشهادة من كل وجه فتقوى اعتراض الحاز مى وان ارادبه تشبيها بالاتصال والمشافهة فقد ينتقذ عليه بالاجازة"

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے امام حاکم کے قول کی جو تاویل کی ہے اس کی تائید امام بیہقی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے "بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ" کی روایت کے تحت ذکر کیا ہے۔

" لم يخرجه البخاری ﷺ و مسلم ﷺ على عاد تهما فى ان الصحابى اوالتابعى اذالم يكن له الا راو واحدلم يخرج حديثه فى الصحيحين"۔ ②

امام بخاری اور امام مسلم صحیحین میں اپنے معمول کے مطابق کسی ایسے صحابی یا تابعی سے روایت نہیں لاتے جب اس سے ایک ہی راوی روایت کرے۔

گویا! جب وہ مستور ہوگا تو شیخین اس سے روایت نہیں لیں گے۔ یہ نہیں کہ الصحیح میں ہر روایت دو، دو راویوں سے مروی ہوگی۔ لیکن امام بیہقی کا اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو شمار کرنا درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ صحیح بخاری رحمہ اللہ میں بعض ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن کے روایت کرنے میں صحابی منفرد ہوتا ہے اگر امام بیہقی یہ شرط تابعین یا تبع تابعین پر چسپاں کرتے تو بہتر تھا یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

---

① عمدة القاری: ص 325 ج 6. ② السنن الكبرى: ص 205 ج 4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"والشرط الذی ذکره الحاکم وان کان منتقضا فی بعض الصحابة الذین اخرج لهم فانه معتبر فی حق من بعد هم فلیس فی الکتاب حدیث اصل من روایة من لیس له الاراوو احد قط"[1]

جس شرط کو امام حاکم نے ذکر کیا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق درست نہیں البتہ بعد کے لوگوں سے متعلق معتبر ہے۔ کیونکہ الجامع الصحیح میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں جس کا صرف ایک راوی ہو۔

بایں وجہ امام بیہقی کا صحابہ کو بھی اس شرط میں ذکر کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا پھر حافظ ابن حجر نے جس یقین سے دعویٰ کیا ہے اگر وہ صحیح ہے تو صحیح بخاری کی برتری کے لیے یقیناً بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ صحابہ بالاتفاق عادل ہیں۔ عدالت کی ضرورت تو بعد والے راویوں میں ہے۔

⑥ حافظ ابوالفضل المیانجی نے اپنی کتاب "ما لا یسع المحدث جهله" میں یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ وہ روایت شیخین کے نزدیک صحیح ہو گی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنے والے دو صحابی رضی اللہ عنہما ہوں۔ پھر ہر ایک سے چار چار تابعی بیان کرنیوالے ہوں اور پھر ہر تابعی سے چار چار سے زائد راوی ہوں۔ یہ شرط ظاہر کے خلاف ہے۔

⑦ اس شرط کا ذکر ہم "اسم الکتاب" کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ فلیراجع

کتاب البخاری اصح الکتب

امام ابوعمرو بن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے صحیح روایات کا ذخیرہ امام مسلم سے پہلے جمع کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اگرچہ امام بخاری سے استفادہ کیا ہے تاہم وہ کئی ایک شیوخ میں امام بخاری کے شریک اور ہم عصر ہیں۔

---

[1] هدی الساری: ص 9.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین نے بالعموم ان کی کتابوں کو'' اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ''تسلیم کیا ہے لیکن ان دونوں میں سے کتاب بخاری کو کتاب مسلم پر صحت اور کثرت فوائد میں فضیلت حاصل ہے۔ ہاں ابوعلی نیشا پوری، ابن حزم اور بعض مغاربہ سے کتاب مسلم کی فضیلت بھی منقول ہے لیکن اس سے جمہور کو اتفاق نہیں۔

اگر امام ابوعلی نیشاپوری اور ان کے حواریوں کا بایں صورت کتابِ مسلم کو کتابِ بخاری پر فضیلت دینا مطلوب ہو تو صحیح ہے۔ کہ کتاب مسلم میں مقدمہ کتاب کے بعد صرف اور محض احادیثِ رسول اللہ کا ہی مجموعہ ہے۔ لیکن یہ حکم اکثریت کے اعتبار سے تو لگایا جاسکتا ہے ورنہ مسلم شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوعلی نیشا پوری اور ان کے ساتھیوں کو غلطی لگی ہے کیونکہ مسلم شریف میں متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اقوال سلف کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً مسلم شریف ص 218 ج 1 رقم 590 پر ہے۔

"قال مسلم بلغنی ان طاؤو ساً قال لا بنه أ دعوت بها فی صلواتك قا ل لا قال اعد صلوٰ تك لان طاؤو سا رواه عن ثلا ثة اواربعة"

ایک اور مقام پر ہے۔

"حد ثنا یحیی بن یحیی التمیمی قال اخبرنا عبداللّٰه بن یحیی ابن ابی کثیر قال سمعت ابی یقول لا یستطاع العلم براحة الجسم" ①

اس کے علاوہ بھی اگر مسلم شریف کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو اور بھی ایسے مقامات مل سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بخلاف کتاب بخاری کے جس میں مقدمہ تو نہیں لیکن فقہی تراجم کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے جس سے کتاب کی افادیت تو بڑھ گئی لیکن اپنے مشمولات کے اعتبار کتاب مسلم

① مسلم: ص 223 ج 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح محض احادیث رسول اللہ ﷺ کا مجموعہ نہ رہا۔ اگر ابوعلی نیشاپوری اور مغاربہ کے خیال میں یہی وجہ فضیلت ہے تو اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ فضیلت ہر حالت میں ایک جزوی فضیلت ہوگی جس سے کلی طور پر کتابِ بخاری پر فضیلت لازم نہیں آئے گی۔

بلکہ کہنا چاہیے کہ جس طرح امام مسلم کو امام بخاری سے شرف تلمذ ہے اور وہ اپنے استاذ کی قدم بوسی کو سعادت سمجھتے ہیں گویا ذاتی اور شخصی طور پر امام مسلم کا امام بخاری سے کوئی تقابل نہیں ایسے ہی ان کی کتاب کو بھی امام بخاری کی کتاب سے کوئی نسبت نہیں اور اگر ہے تو نسبت تلمذ کے تناظر ہی میں ہے جیسا کہ امام دارقطنی نے فرمایا ہے:

"لولا البخاری ماذهب مسلم ولاجاء وقال مرة اخری: واي شئی صنع مسلم انما اخذ کتاب البخاری فعمل علیه مستخر جاوز اد فیه زیادات" [1]

اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کا ذکر کون کرتا اور یہ کہ مسلم نے کیا کیا؟ صرف یہ کہ صحیح بخاری کو لے کر اسی کی احادیث کا استخراج کیا اور کچھ اضافہ کر دیا۔

بخاری شریف کے اصح الکتب ہونے کی اس وضاحت کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض ائمہ کرام کا ایک قولِ مخالف سامنے آتا ہے جس میں انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب "موطا" کو اصح اور افضل قرار دیا ہے۔ جس کا جواب محدثین نے یوں دیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا اپنی جگہ پر بجا ہے کیونکہ ان کے زمانہ میں صحیحین کا وجود موجود نہ تھا۔ لہٰذا موجود کتابوں میں سے امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب "موطا" اپنی صحت کے اعتبار سے افضل ہی تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے بخاری شریف جیسی "اصح الکتب" کتاب پر بھی فضیلت حاصل ہے نیز امام مالک رحمہ اللہ منقطع سند کو قابلِ اعتراض نہیں سمجھتے۔ اور ایسے ہی مرسل روایات اور بلاغات (یعنی بلغنی) کو بھی لانے میں موضوع کتاب کے منافی نہیں سمجھتے تو پھر اس مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے کتاب موطا کو بخاری پر فضیلت کیسے دی جا سکتی ہے۔

---

[1] الهدی: 11، النکت: ج 1 ص 286.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل مقصد یہ ہے کہ ابنِ الصلاح کی تحقیق کے مطابق تمام کتب احادیث پر بخاری شریف کو افضلیت حاصل ہے اور امام بخاری کی کتاب سے بڑھ کر صحت سند اور ثقاہت کے اعتبار سے کوئی کتاب نہیں۔

علامہ اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ:

محمد بن اسماعیل کی کتاب (الصحیح) اسم بامسمّٰی ہے واقعتا ہی اس کتاب کو جمع کرنے والا ایک متبحر انسان ہی ہوسکتا ہے۔ جسے فقہ ''لغت'' حدیث اور ناقلینِ حدیث سے پوری پوری معرفت حاصل ہو۔ چونکہ امام صاحب رحمہ اللہ کو اس میدان میں وسیع تر ملکہ حاصل تھا اور مقصد و ارادہ میں بھی نیک نیتی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کتاب سے لوگوں کو بے شمار نفع بخشا۔ جب دوسرے محدثین عظام نے امام صاحب کی کتاب کی طرف لوگوں کا رجوع عام دیکھا تو ان کے دلوں میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ہم بھی کیوں نہ ایسی ہی کتب کو تصنیف کریں۔ لیکن:

" الفضل للمتقدم "

امام ابوداؤد رحمہ اللہ بھی اسی زمرہ کے لوگوں میں سے ایک ہیں باوجود یکہ ان کا زمانہ امام صاحب رحمہ اللہ کا زمانہ ہے۔ لیکن اسلوب میں بہت نمایاں فرق ہے۔ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بارے میں بھی یوں ہی منقول ہے کہ وہ بھی امام صاحب رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنے سے وہ رُتبہ اور مقام حاصل نہ کر سکے کیونکہ جتنی احتیاط نیز استنباط کی عمدگی امام بخاری رحمہ اللہ ملحوظ رکھ سکے۔ اتنے میں امام مسلم رحمہ اللہ کامیاب نہ ہوسکے۔

"ذالك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء واللّٰه ذوالفضل العظيم"

یاد رہے اتقانِ رجال اور اتصال کے اعتبار سے بھی بخاری رحمہ اللہ کو مسلم رحمہ اللہ پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے۔ اتقان کے اعتبار سے فضیلت کی محدثین عظام نے چار اقسام یعنی چار وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

نمبر ① بخاری شریف کے وہ رواۃ جن سے صرف امام بخاری رحمہ اللہ ہی روایات لائے ہیں ان کی تعداد امام مسلم رحمہ اللہ کے رواۃ جن سے صرف وہی روایات لائے ہیں وہ تعداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کم ہیں۔ نیز امام بخاری رحمہ اللہ کے ایسے رواۃ میں متکلم فیہ بنسبت امام مسلم رحمہ اللہ کے نصف ہیں جس کی تفصیل یوں ہے کہ بخاری کے ایسے رواۃ (متکلم فیہ) کی تعداد اسی (80) ہے جبکہ مسلم کی تعداد ایک سو ساٹھ (160) ہے لہٰذا یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ جو انسان متکلم فیہ رجال کے بارے اتنا محتاط ہوگا۔ اس کا طرز عمل بھی بہتر ہوگا۔ اور اسکی کتاب کو بھی فوقیت حاصل ہوگی۔ ①

نمبر ② امام بخاری نے ایسے متکلم فیہ رواۃ سے بنسبت امام مسلم رحمہ اللہ کے بہت کم روایات لی ہیں۔ اور اس میں بھی احتیاط سے کام لیا ہے۔

نمبر ③ بخاری رحمہ اللہ کے متکلم فیہ رواۃ میں سے اکثر امام صاحب رحمہ اللہ کے وہ شیوخ ہیں جن سے امام صاحب رحمہ اللہ کی ملاقات ثابت ہے اور ان کے احوال نیز ان کے جید اور غیر جید ہونے کو خوب پہنچانتے ہیں، بخلاف امام مسلم رحمہ اللہ کے کہ انکے اکثر متکلم فیہ رواۃ شیوخ میں سے نہیں ہیں۔

نمبر ④ جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ دوسرے طبقہ کی روایات کو بالا ستیعاب نہیں لاتے۔ جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ بالا ستیعاب لاتے ہیں۔ مذکورہ چاروں وجوہات اتقانِ رجال سے متعلق ہیں۔

نمبر ⑤ باعتبارِ اتصال کے بخاری شریف کی ترجیح یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ معنعن روایات کو جب کہ راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو اتصال کا حکم دیتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو۔ بخلاف امام بخاری رحمہ اللہ کے جو صرف معاصرت اور امکان لقاء کو اتصال کے لیے کافی قرار نہیں دیتے۔ جب تک ان کی آپس میں ایک آدھ بار ملاقات ثابت نہ ہو۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو بڑے زور کے ساتھ مقدمہ مسلم میں بیان فرمایا ہے جو قابلِ مراجعت ہے۔ بہرحال اس میں بھی امام بخاری کا رویہ احتیاط پر مبنی ہے۔

---

① تدریب الراوی: ج1 ص 42 وغیرہ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ⑥ مسلم رحمہ اللہ کی وہ روایات جن پر تنقید کی گئی ہے۔ بخاری کی روایات کی نسبت زیادہ ہیں۔ بخاری میں ایسی روایات کی تعداد اسی بیان کی جاتی ہے جبکہ مسلم میں ایک سو تیس کے قریب ہیں۔

یہ مذکورہ وجوہات ہیں جن کے ہوتے ہوئے امام مسلم رحمہ اللہ اور ان کی کتاب کو امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی کتاب پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

یاد رہے! ابو علی نیشاپوری کا قول ایک ہی قول کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ کتاب بخاری رحمہ اللہ کے اصح ہونے پر جمہور کا اتفاق ہے۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ!

"والبخاری اصحهما واكثر هما فوائد و قيل مسلم اصح والصواب الاول"①

نیز جب ابو علی رحمہ اللہ کا قول مساوات کی فنی حیثیت کو مستلزم نہیں تو پھر مسلم کا اصح ہونا کیسے ثابت ہوگا۔ اور ابو علی کے کلام کی یوں بھی توجیہہ ہو سکتی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ جیسے تراجم، استنباط اور تقطیع حدیث کو پیش نظر نہیں رکھا بلکہ احادیث کا ایک ایسا مجموعہ لائے۔ جس میں ایک روایت کے جمیع طرق کو ایک ہی جگہ پر جمع کر دیا۔ جس سے حدیث کی پرکھ آسان ہوگئی۔ بخلاف امام بخاری رحمہ اللہ کے جنہوں نے اس صورتِ حال کو پیش نظر نہیں رکھا۔ اگر اس صورتِ حال میں امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب کو صحیح بخاری رحمہ اللہ پر ترجیح دی جائے تو مانا جا سکتا ہے لیکن یہ فضیلت بھی بہر حال جزوی ہوگی، کما مر۔

یہاں پر اس بات کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ جن لوگوں سے امام مسلم رحمہ اللہ اور اُن کی کتاب کی فضیلت منقول ہے وہ ایک مبہم سی فضیلت ہے کیونکہ ان کے قول میں کہیں بھی یہ منقول نہیں، کہ مسلم کو کس وجہ سے بخاری پر ترجیح حاصل ہے۔

مذکورہ ترجیحی وجوہات کے بعد ایک اور وجہ ترجیح کو بھی بیان کیا جاتا ہے جو امام ابو محمد بن ابی حمزہ رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ فضل عارفین میں سے بزرگوں کا کہنا ہے کہ کسی مصیبت میں اگر بخاری شریف کو ختم کیا جائے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس

① التقريب مع التدريب: ج 1 ص 91 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کی خیر و برکت کے باعث مصیبت کا ازالہ ہو جاتا ہے ایسے ہو بھی کیوں نہ کہ یہ منفرد کتاب ہے جسے منبر و قبر نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کے درمیان تحریر کیا گیا اور ہر حدیث سے پہلے دو رکعتیں پڑھی گئیں۔ اور ایسی ترجیحی بات مسلم کے متعلق نہیں کہی گئی بلکہ کرہ ارضی پر کتاب اللہ کے بعد کسی اور کتاب کے متعلق نہیں کہی گئی۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ

یہ بلند رُتبہ ملا جسے مل گیا!
ہر مدعی کیلئے دارو رسن کہاں

الصحیح اور اس کے ناقدین

امیر المومنین فی الحدیث رئیس المحدثین و فقیہ الامت امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''الجامع الصحیح'' جس کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' ہونے کا شرف حاصل ہے اور جس کی صحت پر ابنِ معین اور ابنِ المدینی جیسے کبار محدثین کی شہادت ہی کافی ہے۔ لیکن آزادی فکر جو اسلام میں ایک بہت بڑی نعمت ہے کی وجہ سے بعض محدثین نے الصحیح کی بعض احادیث کو بھی ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ اس میدان کے سب سے پہلے شہسوار ''امام ابو الحسن دار قطنی رحمہ اللہ'' ہیں۔ آپ نے صحیحین کی چند ایک احادیث پر تنقید کی اور اُنہیں ایک رسالہ کی شکل دی اور اس کا نام ''الاستدراک والتتبع'' رکھا۔

حافظ محی الدین النووی رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق حافظ ابو مسعود الدمشقی نے بھی اس پر استدراک لکھا ہے۔ ان کے بعد ابو علی الغسانی الجیانی نے بھی ''التقیید المھمل'' میں اس کی بعض احادیث پر استدراک کیا ہے اور اس میں الصحیح کے رجال پر بحث کی ہے۔ علامہ نووی نے بھی اس پر نفیس کلام کیا ہے جو قابلِ مراجعت ہے۔

بہر حال کسی حد تک ان اعتراضات کا جواب دیا جا چکا ہے جو جمیع اہل اصول سے مختلف ہونے کے سبب مردود ہیں۔ شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر نے ان جملہ اعتراضات کے جوابات کو فتح الباری کے مقدمہ ''ھدی الساری'' میں یک جا لکھ دیا ہے، اسی طرح علامہ عینی نے بھی ان مقامات پر خوب بحث کی ہے اور مدلل جوابات ذکر کیے ہیں۔ اس کے بعد متاخرین اہل الرائے نے جو الصحیح پر عامیانہ اعتراضات کیے ہیں ان کے جوابات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالسلام مبارک پوری نے ''سیرۃ بخاری'' میں خوب دیئے ہیں۔ ان تمام اعتراضات و جوابات کو بخوفِ طوالت ہم چھوڑتے ہوئے صرف امام ابوالحسن رحمہ اللہ دارقطنی کی تنقید پر مختصر تبصرہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ①

حافظ دارقطنی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب نے بخاری شریف کی بعض روایات کو محلِ تنقید ٹھہرایا ہے جس کے جواب میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان روایات میں اکثریت ایسی روایات کی ہے جو دوسرے طرق سے مذکور ہونے کے باعث موضوع کتاب کے منافی نہیں۔ ہاں اتنی سی بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ متنازعہ روایات کو وہ مقبولیت حاصل نہیں جو غیر متنازعہ کو حاصل ہے۔ حافظ ابوعمرو بن الصلاح رحمہ اللہ شرح مسلم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کی جن روایات پر تنقید کی گئی ہے وہ ان روایات کے برابر نہیں ہوسکتیں جن کی تلقی پر اجماع ہو چکا ہے۔ شیخ محی الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں ایسی روایات بھی ہیں جو شیخین کی شرط پر نہ ہوتے ہوئے ان روایات کے درجہ سے کم ہیں جو ان کی شروط کے مطابق ہیں۔ شیخ محی الدین رحمہ اللہ سے شرح بخاری کے مقدمہ میں یوں بھی منقول ہے کہ امام دارقطنی نے بخاری اور مسلم کی جن احادیث کو محلِ تنقید ٹھہرایا ہے۔ وہ بعض محدثین کے نزدیک نا قابل اعتبار ہوتے ہوئے جمہور اہلِ فقہ اور اصولیوں کے بیان کردہ ضوابط کے خلاف ہیں لیکن انصاف کی بات وہی ہے جو امام ابو عمرو بن الصلاح رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ کہ گو بعض لوگوں نے معلق روایات کے پیش نظر بھی بخاری شریف پر تنقید کی ہے لیکن یہ تنقید اس لیے نا قابل قبول ہے کہ معلق روایات کو اصل کتاب سے کوئی تعلق نہیں اسی لیے تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے معلق روایات کو بخاری شریف پر تنقید کا ذریعہ نہیں ٹھہرایا۔ اگر کوئی وجہ تنقید ہوتی تو وہ اس لحاظ سے ضرور تنقید کرتے۔

---

① بخاری اور ان کی الجامع الصحیح پر اہل الرائے کے انتقادات کا جواب علامہ مولانا محمد ابو القاسم بنارسی رحمہ اللہ نے ''دفاع صحیح بخاری'' کے نام پر بھی خوب دیا ہے جبکہ اس موضوع پر فضیلۃ الشیخ محقق العصر حضرت علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی تصانیف بالخصوص۔ ''امام بخاری رحمہ اللہ پر بعض اعتراضات کا جائزہ'' ایک شاہکار ہے جس میں متجددین کی امام بخاری اور احادیث صحیحین پر نشتر زنی کا خوب علاج کیا گیا ہے۔ فللہ در ھم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما قبل گزر چکا ہے کہ معلق روایات کا ذکر اصل کتاب میں نہیں بلکہ امام صاحب مسائل کے استنباط کی تائید کیلئے تراجم میں ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی کہ بخاری شریف کی وہ روایات جن پر تنقید کی گئی ہے۔ وہ ایک سو دس روایات ہیں جن میں سے بتیس روایات مسلم میں بھی مذکور ہیں۔ باقی ماندہ اٹھہتر روایات کی تخریج میں امام بخاری منفرد ہیں۔ خیال رہے اصحاب نقد میں امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کو کوئی کم مقام حاصل نہیں۔ لہٰذا اگر ایک جانب امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تنقید ہے تو دوسری جانب امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی تصحیح وتوثیق ہے، تو پھر ان دونوں اماموں کی تصحیح پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تنقید کو کیسے مقدم خیال کیا جا سکتا ہے، علی بن مدینی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب جو کچھ کتاب میں بیان فرماتے ہیں وہ پورے اعتماد اور وثوق سے بیان فرماتے ہیں۔ نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے خود بھی اس اعتماد کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

"ما ادخلت فی الصحیح الا بعد ان استخرت اللّٰہ تعالیٰ وصلیت رکعتین و تیقنت صحتہ"[1]

جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ اُنہوں نے اپنی کتاب کو امام ابو زرعہ رحمہ اللہ پر پیش کیا تو جس کسی روایت کے بارے میں اُنہوں نے کسی قسم کی علت کا اشارہ کیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس روایت کو کتاب سے خارج کر دیا۔ شیخین کی اتنی تحقیق و تدقیق کے بعد تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ مذکورہ روایات تنقید سے مبرا، صحیح اور قابلِ حجت ہیں۔ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال حضرات کی تنقید کے باعث صحیحین کو تلقی بالقبول میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔

جبکہ بخاری شریف کی جن روایات کو محل تنقید ٹھہرایا گیا ہے ان پر تنقید چھ طریق سے کی گئی ہے۔

---

[1] الھدی:397.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق اول

روایت کی سند میں زیادتی اور نقصان کے اختلاف کا ہونا یا کسی روایت کی ایک سند میں کسی راوی کا موجود ہونا جبکہ اس روایت کی دوسری سند میں موجود نہ ہو، تنقید کا یہ طریق اس لحاظ سے مردود ہے کہ اگر ناقص طریق کو سبب تنقید قرار دیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کوئی وجہ تنقید نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ راوی نے شیخ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ حدیث کو سنا ہو، لہٰذا سند کی زیادتی یا کمی حدیث کے لیے مضر نہ ہوگی اور اگر بخاری شریف پہ ناقد کی تنقید کا سبب وہ طریق ہے جو زائد راوی پر مشتمل ہے تو پھر دیکھا جائے گا اگر راوی ثقہ غیر مدلس ہے مگر اس کی ملاقات اور سماع مروی عنہ سے ثابت ہے تو پھر ایسے معترض کا اعتراض بالا نقطاع غیر موثر ہوگا، وہاں اگر سماع ثابت نہ ہو اور انقطاع بھی ظاہر ہو تو ایسی صورت میں جواب یہ ہوگا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے ہاں ایسی روایات کے متابع اور قرائن موجود ہیں جن سے روایت کو تقویت ملتی ہے۔ لہٰذا وہ انقطاع کوئی مضر، انقطاع نہیں رہتا ایسی روایات میں وہ روایات بھی شامل ہیں جو بصیغہ مکاتبت اور اجازت مروی ہیں لیکن ایسی روایات کا جواب اپنی جگہ بالکل واضح ہے۔ وہ یوں کہ امام صاحب رحمہ اللہ بصیغہ مکاتبت اور اجازت مروی روایات کو صحت پر مبنی قرار دیتے ہیں اور اگر معترض ایسی روایات کو صحیح قرار نہیں دیتا۔ تو یہ اس کی اپنی رائے ہے جسے امام صاحب رحمہ اللہ کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دی جاسکتی۔

طریق ثانی

تنقید کے طریق ثانی میں ان روایات پر تنقید کی گئی ہے جن کی اسناد میں رجال کا تغیر و تبدل ہے یعنی کسی ایک روایت کی سند میں ایک انسان کا موجود ہونا جبکہ اسی روایت کی دوسری سند میں کسی دوسرے انسان کا موجود ہونا، معترض اس اختلاف کو اضطراب پر مبنی قرار دیتے ہوئے ایسی روایات کو محل تنقید ٹھہراتا ہے لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے اس کا یوں ازالہ کیا جاسکتا ہے کہ راوی نے دونوں طریق سے روایت کو پایا ہو جسے امام صاحب رحمہ اللہ نے بھی دونوں طریق سے روایت کو کتاب میں بیان فرما دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر دونوں طریق ضبط اور اتقان میں متعادل نہ ہوں تو پھر ایسی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ اپنی عادت کے مطابق راجح کو ترجیح دیتے ہوئے مرجوح سے احتراز کرتے ہیں۔

طریق ثالث

اس طریق میں ان روایات کو محلِ تنقید ٹھہرایا گیا ہے جن کے متن میں بعض رواۃ نے کوئی ایسی زیادتی نقل کی ہو جسے اس سے اضبط نے بیان نہ کیا ہو۔ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ آیا وہ زیادتی منافات کو مستلزم ہے یا نہیں۔ غیر منافی ہونے کی صورت میں اسے ایک مستقل حدیث کا مقام حاصل ہوگا اور منافات کی صورت میں اگر تطبیق ممکن ہو تو فبھا ونعمت۔ ہاں تطبیق کے ناممکن ہونے پر معاملہ قدرے مشکل ہوگا اور ایسی تعلیل اپنی جگہ پر موثر ہوگی۔ لیکن ایسی صورت کتاب میں کوئی ایک آدھ ہی ہوگی۔ جس کا جواب امام صاحب رحمہ اللہ کی جانب سے یوں دیا جا سکتا ہے کہ ان کی تحقیق میں مذکورہ منافات کوئی موثر منافات نہیں۔

طریق رابع

طریق رابع تنقید کا ایسی روایات کے متعلق ہے جن کے بیان کرنے میں ضعیف رواۃ منفرد ہیں۔ لیکن یاد رکھیے اس قسم کی روایات بخاری شریف میں نہایت ہی قلیل ہیں اور ان میں بھی متابعت کے پیشِ نظر اتنی تقویت موجود ہے جس کے باعث ان کا کتاب میں ذکر کرنا امام صاحب کی تحقیق میں غیر مناسب نہیں۔

طریق خامس

تنقید کے اس طریق کی زد میں وہ روایات آتی ہیں جن کے متون کے الفاظ کی تعیین میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اس قسم کی روایات میں بھی تطبیق اور ترجیح ممکن ہے۔ لہٰذا یہ اختلاف ایسی روایات کے ذکر کرنے سے مانع نہیں ہے۔ حتیٰ کہ امام دارقطنی نے اس قسم کی ایک روایت کو بھی اپنی تنقید میں محلِ تنقید نہیں ٹھہرایا۔ اگر کوئی یہ صورت تنقید کی مضبوط صورت ہوتی تو وہ اسے ضرور بیان فرماتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق سادس

اس طریق میں وہ روایات داخل ہیں جن کے رواۃ پر وہم کا الزام عائد ہوتا ہے خیال رہے کبھی وہم قدح میں موثر ہوتا ہے اور کبھی غیر موثر، بخاری شریف میں جن روایات پر تنقید کی گئی ہے وہ غیر موثر وہم سے تعلق رکھتی ہیں۔[1]

طعن فی الرجال

بعض حضرات نے ''الجامع الصحیح'' کے چند رواۃ کو ضبط وغفلت کے اعتبار سے بھی مطعون قرار دیا ہے جس کا تفصیل سے قبل اجمالاً یوں جواب دیا جا سکتا ہے کہ ہر منصف مزاج شخص سمجھتا ہے کہ شیخین نے صحیحین میں جن تین طبقات کی روایات بیان فرمائی ہیں ان کے رجال عدالت وثقاہت، ضبط واتقان اور عدمِ غفلت میں معتبر ہیں۔لہٰذا بخاری شریف کے کسی راوی پر اس قسم کا طعن غیر مناسب ہے خصوصاً جبکہ جمہور ائمہ عظام کا ان دونوں کتابوں کے تسمیہ بصحیحین پر اتفاق ہے۔ ہاں متابعات وشواہد نیز تعلیقات میں جو روایات امام صاحب رحمہ اللہ لائے ہیں ان کے رجال میں ضبط وغفلت کے اعتبار سے تفاوت ہوسکتا ہے تاہم ان کے رجال صدق سے عاری نہیں۔ لہٰذا طاعن کا طعن امام صاحب رحمہ اللہ کی تعدیل کے مقابلہ میں قابلِ قبول نہ ہوگا۔حتیٰ کہ شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ المقدسی کا کہنا ہے کہ امام بخاری جس راوی کو بھی اپنی کتاب میں بیان فرماتے ہیں وہ قابلِ اعتبار ہی ہوسکتا ہے لہٰذا طعن غیر مقبول ہوگا۔

معترض کے اعتراض کا تفصیلاً جواب یوں ہوگا کہ کسی طاعن کا طعن اس وقت تک مقبول نہیں ہوسکتا جب تک طعن وجرح کا سبب واضح نہ ہو۔ خیال رہے کہ محدثینِ کرام کے ہاں طعن وجرح کا دارومدار پانچ اسباب پر ہے۔

① بدعت ② مخالفت ③ غلطی ④ جہالت الحال ⑤ سند کا انقطاع

① ان اسباب میں سے جب کوئی سبب کسی راوی میں موجود ہوگا تو اس کے مطعون

---

① تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو هدی الساری ص 346.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کوئی شک نہ ہوگا۔ لہٰذا روایت درجہ صحت پر نہ ہوگی۔ لیکن بخاری شریف کے رواۃ میں ان اسباب میں سے کوئی بھی واضح سبب موجود نہیں کیونکہ بدعت سے متصف شخص یا تو کسی ایسی بدعت میں مبتلا ہوگا جو جمیع ائمہ کرام کے ہاں موجب کفر ہو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خدا کے حلول کا قائل ہونا یا قیامت سے قبل ان کا دنیا کی طرف رجوع کرنا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس قسم کے غالی بدعتیوں سے کوئی روایت صحیح بخاری میں موجود نہیں۔ لیکن بدعت کی وہ صورت جو درجہ کفر تک تو نہیں، لیکن اہلِ سنت کے اُصولوں سے مخالفت کے باعث درجہ فسق پر ہے۔ اگر ایسے بدعتی کے پاس اپنی بدعت پر کوئی جائز تاویل موجود ہے تو ایسے شخص کی حدیث کے بارے اہلِ سنت کا اختلاف ہے۔ آیا اس کی روایت مقبول ہوگی یا مردود یا پھر موقوف؟ محدثین کی رائے یہ ہے کہ اگر اس کی حدیث اپنی بدعت کی تائید میں ہوگی تو مردود، بصورتِ دیگر مقبول۔

② طعن کے دوسرے سبب، مخالفت کی صورت یہ ہے کہ کوئی حافظ و صادق راوی اپنے سے احفظ اور اصدق و اضبط کی یوں مخالفت کرے کہ اُن کی بیان کردہ روایات میں محدثین کے اصولوں پر جمع و توفیق ممکن نہ ہو، صحیح بخاری میں اس قسم کی بھی کوئی واضح صورت موجود نہیں۔

③ غلطی کی بھی یہی صورت ہے کہ یا تو راوی کثیر الغلط ہوگا یا پھر قلیل الغلط، اگر ایسے رواۃ کی بیان کردہ روایت کسی دوسرے طریق پر موجود ہے تو پھر یہ غلطی کوئی ایسا سبب نہیں ہے جسے نظر انداز نہ کیا جا سکے۔ اور اگر وہ روایت کسی دوسرے طریق پر مذکور نہیں تو پھر ایسی روایت پر راوی کے مطعون ہونے کے بعد صحت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا لیکن ایسی کوئی روایت صحیح بخاری میں موجود نہیں۔ لہٰذا بخاری شریف پر یہ طعن غلط ہے۔

④ جہالت کی صورت میں تو جواب بالکل ہی واضح ہے کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی جمیع شرائط کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ راوی سب ہی کے سب معروف اور متصف بعدالت ہوں۔ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کتاب میں فلاں فلاں راوی مجہول الحال، غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف ہے تو یہ دراصل ایک ایسا دعویٰ ہے جو امام صاحب رحمہ اللہ سے منازعت پر مبنی ہے اور ایسی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ کے نظریہ کو ہی ترجیح ہوگی۔

⑤ بخاری شریف میں امام صاحب رحمہ اللہ کی شرطِ اتصال کے باعث کسی سند میں انقطاع کا دعویٰ بھی مردود اور غیر مقبول ہوگا۔ طعن کی ان پانچ مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی معقول انداز پر کتاب میں موجود نہیں۔ بعض لوگوں نے بعض سے اختلاف فی العقائد کے باعث اختلاف کیا ہے ایسے ہی متورعین و متصوفین کی ایک جماعت نے ایسے لوگوں کی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے جنہیں امورِ دُنیا میں کچھ دخل ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اگر راوی متصف بالصدق والضبط ہے تو یہ طعن اور تضعیف بے اثر ہے کیونکہ عقیدہ کا یہ اختلاف اور دنیا کے امور سے تعلق روایت کی صحت اور توثیق کے لیے ضروری نہیں، بشرطیکہ عقیدہ محدثین کے بیان کردہ اتفاقی قواعد کے خلاف نہ ہو۔[1]

تراجم الصحیح

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ''فقہ البخاری فی تراجمہ'' چنانچہ ان تراجم سے وہی شخص استفادہ کرسکتا ہے جسے اللہ کریم کی طرف سے عقلِ سلیم اور فہمِ ثاقب کا وافر حصہ ملا ہو بلا شبہ امام بخاری نے تراجمِ ابواب قائم کر کے فقہ اسلامی اور استنباط مسائل کے اصول قائم دیئے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابنِ خلدون رحمہ اللہ اس تاثر کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وكذلك يحتاج الى امعان النظر فى التفقه فى التراجم يترجم الترجمة ويورد فيها الحديث بسند او بطريق ثم يترجم اخرى ويورد فيها ذلك الحديث بعينه لما تضمنه من المعنى الذى ترجم به الباب، وكذلك فى ترجمة و ترجمة الى ان يتكرر الحديث فى ابواب متفرقة يحسب معانيه واختلافها''[2]

---

[1] هدى الساري: ص 384. [2] مقدمه ابن خلدون: ج1، ص 474.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی الجامع الصحیح کے تراجم سے فائدہ اُٹھانے اور ان کو سمجھنے کے لیے بڑی دقت نظر اور بصیرت کی ضرورت ہے کیونکہ بسا اوقات امام صاحب ترجمۃ الباب قائم کر کے اس میں ایک سند سے حدیث لاتے تو پھر دوسرا ترجمہ قائم کر کے وہی حدیث بالکل اسی طرح لے آتے ہیں کیونکہ حدیث اس ترجمہ میں مذکور مفہوم کو بھی متضمن ہوتی ہے اسی طرح مختلف تراجم کے تحت مختلف ابواب میں ایک ہی حدیث متعدد و معانی اور مختلف مفاہیم کے پیش نظر مکرر لاتے ہیں۔

چنانچہ کہیں تو حدیث سے استنباط میں عبارۃ النص سے کام لیتے ہیں اور کہیں دلالت النص سے بلکہ آپ نے مصالح عباد کو بھی نظر انداز نہیں کیا تاکہ کوئی گوشہ بھی چھوٹنے نہ پائے یہاں پر جملہ ابواب پر تو بحث نہیں کی جا سکتی تاہم چند ایک ابواب کی نشاندہی ضروری سمجھتے ہیں تاکہ صورتِ حال واضح ہو جائے۔

چنانچہ الجامع الصحیح پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تراجم میں کچھ ظاہر اور کچھ خفی ہیں۔ اس میں ظاہر جو اپنے مضامین میں ظاہر اور واضح ہیں۔ وہ تو بہر حال واضح ہی ہیں لیکن جو تراجم خفی ہیں ان کا بیان قدرے ضروری ہے جن کی کئی ایک صورتیں ہیں مثلاً:

① کبھی ترجمۃ الباب بعینہ مترجم لہٗ (روایت) کے الفاظ کے مطابق ہوگا جیسے:
''باب من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' یا اسی طرح ''باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع'' وغیرہ متعدد ابواب مثال کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں جو بعینہ مترجم لہ روایت کے مطابق ہیں۔

② کبھی ترجمہ الفاظ حدیث کے مطابق تو نہیں ہوتا لیکن اس کے معنی و مفہوم کے مطابق ہوگا جیسے ''باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں۔ ''قال النبی ﷺ لاحسد الافی اثنین'' اس سے مقصود اس امر کی وضاحت ہے کہ حسد سے مراد اغتباط ہے جو حسد سے مختلف ہے۔
ترجمۃ الباب کی یہ صورت محققین کے نزدیک یا تو اس لیے ہے کہ ترجمہ کے الفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک معنی سے زیادہ کا احتمال ہے جس میں ماتحت روایت سے کسی ایک معنی کی تعیین مطلوب ہوتی ہے یا حدیث میں سے کسی ایک احتمال کی ترجمۃ الباب کے ساتھ تعیین مقصود ہے۔ تراجم کی یہ قسم فہم کے اعتبار سے بظاہر کافی مشکل ہے۔

③ اور اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ امام صاحب کو اپنی شرائط کے مطابق روایت نہ ملی تو پھر کسی ایسی روایت کے الفاظ یا معنی کو ترجمۃ الباب میں نقل کر دیا۔ جو اپنی شروط کے مطابق تو نہیں لیکن نفس الامر میں وہ روایت صحیح اور قابل حجت ہے یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے تراجم سے امام صاحب کی اصل غرض ذہنوں کو تیز کرنا ہے کہ آیا تلامذہ ایسے تراجم کے مطابق کسی روایت پر نظر رکھتے ہیں یا نہیں۔ جہاں کہیں امام صاحب صرف ''باب'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں تو وہ بھی اسی قبیل سے ہوتا ہے کہ ''تشحیذ الاذھان'' یعنی طلبہ اپنی استعداد سے کام لیتے ہوئے مذکورہ روایت پر خود ترجمہ قائم کریں کہ اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔

④ بخاری شریف میں ایسے تراجم کی تعداد بھی کافی ہے جن کو امام صاحب بصیغہ استفہام نقل کرتے ہیں جن سے کسی ایک احتمال کے متعلق جزم معلوم نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی ایسے مقامات میں اصل مراد بھی یہی ہو کہ جزم (یقین) تو نہیں البتہ احتمال ضرور ہے غور وخوض کرنے والا انسان اگر کسی ایک احتمال کے نتیجہ پر پہنچنا چاہے تو اس کے لیے گنجائش ہے یوں بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں احتمال آپس میں یوں متعارض ہوں کہ کسی ایک کی تعین کی بجائے توقف ہی بہتر ہو۔ لہٰذا ترجمۃ الباب میں تو دونوں احتمال ہو سکتے ہیں لیکن ماتحت روایت سے امام صاحب نے کسی ایک احتمال کا اثبات یا اس کی نفی کی ہو۔ بصیغہ استفہام لائے گئے ابواب میں سے بطور مثال ''ھل یدخل الجنب یدہ فی الاناء قبل ان یغسلھا'' کو ذکر کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح ''باب ھل یقال مسجد بنی فلان'' وغیرہ۔

⑤ بسا اوقات ایسے تراجم بھی امام صاحب رحمہ اللہ لاتے ہیں جن کا بظاہر فائدہ کم ہی نظر آتا ہے جیسے ''قول الرجل ما صلینا'' اور ''قول الرجل فاتتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوٰۃ'' کے تراجم سے ظاہر ہے لیکن متأمل انسان جب غور کرتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ایسے تراجم سے اصل غرض امام صاحب رحمہ اللہ کی ان لوگوں کی تردید ہے جو (ماصلینا اور مافاتتنا الصلوٰۃ) کے اطلاق کو مکروہ جانتے ہیں لہٰذا اس قسم کے ابواب متأمل و متعمل انسان کے ہاں نہایت ہی مفید ہوں گے۔

⑥ ایسے تراجم بھی موجود ہیں جن سے بادی الرای کے ہاں تو کوئی فائدہ نہیں لیکن کسی مخصوص واقعہ سے تعلق کے پیش نظر وہ مفید ہے مثلاً ''استیاک الامام بحضرۃ الرعیۃ'' کا ترجمہ بظاہر تو مفید معلوم نہیں ہوتا لیکن ایسے لوگوں کی تردید اس سے ضرور ہوتی ہے جو مسواک پوشیدہ طور پر کرنے (کہ شاید لوگوں کے سامنے مسواک کرنا بھی ریا و نمود سے ہے) کے وہم میں مبتلا ہیں۔

⑦ کبھی کبھی امام صاحب ترجمۃ الباب کے کلمات کسی ایسی روایت سے لاتے ہیں جو آپ کی شرط کے مطابق تو نہیں ہوتے۔ لیکن اس کے قابل حجت ہونے کی طرف اشارہ مطلوب ہوتا ہے۔ اس قسم کے تراجم کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ ایک آدھ آیت کریمہ بھی نقل کرتے ہیں جس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ ترجمۃ الباب میں بیان کردہ فقہی مسئلہ صحیح ہے گو اس کے مطابق حسب شرائط روایت موجود نہیں ہے۔

⑧ اور کبھی حدیث کے ایک حصہ کو ذکر کرتے ہیں اور اس کے متعلقہ مسئلہ پر باب ذکر کرتے ہیں مثلاً ''باب ماجاء انما الاعمال بالنیۃ'' میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

''اذا انفق الرجل علی اھلہ یحبھا فھی لہ صدقۃ''

یہاں پر اعمال کا وارد مدار نیت پر ثابت کرنے کیلئے اس حدیث کے اس جملہ پر اکتفا کیا ہے اور پھر اسی روایت کو باب فضل النفقۃ میں لائے ہیں جس پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''وانما ادخل قولہ والحسبۃ بین الجملتین للا شارۃ الی ان الثانیۃ تفید مالا تفید الاولیٰ''[1]

---

[1] الفتح: ج1 ص 135.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا ایک حدیث سے جب متعدد مسائل ثابت ہوں تو اس پر علیحدہ علیحدہ باب ذکر کرتے ہیں۔

فائدہ

علامہ ناصر الدین نے اس قسم کے تراجم کی تعداد چار سو کے قریب بیان فرمائی ہے۔ علامہ محمد بن منصور نے ایسے تراجم کی تعداد ایک سو کے قریب تحریر فرمائی ہے بہرحال ''الصحیح'' کا مطالعہ کرنے سے ان اقسام پر مشتمل ابواب کا کافی ذخیرہ جمع کیا جا سکتا ہے۔

فقہ البخاری

امام بخاری رحمہ اللہ اگر چہ ائمہ اربعہ کے بعد اور متاخر ہیں لیکن مسائل کے استنباط کے اعتبار سے ان سے پیچھے نہیں رہے۔ اور امام صاحب موصوف کی اس قابلیت کا اعتراف تو آپ کے شیوخ و معاصرین سبھی کو تھا کہ آپ فقہ و اجتہاد میں بہت بالا مقام رکھتے ہیں آپ کے اُستاد محمد بن بشار فرماتے ہیں۔

''ھو افقه اهل زماننا''

آپ ہمارے زمانہ میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔

بلکہ جب امام بخاری بصرہ تشریف لائے تو محمد بن بشار نے فرمایا:

''دخل اليوم سيد الفقهاء''

آج فقہاء کے سردار تشریف لائے ہیں۔

امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں:

''ھو الا مام الفقيه المحدث''

آپ امام اور فقیہ و محدث ہیں۔

امام داری سے فرماتے ہیں:

''انی رایت العلماء بالحرمین والحجاز والشام والعراق فما رایت فيهم اجمع من محمد بن اسماعيل هو اعلمنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وافقهناو اکثرنا طلبا"

میں نے حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) حجاز، شام اور عراق کے علماء کو دیکھا ہے مگر ان میں محمد بن اسماعیل بخاری سے جامع الصفات کسی کو نہیں پایا، کہ وہ ہم سب سے زیادہ عالم، سب سے بڑے فقیہ اور طلب حدیث ہم سب سے آگے تھے۔

بعینہ اسی طرح حافظ سلیم بن مجاہد فرماتے ہیں:

"مارایت بعینی سنة افقه ولااورع ولا ازهدمن محمد بن اسماعیل"

میں نے اپنی آنکھوں سے محمد بن اسماعیل سے زیادہ فقیہ، متقی اور زاہد کسی کو نہیں دیکھا۔

صالح بن جزرۃ کہتے ہیں:

"مارایت خراسانیا، افهم من محمد بن اسماعیل"

میں نے امام بخاری سے بڑھ کر خراسان میں کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

ابواسحاق السرماری کہتے ہیں:

"من اراد ان ینظر الی فقیه بحقه و صدقه فلینظر الی محمد بن اسماعیل"

جو حقیقت اور سچائی سے کوئی فقیہ دیکھنا چاہے تو وہ محمد بن اسماعیل بخاری کو دیکھ لے۔

امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں:

"فلو کان فی زمن الحسن لاحتاج الیه الناس لمعرفة الحدیث وفقهه"

یعنی اگر امام بخاری امام حسن بصری کے دور میں ہوتے تو لوگ حدیث اور اس کی فقہ میں اُن کی معرفت کی بنا پر (حدیث اور اُس کی فقہ کے لیے) امام بخاری کی طرف رجوع کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن حجر اپنے تبصرہ میں فرماتے ہیں خراسان نے تین آدمی پیدا کیے ہیں ان میں سے امام بخاری۔

"وھوابصر ھم واعلمھم بالحدیث وافقھم"

سب سے زیادہ صاحب بصیرت، حدیث کے عالم اور زیادہ فقیہ تھے۔

یعقوب بن ابراہیم الدورقی اور نعیم بن حماد الخزاعی کہتے ہیں:

"محمدبن اسماعیل البخاری فقیہ ھذہ الامۃ"[1]

محمد بن اسماعیل بخاری اس امت کے فقیہ ہیں۔

اس قسم کے اور بھی متعدد اقوال ہیں جن میں سے کچھ پہلے بھی گزر چکے ہیں جن سے امام بخاری کی فقاہت کا علم ہوتا ہے۔ تاہم ان جملہ اقوال سے قطع نظر اگر آج بھی اس علمی دور میں صحیح بخاری کو بنظر عمیق دیکھا جائے تو اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ واجتہاد ایک معیاری حیثیت رکھتی ہے۔ مثلاً آپ صحیح بخاری ج 1 ص 173 "باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خولۃ" کے تحت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

"کان رسول اللّٰہ ﷺ یعود نی عام حجۃ الوداع من وجع اشتدبی..... لکن البائس سعد بن خولۃ یرثی لہ رسول اللّٰہ ﷺ اَن مات بمکۃ"

ترجمہ الباب کے تحت حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فوت ہو جانے پر اظہار افسوس فرمایا۔ امام بخاری نے اس ایک حدیث سے نو مسائل کا استنباط کیا ہے۔ دیکھئے: ص 13، ص 382، ص 384، ص 805، ص 846، ص 943، ص 997۔ اسی طرح "باب عظۃ النساء" میں ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے یوں نقل کی ہے۔

---

[1] جملہ اقوال کے لیے دیکھیں، تاریخ بغداد: ج 2 ص 28، تاریخ دمشق: ج 28 ص 381-384، السیر: ج 12 ص 417-422.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان النبی ﷺ خرج ومعه بلال فظن انه لم یسمع النساء فو عظهن وامر هن بالصدقة فجعل المراة تلقی القرط والخاتم وبلال رضی اللہ عنہ یا خذفی طرف ثوبه"

اس روایت سے امام صاحب نے کم وبیش چودہ مقامات پر علیحدہ علیحدہ مسائل کا استنباط کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں: باب وضوء الصبیان، ومتی یجب علیهم الغسل والطهور و حضورهم الجماعة والعیدین والجنائز،ص 119۔ باب الخطبة بعد العید،ص31۔ و باب موعظة الامام النساء یوم العید،ص 133۔ وباب العلم بالمصلیٰ،ص 134۔ و باب الصلٰوةقیل العید و بعدها، ص 135۔وباب التحریض علی الصدقة والشفاعة فیها، ص 194۔ و باب العرض فی الزاکٰوة، ص 195۔ و باب الذین لم یبلغوا الحلم، ص 789۔ وباب الخاتم للنساء ص،874،وباب خروج الصبیان الی المصلی ص، 1331"

اسی طرح الجامع الصحیح میں تمام ابواب واستنباط مسائل کی منہ بولتی دلیل ہیں۔[1]

جیسا کہ علماء کا مشہور مقولہ ہے" فقه البخاری فی تراجمه "اس کے پیش نظر علامہ نووی فرماتے ہیں۔

"ان البخاری کانت له الغایة الموهبة التمکن فی انواع علوم الحدیث واستنباط اللطائف فلا یکاد احد یقاریه فیها وقد شهد له اعلام المحدثین من شیوخه وغیر هم واذا نظرت فی کتابه جزمت بذالك لاشك لیس مقصوده الاقتصار علی الحدیث فیکثرالمتون بل مراده الاستنباط منها"[2]

---

[1] ایسے ابواب کی نشاندہی کے لیے ھدی الساری ملاحظہ فرمایئے۔

[2] البخاری محدثا و فقیها: ص 177.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کو علوم الحدیث کی جملہ انواع و اقسام اور استنباط مسائل میں انتہاء درجہ کی صلاحیت ودیعت کی گئی تھی اور اس پہلو میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا جس کی شہادت آپ کے اساتذہ اور دیگر بلند پایہ محدثین نے بھی دی ہے۔ چنانچہ جب آپ کی کتاب ''الجامع الصحیح'' کو دیکھیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ آپ کا مقصد صرف احادیث کو جمع کرنا ہی نہیں تھا بلکہ ان سے مسائل کا استخراج اور استنباط بھی ہے۔

فقہ اہلحدیث اور فقہ اہل الرائے میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ فقہاء محدثین قرآن حکیم اور احادیث رسول ﷺ کے سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ''حجۃ اللہ'' میں اس موضوع پر مفصل لکھا ہے۔

خدا غارت کرے مذہبی تعصب کو جس کے ہاتھوں کھیلتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت کو کوسا گیا، اور اس قسم کے الزام دیئے گئے جو محض تعصب کا شاخسانہ ہیں۔ مثلاً کسی نے یہ کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دو بچے ایک بکری کا دودھ پی لیں تو رضاعت ثابت ہو جاتی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا کسی مورخ یا تذکرہ نویسوں میں سے بھی کسی نے اس کی طرف اشارہ تک بھی کیا ہے؟ تو اس کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے تو لازماً یہ کرم فرمائی ان ہی بزرگوں کی ہوگی۔ خصوصاً جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام شافعی کے متعلق طرح طرح کی جھوٹی روایتیں گھڑ کر انہیں بدنام کرنا چاہا۔ لہٰذا جب اس گھر کی حالت ہی یہ ہے تو پھر امام بخاری کے متعلق ان کی یہ بات کیونکر قبول کی جا سکتی ہے اور جب مزید اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اہل الرائے میں ابوحفص الکبیر اور پھر صاحب ''العنایۃ'' نے اس قصہ کا تذکرہ کیا ہے اور یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق ملا علی قاری اور ملا عبدالحی لکھنوی نے جا بجا صراحت کی ہے کہ ان کی نقل کردہ احادیث قطعاً معتبر نہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کی نسبت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ''قولہ مردود علیٰ صاحبہ'' علامہ لکھنوی رحمہ اللہ اس حکایت کے بارے میں رقمطراز ہیں:۔

''وھی حکایۃ مشھورۃ فی کتب اصحابنا ذکرھا ایضا صاحب العنایۃ وغیرہ من شراح الھدایۃ لکن استبعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوعها بالنسبة الى جلالة قدرالبخاری ودقة فهمه وسعة نظره و غور فکره مما لا یخفی من انتفع بصحیحة و علی تقدیر صحتها فالبشر یحظی"[1]

ہمارے احناف کی کتابوں میں یہ حکایت مشہور ہے اور صاحب عنایہ نے بھی اسے ذکر کیا ہے مگر میرے نزدیک امام بخاری کی جلالتِ قدر، ان کی دقت فہم وفراست، ژرف نگاہی اور بصیرت کے پیش نظر اس حکایت کا وقوع ممکن نہیں اور جس نے بھی امام بخاری کی الجامع الصحیح کا مطالعہ کیا اس سے یہ حقیقت مخفی نہیں اور اگر بفرض محال یہ حکایت درست بھی ہو تو کوئی انسان بھی غلطی سے معصوم نہیں۔

ہمیں اس بات سے قطعاً بحث نہیں کہ آیا مجتہد غلطی کر سکتا ہے یا وہ معصوم ہے؟ لیکن وہ کون صاحب اجتہاد ایسے ہیں جن پر اعتراض نہیں ہو سکتا یا نہیں ہوا؟ لیجئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقاہت تو مذکور الصدر قول کہنے والے کو بھی مسلم ہے لیکن اس کے باوجود امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ نے صفت استدلال واجتہاد میں غلطی کی بنا پر اپنے استاد سے دو تہائی مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ اگر اس سے مقامِ فقاہت پر حرف آتا ہے تو سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کو اس مقام سے معزول کر دینا چاہیے۔

ہمارے سامنے اس وقت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی کی کتاب "حدائق حنفیہ" ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ پر جو رکیک حملے کیے گئے ہیں آیئے ذرا ان کا تجزیہ کریں کہ کس حد تک اخلاص اور صحت پر مبنی ہیں۔ اُنہوں نے تو امام بخاری پر عدم فقاہت کا لیبل لگا دیا ہے ان کو شکوہ یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ایسے مقام ہیں جہاں احادیث کی ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں ہے چند ایک بطور مثال دیکھیے۔ صاحبِ حدائق لکھتے ہیں کہ:

"باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان" کے تحت دو حدیثیں لائے ہیں۔

---

[1] الفوائد البهیه: ص 18.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابن سیر ین قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ اھبنا من قبل انس اومن قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرة من احب الیٰ من الدنیا وما فیھا"۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔

"ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما حلق رأسہ کان ابو طلحة اول من اخذ من شعرة"

ان دونوں احادیث کی ترجمۃ الباب سے کسی طرح بھی مناسبت نہیں۔ پھر اسکی تائید تیسیر القاری سے ذکر کی ہے (جو مولانا نور الحق بن مولانا عبدالحق دہلوی کی تالیف ہے)۔ لیکن معترض نے کچھ جلد بازی سے کام لیا ہے حالانکہ مفہوم بالکل واضح ہے امام بخاری اس باب سے پہلے حضرت عطاء بن ابی ریاح (جو امام ابوحنیفہ کے ممدوح ہیں) کا اثر ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

"انہ کان لایری بہ باسآلا یتخذمنھا الخیوط والحبال"

امام ابن اسحاق نے اخبار مکہ میں اس اثر کو بسند صحیح موصول ذکر کیا ہے الفاظ یہ ہیں۔

"انہ کان لایری باسا بالانتفاع بشعور الناس التی تحلق"[1]

اس کے بعد مذکورہ بالا دو احادیث لائے ہیں جن سے انسان کا اپنے بالوں کا بلا کراہت اپنے پاس رکھنا ثابت ہوتا ہے۔ امام بخاری کا استدلال یوں ہے کہ اگر انسان کے بال پاک نہ ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے بال اپنے پاس محفوظ نہ رکھتے۔ اور حضرت عطاء بالوں سے انتفاع کو جائز قرار نہ دیتے لہٰذا جب بال پاک ہیں تو اگر وہ پانی میں گر جائیں تو وہ پانی پلید نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسی پاک چیز کے گر جانے سے پانی پلید نہیں ہوگا۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر فرماتے ہیں:

---

[1] فتح الباری: ص 272 ج 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وجه الدلالة منه على ترجمة ان الشعر طاهر والالما حفظوه ولا تمنى عبيدة ان يكون عنده شعرة واحدة منه واذا كان طاهرا فالماء الذى يغسل به طاهرٌ"①

اندازہ لگایئے کس قدر صاف بات ہے جسے معترض نہیں سمجھ سکے اور امام بخاری کی فقہات کو ہدفِ طعن بنا ڈالا۔ ولنعم ما قيل۔

" وعين السخط تبدى المساويا"

② مولانا موصوف نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ "باب فضل صلوٰة الفجر فى الجماعة" کے تحت امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں۔

"قال النبى ﷺ اعظم الناس اجرافى الصلٰوة ابعد هم فابعد هم ممشى والذى ينتظر الصلٰوة حتى يصليها مع امام اعظم اجرامن الذى يصلى ثم ينام" الحديث

اس حدیث میں صلوٰۃ الفجر کا ذکر نہیں بلکہ بظاہر حدیث صلوٰۃ عشاء کی فضیلت سے متعلق ہے لیکن یہ اعتراض بھی ظاہر بینی اور نارسائی کی غمازی کرتا ہے بات یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال بطریقِ اولویت کے کیا ہے کہ جب ثواب میں زیادتی کا سبب انتظار صلوٰۃ کی وجہ سے نیند کو چھوڑنا ہے اور جاگنے کی مشقت برداشت کرتا ہے تو صبح کی نماز میں یہ سبب بدرجہ اولیٰ ہے کیونکہ کچھ دیر کے لیے نیند کو مؤخر کرنا نسبتاً صبح کی نماز کے لیے بیدار ہونے سے زیادہ آسان ہے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی مطابقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد علم ان افضل الاعمال احمز ها فكل صلاة توجد فيها المشقة من حيث بعد الممشى فهى اعظم اجرا وافضل من الصلاة التى لا يوجد فيها ذلك فينتج من ذلك ان صلاة

① فتح البارى: ص 274 ج 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفجراذا كان فيها بعد الممشى مع كونه عقيب النوم الذى فيه راحة للبدن مع مصادفة الظلمة احياناتكون اعظم اجراوافضل من غيرها فبهذه الحيثية طابق هذا الحديث الترجمة"

بلاشبہ معلوم ہے کہ سب سے بہتر عمل وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو تو جس نماز میں بھی زیادہ مسافت کی بنا پر مشقت ہوگی وہ اجر میں بھی زیادہ ہوگی اور ایسی نماز سے افضل بھی جس میں ایسی مشقت نہ ہو۔ چنانچہ جب نماز فجر میں بعد مسافت کے ساتھ۔۔۔۔۔ اور آرام کے بعد ہونے کی بنا پر مشکل بھی ہے بلکہ اضافی طور پر اندھیرے میں آنا بھی باعث صعوبت ہے پھر یہ دوسری نماز (عشاء وغیرہ) سے زیادہ باعث اجر اور فضیلت میں اعلیٰ ہوگی بایں صورت حدیث بالکل ترجمۃ الباب کے موافق ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں بعض شارحین کا اس حدیث کو ترجمہ کے مطابق نہ ماننا دل میں حسد کی آگ کا مظہر ہے چنانچہ الفاظ ہیں:۔

"ولا يحتاج الى مااكثره بعض الشراح من كلام فيه مافيه من حرارة فى القلب من الحسد"[1]

④ ایک اعتراض موصوف کو "باب صلاة القاعد بالا يماء" کے تحت کرنا پڑا۔ کہ سید الفقہاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث "من صل قائما فهو افضل و من صلى قاعدافله نصف اجرا لقائم و من صلى نائما فله نصف اجر القاعد" لائے ہیں۔

لیکن حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس سے کنایۃ بھی ترجمۃ الباب کی طرف ایماء ہوتا ہو یعنی بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے اشارہ کا ذکر ہو۔ اور طرفہ یہ ہے کہ مولف رحمہ اللہ نے اسے "باب صلاة القاعد" میں بھی ذکر کیا ہے۔

حالانکہ بات بالکل واضح ہے۔ بہر حال بشری تقاضا ہے یہ لغزش نہ ہوتی اگر موصوف

---

[1] عمدة القارى: ج5، ص 247 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کے تشریحی الفاظ ''نائما عندی مضطجعا ھٰھنا'' دیکھ لیتے۔ یہ تصریح نہ بھی ہوتی تو بھی سیاق و سباق کے مطابق نائما کا معنیٰ یہاں مضطجعاً کا ہے۔ استدلال یوں ہے کہ جب لیٹ کر نماز پڑھے گا تو اشارہ کرے گا اس طرح اگر کوئی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے لیکن رکوع و سجود سے قاصر ہے تو وہ بالاولیٰ اشارہ سے نماز ادا کر سکتا ہے۔ واللہ الموفق۔

یہ ہیں وہ چند امثلہ جن میں ''فاضل مصنف'' نے بڑے شدومد سے یہ ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے کہ ان میں احادیث ترجمۃ الباب کے موافق نہیں۔ ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ کہاں تک مبنی برصداقت ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہم نے جب ان جملہ ابواب پر غور کیا جن پر ''موصوف'' نے اپنی کوتاہ نظری کے سبب اعتراض کیا ہے تو ہمیں کوئی بھی ایسی مثال نہ مل سکی جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے تو ابتداہی سے ان ابواب پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اگر کوئی اپنی کم ظرفی و کوتاہ بینی یا تعصب کی بنا پر اس کی طرف التفات نہ کرے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ مولانا موصوف کی امانت و دیانت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے جو اُنہوں نے ص 87 پر یہ کہا ہے کہ: ''علامہ نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ کی چھٹی فصل میں صحیح مسلم کو ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے۔''

''بخلاف بخاری کے کہ اُنہوں نے ان وجوہ مختلفہ کو ابواب متفرقہ متباعدہ میں ذکر کیا ہے۔ اور بہت سی باتیں غیر اس باب میں بیان کی ہیں جس میں ان کا بیان کرنا قریب الفہم اور اولیٰ تھا۔''

مقدمہ شرح مسلم ہمارے سامنے ہے اس کی عبارت نقل کر دینا ہی اس کی تردید کے لیے کافی ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وبخلاف البخاری فانه یذکر الوجوه المختلفة فی ابواب المتفرقة فتبا عده وکثیر منها یذکر فی غیر بابه الّذی یسبق الیه الفهم انه اولی به وذالك لدقیقه یفهمها البخاری منه"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر صاحبِ عقل سلیم غیر متعصب بھی سمجھے گا کہ علامہ نووی رحمہ اللہ سید الفقہاء امام بخاری کی دقتِ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بچارے فاضل اس سے کچھ اور ہی مطلب لے رہے ہیں۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بات تو بنائی تھی بہت خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

بلکہ اس سے قبل ہم امام نووی رحمہ اللہ کی وہ عبارت بھی لکھ آئے ہیں جس میں اُنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ان کی دقتِ نظر کے پیشِ نظر نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے کاش موصوف علامہ نووی کے ان الفاظ کو نظر انداز نہ کرتے۔

''ذالك لد قيقه يفهمها البخاری'' واللّٰه الموفق[1]

کیا امام بخاری رحمہ اللہ مقلد تھے؟

بعض لوگوں کو امام بخاری رحمہ اللہ کے ان مسائل کے پیشِ نظر جن میں امام صاحب نے کسی دوسری شخصیت کی رائے اور ان کے مسلک سے موافقت کی ہے، یہ شبہ ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ مقلد تھے۔ لیکن نہیں، جس طرح کسی عالم کا اپنے تفردات کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی رائے سے متفق ہونا اس کے اجتہاد کی نفی نہیں کرتا۔ اسی طرح سید الفقہاء امام بخاری رحمہ اللہ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ خود صاحب الرائے ہی نہیں بلکہ صائب الرائے بھی تھے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آپ متبعِ سنت تھے اور اپنی صوابدید کے مطابق استنباط فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو شافعی المسلک یا کسی اور امام صاحب کی طرف منسوب کرنا نہایت ناانصافی ہوگی بلکہ آپ مجتہد مطلق تھے۔ جیسا کہ متاخرین نے جا بجا اس بات کی صراحت بھی کی ہے چنانچہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی (اللامع الدراری) کے مقدمہ ص 68 میں شیخ ابراہیم ابن عبداللطیف السندی کی کتاب ''سحق الا غبياء من الطاعنين فی كمل الا ولياء والا تقياء العلماء'' سے نقل کرتے ہیں۔

---

[1] مولفين صحاحِ سته: ص 26/19.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قال سلیمان بن ابراهیم العلوی: البخاری امام مجتهد برأسه کا بی حنیفه رحمہ اللہ والشافعی رحمہ اللہ والمالك واحمد وسفیان الثوری و محمد بن الحسن"

''سلیمان بن ابراہیم علوی نے کہا ہے کہ امام بخاری فی نفسہ مجتہد تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام سفیان ثوری اور امام محمد بن الحسن وغیرہ (مجتہد) تھے۔

جب کہ خود مولانا فرماتے ہیں:

"والارجح عندی انه محبتهد مستقل کما یظهر من امعن النظر فی الصحیح"

''میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ امام بخاری مستقل بالذات مجتہد تھے جیسا کہ ان کی الجامع الصحیح کا وقت نظر سے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"الامام البخاری وان کان منتسبا الی الشافعی رحمہ اللہ و موافقا فی کثیر من الفقه فقد خالفه ایضافی کثیر"①

امام بخاری اگرچہ امام شافعی کی طرف منسوب تھے اور اکثر فقہی مسائل میں ان کے موافق ہیں مگر بہت سے مسائل میں ان کی مخالفت بھی کی ہے۔ علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ فیض الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"واعلم ان البخاری رحمہ اللہ مجتهد لاریب فیه واما ما اشتهر انه شافعی فلمو افقته ایاه فی المسائل المشهورة والا فهووافق الامام الاعظم لیس اقل مما وافق فیه الشافعی"

یقین کیجیے کہ امام بخاری بلا شک وشبہ مجتہد تھے اور جو مشہور ہے کہ آپ شافعی ہیں تو یہ صرف اس بنا پر کہ بعض مسائل میں وہ ان کے موافق ہیں ورنہ امام اعظم ابوحنیفہ سے ان

① الا نصاف فی بیان سبب الا ختلاف ص: 131

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی موافقت کوئی اس سے کم نہیں۔ ہم انہیں اقوال پر اکتفا کرتے ہیں تلاش کرنے سے تو بہت موادمل سکتا ہے ہمارے دعویٰ پر دلائل کی کمی نہیں بلکہ ایسے بہت سے مسائل بھی پیشِ نظر ہیں جن میں آپ نے ائمہ اربعہ کی مخالفت کی ہے اور پھر موافقت بھی جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ خود مستقل بالذات مجتہد تھے۔ ہم ان تمام دلائل سے بخوفِ طوالت تہی دامن ہوتے ہوئے صرف چند اعتراضات جو کیے جاتے ہیں ان کا جواب ضروری خیال کرتے ہیں۔

چنانچہ منجملہ اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اگر مجتہد تھے تو آپ کے مذہب کی اشاعت کیوں نہیں ہوئی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ (جو آپ کے خاص تلامذہ سے ہیں) نے اپنی جامع میں امام صاحب کے اجتہاد کو کیوں جگہ نہ دی؟ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"لوكان البخاري عند الترمذي من ائمة الفقه والاجتهاد ولذكر مذهبه في كل باب"[1]

امام ترمذی کے ہاں اگر امام بخاری ائمہ فقہاء اور مجتہدین سے ہوتے تو ہر باب میں ان کا مذہب ذکر کرتے۔

لیکن صاحب "ماتمس اليه الحاجة" کا یہ اعتراض تب درست ہوتا کہ امام ترمذی ہر باب میں امام بخاری کا مذہب ذکر کرنے کا التزام کرتے یا کہ ان کی شرط ہوتی کہ وہ تمام فقہاء و مجتہدین کا مذہب نقل کریں یا تب حاجت وضرورت پیش آتی جب وہ خود امام بخاری کے مقلد ہوتے، اور پھر اگر یہی بات مجتہد ہونے کے لیے معیار ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو بالاتفاق مجتہد ہیں امام ترمذی کو کسی ایک باب میں ان کا مذہب ذکر کرنا چاہیے تھا؟ کاش معترض کچھ غور کرتے اور انصاف سے کام لیتے! علامہ چلپی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"و بالجملة فتراجمه حيرت الافكاروادهشت العقول

---

[1] ماتمس اليه الحاجه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والابصار..... ثم اعلم انه قد التزم مع صحة الاحاديث استنباط الفوائد الفقهية والنكت الحكمية فاستخرج بفهمه الثاقب من المتون معانى كثيرة فرقها فى ابوابه بحسب المناسبة.[1]

جبکہ بعض علماء نے نقل کیا ہے:

"والامام البخارى عندى مجتهد براسه وهذا ايضا ملاحظة تراجمه بدقة النظر ممن يعرف اختلاف الائمة واما عدم نقل مذهبه كالائمة المجتهدين فلانه لم يكن اماما متبوعا ولم يقلد مثل الائمة الاخرين ولذالم يشع مذهبه"

"میرے نزدیک امام بخاری فی نفسہ مستقل بالذات مجتہد تھے اور دقت نظر سے ان کے تراجم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ بالخصوص جو ائمہ کے اختلاف سے واقف ہو البتہ اگر ان کا مذہب دیگر ائمہ مجتہدین کی طرح نقل نہیں ہوا تو اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ ائمہ اربعہ کی طرح نہ تھے کہ ان کے مقلدین کی کوئی جماعت تیار ہوئی اور پھر ان کی طرح اور بھی بہت سے ائمہ ہیں جن کا مذہب نہ پھیل سکا۔

علامہ چلپی رحمہ اللہ اور دیگر علماء کی تصریحات سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مجتہد ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس کا مذہب بھی منقول ہو تو اس طرح سلف میں سے بہت بھاری اکثریت کو ملکہ اجتہاد سے مستعفی قرار دینا پڑے گا۔ اور یہ اس لیے بھی نہ ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نہ خود کسی کے مقلد تھے اور نہ کوئی ان کا مقلد تھا۔ بلکہ آپ کتاب وسنت کے تابع تھے چنانچہ جب تک جیسے کتاب وسنت ہے امام بخاری کا مسلک بھی اسی قدر پائیدار ہے۔

دوسرا اعتراض جو اس ضمن میں کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ طبقاتِ شافعیہ میں امام بخاری کا ترجمہ قائم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ شافعی تھے۔

---

[1] كشف الظنون ج1 ص 543، 542.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات ایک طرف تو اصحاب طبقات کی اصطلاح سے ناواقف ہونے کی عکاسی کرتی ہے اور دوسری طرف سوال کی شکل اختیار کر کے اپنی موت آپ مرنے کی دعوت دیتی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام حمیدی رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ اس لیے علامہ سبکی رحمہ اللہ نے آپ کو طبقات شافعیہ میں رکھ دیا ہے۔

علامہ کاشمیری نے امام حمیدی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے آپ کو شافعی سے یاد کیا ہے۔ تو وہ امام اسحاق کے شاگرد بھی ہیں جو حنفی تھے۔

ایسا اقرار کرنے سے موت کے منہ میں کون آئے؟ اپنا تو یہ حال ہے کہ حدیث کی مخالفت پہ اٹے پڑے ہیں۔ اگر امام بخاری کو حنفی کہہ دیا تو الزامی طور پر ہی حدیث سے محبت کرنی پڑے گی۔

فراء رحمہ اللہ نے طبقات حنابلہ (ص 251 ج 1) میں اور قاضی عیاض نے ''ترتیب المدارک'' میں امام کے تراجم بیان کیے ہیں تو کیا آپ کو مالکی یا حنبلی کہا جائے گا؟

حالانکہ بات وہی ہے جو پہلے ہم ذکر کر آئے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ دہلوی نے بھی لکھا ہے:

''وکان اصحاب الحدیث ایضا قدینسب الی احد المذاهب لکثرة موافقته''

مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک سے موافقت کی وجہ سے اصحاب الحدیث کو ان کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

آج بھی ''صحیح بخاری'' ہمارے سامنے ہے غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بات کہیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہے اور دیگر ائمہ ثلاثہ کے مخالف ہے اور حنابلہ و شوافع اور مالکیہ کی موافقت بھی ہے اور مخالفت بھی تو گویا ایک وقت میں اگر شافعی ہیں تو پھر حنفی، مالکی اور حنبلی کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور اگر کہیں مذاہب اربعہ کی مخالفت کی ہے تو ظاہری طور پر غیر مقلد ہو گئے۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ کا نہ کوئی ذہن ہے اور نہ کہ آپ رات دن اپنا مسلک بدلتے رہتے تھے۔ خدا سمجھ دے کہ بعض لوگ محض تعصب کی بنا پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کے مجتہد ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ قرآن وسنت اور آثار صحابہؓ وتابعین رحمہ اللہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنی صواب دید کے مطابق کسی بھی مسئلہ میں فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ خواہ کسی کی تردید ہو یا موافقت ہو، نیز اپنی صواب دید پر باب قائم کرتے ہیں۔ اب ہم چند ابواب کی طرف نشاندہی پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

الجامع الصحیح کے (ص 38) پر ایک باب یوں ذکر کیا ہے۔ ''باب لایجوز الوضوء بالنبیذ'' اس کے بعد امام حسن اور ابوالعالیہ رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے پھر عطاء رحمہ اللہ کا یہ اثر نقل کیا ہے کہ نبیذ یا دودھ سے وضو کرنے سے تیمم کرنا بہتر ہے اس کے بعد مرفوع حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب نے یہاں اہل کوفہ کی مخالفت کی ہے۔

اسی طرح (ص 172) پر ''باب السترۃ وغیرھا'' میں امام احمد کے مسلک کی مخالفت کی ہے۔ کہ کعبہ میں ہوتے ہوئے بھی سترہ ضروری ہے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی میں تصریح کی ہے۔

نیز (ص 177) پر ''باب الصلوٰۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد'' میں امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک کی مخالفت کی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ ان جملہ احادیث کا جن سے مسجد میں جنازہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ اجماع اہلِ مدینہ کے خلاف ہے، لیکن ایک دوسرے مقام پر یعنی ''باب سؤر الکلب'' میں آپ امام مالک رحمہ اللہ کی موافقت کرتے ہیں کہ کتا نجس نہیں اور نہ ہی اس کا جوٹھا ناپاک ہے اور برتن کا دھونا امر تعبدی ہے حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہے۔

(علاوہ ازیں ص 53) ''باب مایذکر فی الفخذ'' کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، جرہد اور محمد بن جحش رحمہما اللہ کی روایت ''الفخذ عورۃ'' کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تقویت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حدیث انس رضی اللہ عنہ اسند و حدیث جرهد احوط حتی تخرج من اختلافهم"

امام صاحب رحمہ اللہ کی یہ عبارت کس قدر صاف ہے جیسے یہاں اُنہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے وہاں امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی مخالفت میں اپنی علیحدہ رائے قائم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سندا اصح ہے، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ جرہد رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ملحوظ رکھا جائے۔

یہی نہیں بلکہ اور بھی متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں اُنہوں نے اپنی انفرادی رائے کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ اسی طرح "باب التیمم فی الحضر اذالم یجد الماء وخاف فوت الصلٰوۃ" میں جہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی مخالفت کی ہے اور بظاہر ایک پہلو میں امام شافعی رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے تو دوسری طرف حضرت ابن عمرؓ کا اثر لا کر یہ واضح کر دیا کہ جب اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد میں پانی مل گیا تو نماز دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

اس قسم کے متعدد ابواب اس پر دلالت کرتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے کسی ایک مسلک کی پابندی نہیں کی بلکہ جا بجا دیگر ائمہ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے مسلک کو اُجاگر کیا ہے جو آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی ایک بہت بڑی بین دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ①

آج کل حضرات احناف امام صاحب کو مقلد بنانے کی بڑی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں چنانچہ مولانا سرفراز صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ مولفین صحاح ستہ مقلد تھے۔ اور امام صاحب کے مقلد ہونے پر تو ایک الگ رسالہ بھی چھپا ہے جس کا جواب مولانا ارشاد الحق صاحب دے رہے ہیں۔ خدا پورا کرنے کی توفیق دے۔ اس سلسلہ میں ہمارے مستقل رسالہ "فقاہت بخاری" کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

---

① مولفین صحاحِ ستہ: ص 30/26.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیقات بخاری

معلق روایت سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا اکثر یا پھر بتمامہ محذوف ہو۔ معلق روایت کا تعلق مرفوع اور موقوف دونوں سے ہوسکتا ہے۔ علمائے فن نے معلق روایات کو اگرچہ مردود کے قبیل سے گردانا ہے تاہم تعلیقاتِ بخاری کا وہ حکم نہیں۔ بلکہ علماء نے اس کی جملہ تعلیقات کے متعلق کہا ہے کہ مرفوع ہونے کی صورت میں وہ دو شکلوں سے خالی نہیں۔

① یا تو وہ معلق روایت کسی دوسرے مقام پر موصولاً مذکور ہوگی۔

وہ یوں کہ مثلاً روایت کئی ایک فقہی مسائل پر مشتمل ہو۔ اب اگر کسی ایک مسئلہ کی وضاحت میں امام صاحب رحمہ اللہ روایت کو بتمامہ لاتے ہیں تو پھر کسی دوسرے فقہی مسئلہ کے استنباط کیلئے بھی اسے لانا ضروری ہے تو ایسی صورت میں روایت کے اعادہ کے وقت اگر کوئی دوسرا فائدہ نظر نہ آئے، تو امام صاحب رحمہ اللہ اسناد میں تصرف کو مناسب خیال کرتے ہوئے روایت کو تعلیقاً ذکر فرماتے ہیں، ایسی روایات بالاتفاق مقبول ہوں گی۔

② دوسری صورت میں وہ معلق روایات جن کا ذکر کتاب میں موصولاً موجود نہیں، ان کو امام صاحب رحمہ اللہ یا تو بصیغہ جزم (حدث، قال) یا بصیغہ تمریض (یذکر و یقال) ذکر فرمائیں گے۔ ایسی روایات کے متعلق علمائے کرام کا حکم یہ ہے کہ

"لیس فیه حکم بصحته"①

لیکن یہ قاعدہ اکثریتی ہے کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ اسے بسا اوقات ذکر تو بصیغہ تمریض کرتے ہیں لیکن حقیقتہً وہ روایت صحیح ہوتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

"لان مثل هذه العبارات تستعمل فی الحدیث الضعیف ایضاً"②

---

① التقریب: ص 4. ② مقدمه ابن الصلاح ص 21.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایضاً'' کا لفظ استعمال کر کے اُنہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کبھی صیغہ تمریض کا استعمال و اطلاق صحیح حدیث پر بھی ہوتا ہے اور صیغہ تمریض کے استعمال سے یا تو اختصار کو ملحوظ رکھنا مقصود ہوتا ہے یا روایت بالمعنی۔

اہلِ فن نے تعلیق التمریض کو پانچ انواع پر تقسیم کیا ہے۔

① صحیح علی شرطہ ② صحیح علی شرط غیرہ ③ ضعیف غیر منجبر

④ ضعیف منجبر ⑤ حسن''

اگرچہ ان میں سے ہر ایک کی متعدد امثلہ ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم ہر ایک کی ایک مثال پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

① صحیح علی شرطہ کی مثال: کتاب الطب میں باب الرقی بالقرآن کے تحت فرماتے ہیں:

''ویذکر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ''

امام صاحب رحمہ اللہ نے یہاں اسے بصیغہ تمریض بیان کیا ہے لیکن اس کے معا بعد باب الرقی بالفاتحۃ'' میں اس روایت کو موصول ذکر فرمایا ہے۔

② صحیح علی شرط غیرہ کی مثال، کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

''ویذکر عن عبداللّٰہ بن السائب قال قرأ النبی ﷺ المومنون فی صلٰوۃ الصبح حتی اذا جآء ذکر موسیٰ وھارون علیھما الصلٰوۃ والسلام اوذکر عیسی علیہ السلام اخذتہ سعلۃ فرکع'' (الحدیث)

ظاہر ہے کہ روایت صیغہ تمریض سے مروی ہے جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں عباد بن جعفر بن ابی سلمہ بن سفیان وعبداللہ بن عمرو القاری وعبداللہ بن المسیب عن عبداللہ ابن السائب'' کے طریق سے ذکر کیا ہے اس میں چونکہ بعض راوی امام صاحب کی شرط پر نہ تھے۔ اس لیے آپ نے اس کو صیغہ تمریض کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

③ ضعیف غیر منجبر کی مثال بھی ''کتاب الصلوٰۃ'' میں ہے۔

''ویذکر من ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ لا یتطوع الامام فی مکانہ''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت امام ابو داؤد نے سنن میں بواسطہ لیث بن ابی سلیم عن الحجاج عن عبید عن ابراہیم عن اسماعیل عن ابی ھریرۃ'' بیان فرمائی ہے۔

لیث متکلم فیہ ہے، ابراہیم منفرد ہونے کیساتھ مجہول بھی ہے اور پھر ان کی متابعت بھی منقول نہیں تا کہ اس کا جبران ہو سکے۔

④ ضعیف منجبر کی مثال ''کتاب الوصایا'' میں یوں ہے۔

''ویذکر عن النبی ﷺ انه قضی بالدین قبل الوصیه''

امام ترمذی نے (ص 190 ج 3 مع التحفہ) اسے بطریق الحارث الاعور عن علی ذکر کیا ہے۔

الحارث اگر چہ سخت ضعیف ہیں تاہم اجماع اُمت کے سبب اس کا جبران ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں:۔

''والعمل علی هذا عنداهل العلم''

اسی طرح شیخ الاسلام حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:۔

''لم یختلف العلماء فی الدین یقدم علی الوصیة''

یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے۔

⑤ حسن کی مثال ''کتاب البیوع'' میں ہے۔

''ویذکر عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال له اذا بعت فکل واذا تبعت فاکتل''

یہ روایت مسند احمد، بزار، اور ابن ماجہ میں بواسطہ ابن لہیعہ مذکور ہے جو کہ ضعیف ہیں۔ لیکن ان کی متابعت سنن دار قطنی ص 8 ج 3 میں یحیٰی بن ایوب المصری عن عبداللہ بن المغیرۃ عن منقذ مولی ابن سراقۃ کے واسطہ سے مذکور ہے۔ منقذ اگر چہ مستور الحال ہے لیکن اس کی متابعت بھی عطاء عن عثمان الخ کے واسطہ سے مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے جس کی وجہ سے یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

علامہ نووی رحمہ اللہ التقریب میں فرماتے ہیں کہ صیغہ تمریض سے جو تعلقات مذکور ہیں انہیں اگرچہ صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم انہیں ساقط الاعتبار بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور یہی قول حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں:۔

"ومع ذالك فايراده فى اثناء الصحيح لحجة اصله اشعار يونس به ويركن اليه والله اعلم"

اس کے باوجود ان کا اسے صحیح میں لانا اس کے اصل سے احتجاج اور اسے قبول کرنے کا اشارہ ہے۔

لیکن حافظ ابنِ الصلاح رحمہ اللہ اور علامہ نووی رحمہ اللہ کے اس بیان سے ہم اتفاق نہیں کر سکتے ضعیف غیر منجبر کو بہر حال اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ خصوصاً جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ خود اس کے ضعف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ مثلاً کتاب الھبہ ص 355 میں ہے۔

"ويذكر عن ابن عباس ان جلسا ء ه وشركاء ه ولم يصح"

لہٰذا جب امام صاحب رحمہ اللہ نے خود ہی اس کے ضعف کی طرف اشارہ فرما دیا ہے تو پھر بھی یہ کہنا:

"ايراده له فى اثناء الصحيح مشعر لصحته" چہ معنیٰ دارد؟

ابن جوزی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو موضوعات میں داخل کیا ہے تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ اس کی متابعت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ لیکن اس متابعت کا وزن تب ثابت ہوتا، جبکہ یہ صحیح ہوتی۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری ص 227 ج 5 میں اسے ضعیف کہا ہے۔ پھر ابن جوزی منفرد نہیں۔ امام حاکم نے بھی اس کے رفع کو منکر کہا ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق میں محمد بن مسلم الطائفی کے واسطہ سے موقوف ہی مذکور ہے۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ھو اصح الروایتین۔" لہٰذا اس روایت کا مرفوع ہونا ثابت نہیں۔ اسی وجہ سے امام صاحب رحمہ اللہ نے "لا یصح" سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے تعاقب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر ہے۔ جس طرح تعلیق مرض کو اہلِ فن نے پانچ انواع میں تقسیم کیا ہے اسی طرح تعلیق جازم کو بھی چند انواع میں تقسیم کیا ہے۔

① صحیح علی شرطہ ② صحیح علی شرط غیرہ ③ حسن

① صحیح علی شرطہ: سے مراد ایسی تعلیق ہے جو امام صاحب کی شرط پر ہو۔ لیکن الصحیح میں دوسری جگہ موصولاً مذکور بھی ہو۔ مثلاً کتاب الصلوٰۃ ص 149 میں "باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء" کے تحت فرماتے ہیں۔

"وقال ابراهيم ين طهمان عن الحسين المعلم عن يحيى بن ابى كثير عن عكرمة عن ابن عباس قال كان رسول اللّٰه ﷺ الخ"

یہ روایت اگرچہ یہاں معلق ہے لیکن امام بیہقی نے اپنی سنن میں بواسطہ احمد بن حفص عن ابیہ عن ابراہیم الخ اسے متصل ذکر کیا ہے۔ احمد بن حفص رجال صحیح سے ہیں۔ بنابریں یہ روایت ان کی شرط پر محمول ہوگی۔

② صحیح علی شرط غیرہ: اس کی مثال ابواب الغسل کے اٹھارھویں باب میں ہے۔

"قال بهز من ابيه عن جده اللّٰه احق ان يستحيا منه من الناس"

یہ روایت سننِ اربعہ میں منقول ہے۔ بھز عن ابیہ عن جدہ کی سند اگرچہ مختلف فیہ ہے۔ تاہم جمہور ائمہ نقاد میں سے بعض نے اسے صحیح کہا ہے اور بعض نے ضعیف بھی۔

③ حسن: کی مثال کتاب الطہارت میں ہے "قالت عائشة كان النبى ﷺ يذكر على كل احيانه" اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں خالد بن مسلمہ عن عبداللہ البھی عن عروۃ عن عائشہ کے واسطہ سے ذکر کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں اسے غریب کہا ہے۔ خالد بن مسلمہ اس میں منفرد ہیں۔ اور وہ امام بخاری کی شرط کے مطابق بھی نہیں۔

④ تعلیق جازم کی ایک نوع یہ بھی ہے کہ وہ من حیث الاسناد تو صحیح ہو لیکن انقطاع وغیرہ کے سبب درجہ صحت سے ساقط ہو جائے مثلاً کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قال طاؤوس قال معاذ لاهل يمن ايتونى بعوض يثاب خميس اولبيس فى الصدقة"①

یہ روایت "کتاب الخراج" یحییٰ بن آدم میں بسند صحیح مذکور ہے لیکن طاؤس کا حضرت معاذ سے سماع ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام ابو حاتم اور ابن المدینی نے صراحت کی ہے۔② جس کی وجہ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو اسے امام بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ کیوں بیان کیا ہے اس کا جواب اسماعیل رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے۔ کہ:

"قد يصنع البخارى ذالك لانه سمعه ممن ليس من شرط الكتاب تنبه على ذالك الحديث تسميه من حدث به الاعلى التحديث به عنه"③

عود الی المقصود

جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ اور علامہ نووی رحمہ اللہ نے "الجامع الصحیح" کی جملہ تعلیقات کو صحیح کہا ہے تو ان کا یہ کہنا صحیح نہیں۔ جمہور اہلِ فن کی رائے اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"واذا قال الراوى المعلق مثلاً جميع من احذفه ثقات لايقبل حتى يسمى"

تو جب جمہور نے معلق کی اس صراحت کو قبول نہیں کیا۔ تو ملتزم بالصحت کی بات بالاولیٰ قبول نہیں ہونی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ کہا جائے گا کہ مصنف کے نزدیک وہ صحیح ہوگی۔ لیکن جمہور کا یہ قاعدہ ان معلق روایات کے متعلق ہے جو صحیحین کے علاوہ ہیں کیونکہ جب اُنہوں نے اسے بصیغہ جزم بیان کیا ہے تو وہ ان کتابوں کے تلقی بالقبول ہونے کے

---

① ص 194 ج1. ② كتاب المراسيل ص 36 لا بن ابى حاتم.
③ التدريب ص: 61.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب صحیح کہلائیں گی۔ تو اُنہیں بھی تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے صحت کا درجہ دیا جائے گا البتہ وہ تعلیقات جو صیغہ تمریض کے ساتھ ہوں اور دیگر کتب حدیث میں مل جاتی ہوں، ان کے بارے حافظ شرح نخبہ میں رقمطراز ہیں۔

"وقد يحكم بالصحة ان عرف المحذوف بالعدالة والضبط بان يجيئى مسمّى من وجه آخر۔ الخ"

اس کے برعکس حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ مطلق تعلیقات کو درست قرار نہیں دیتے، بلکہ فرماتے ہیں: "ولم يقبل شيئا من تعليقات الصحيح وتراجمه"

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ قول اگر چہ اصول کے مطابق ہے لیکن تعلیقات کی جملہ انواع پر یہ حکم لگانا درست نہیں۔ خصوصاً ایسی تعلیقات جو امام صاحب رحمہ اللہ کی شرط پر ہیں یا جنہیں مؤلف نے خود ہی دوسری جگہ موصولاً ذکر کر دیا ہے زیادہ سے زیادہ ان کے قول کو تتبع پر محمول کر سکتے ہیں لیکن اگر بالصحت ثابت ہو جائے تو اس کے قبول کرنے سے کوئی علت مانع نہ ہو گی بعینہ یہی حکم آثار کے متعلق ہو گا کہ اگر وہ بالجزم مذکور ہوں، تو انہیں صحیح کہا جائے گا ورنہ ضعیف اور ان جملہ تعلیقات کو اصل کتاب کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ واللہ اعلم۔ [1]

اعادۃ الحدیث وتقطیعہ

اعادہ حدیث کے متعلق ماقبل بھی اشارۃً ذکر ہوتا چلا آیا ہے جس کے متعلق بتایا جا چکا ہے کہ یہ تکرار کسی نہ کسی فائدہ کو متضمن ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن طاہر فرماتے ہیں کہ امام بخاری کبھی کبھی ایک روایت کو مختلف مسائل کے استنباط کے لیے کئی مقامات پر بیان کرتے ہیں۔ جس میں امام صاحب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی بھی حدیث بعینہ پہلی سند کے ساتھ دوبارہ مذکور نہ ہو۔ بظاہر دیکھنے میں حدیث کے اعادہ سے تکرار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت سند یا متن کی تبدیلی کے باعث تکرار نہیں رہتا۔

---

[1] مؤلفين صحاح سته: ص 18/12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب رحمہ اللہ کا اصل مقصد یوں روایات کے ذکر کرنے سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ متبادل سند کے باعث روایت غرابت سے نکل جاتی ہے۔ نیز سند اور متن میں قدرے اختلاف سے ایک زائد فائدہ نصیب ہوتا ہے۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ روایت مختلف معانی پہ مشتمل ہو تو ان مختلف معانی کو اصالتاً مختلف تراجم کے تحت مختلف طرز سے بیان کر دیتے ہیں۔ جس سے متعدد مسائل کے استنباط کے ساتھ ساتھ حدیث کے مختلف طرق سے بھی انسان کو معرفت ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی روایت کا اعادہ اس حقیقت پہ مبنی ہوتا ہے کہ کسی راوی نے روایت کو تمام اور کسی نے مختصر انداز میں بیان کیا ہو تو امام صاحب رحمہ اللہ بھی اس روایت کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے یہ فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ ناقلین روایت سے شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی روایت کے اعادہ کی یہ صورت بھی ہوتی ہے کہ کسی راوی نے کسی روایت کے ایک آدھ کلمہ کا مخصوص معنی مراد لیا اور کسی دوسرے نے اس کلمہ کے مترادف کو یوں بیان کیا ہو کہ اس کلمہ مترادف میں کسی دوسرے معنی کا احتمال ہو۔ تو ایسی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ ہر دو کلموں کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں علیحدہ علیحدہ تراجم میں لائیں گے۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ روایت اتصال و ارسال کے اعتبار سے متعارض ہو تو وہ اتصال امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک راجح ہے لیکن اس کو ارسالاً محض اس لیے نقل کرتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ ارسال کو اتصال میں کوئی دخل یا اثر نہیں نیز تکرار کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سند میں کسی راوی نے کسی شخص کا ذکر کیا ہو، جب کہ دوسرے راوی نے اس کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ روایت کو دونوں صورتوں میں بیان کیا جائے، کبھی معنعن کے اتصال کو ثابت کرنے اور کبھی رفع و وقف میں مرفوع کی ترجیح کے لیے حدیث کو مکرر لایا جاتا ہے۔

یاد رکھیے روایت کا تکرار مذکورہ وجوہات میں سے کسی ایک وجہ پر ہوگا کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی بھی روایت بلا وجہ اور بے فائدہ بالتکرار نہ آنے پائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقطیع

اگر حدیث دو یا دو سے زیادہ احکام پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ آپس میں باہم دیگر مرتب بھی ہیں۔ تو پھر امام صاحب رحمہ اللہ ان احکام کو علیحدہ علیحدہ تراجم میں ذکر کرتے ہوئے تمام روایت کو مکمل ذکر فرماتے ہیں لیکن اس اعادہ میں کسی نئے فائدہ کو ضرور ملحوظ رکھتے ہیں۔

کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ سند میں شیوخ کا متبادل ذکر ہو۔ جس سے اس حدیث کے متبادل طریق کا فائدہ ہوگا۔ اگر متبادل سند اپنی شرط پر میسر نہ آئے تو پھر اس حدیث کے مقام پر مکمل اور دوسرے پر متن کا وہی حصہ نقل فرمائیں گے۔ جس کا ترجمۃ الباب سے تعلق ہوگا۔ اور اگر حدیث ایسے چند جملوں پر مشتمل ہو جنہیں باہم دیگر کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر تطویل سے بچتے ہوئے امام صاحب رحمہ اللہ کی یہ کوشش ہوگی کہ مکمل روایت کو مکمل ذکر نہ کریں بلکہ ایسے جملہ کا ذکر کریں جس سے ترجمۃ الباب میں استنباط مقصود ہوگا۔ مذکورہ صورت میں امام صاحب کبھی کبھی عالم نشاط میں تمام روایت کا اعادہ بھی کر لیتے ہیں۔ ایسے اعادہ کا بھی فائدہ کو متضمن ہونا کوئی بعید بات نہیں۔

خیال رہے تقطیع حدیث کی مذکورہ صورتیں ایسی ہیں جن کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تمام حدیث یا اس کے بعض حصہ کے اعادہ میں متن اور سند کے اعتبار سے کسی نئے فائدہ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ تقطیع حدیث میں ایسا نہ ہوگا کہ حدیث کا ایک حصہ کسی جگہ پر ذکر کر کے بعد میں باقی ماندہ حصہ کسی دوسری جگہ مذکور نہ ہو۔ ہاں اگر غیر مذکور حصہ موقوف ہو تو پھر اس کا ذکر ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کا ذکر موضوع کتاب کے منافی ہے اور اگر موقوف حصہ میں ایسا حکم مذکور ہو جو مرفوع کے حکم میں ہو تو اسے لا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الصحیح کی فنی حیثیت

صحیح بخاری اپنی جن جملہ خوبیوں کے ساتھ ممتاز ہے۔ ان میں ایک خوبی اس کا فنی حیثیت سے مزین و آراستہ ہونا ہے۔ اصول فقہ و حدیث پر سب سے پہلے امام شافعی رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ''الرسالہ'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی تھی۔ امام بخاری نے اپنی ''الجامع الصحیح'' میں احادیث سے انہی اصول کو مستحکم کیا ہے جیسا کہ ہم ذیل میں امثلہ سے نشاندہی کرتے ہیں۔

① محدثین خصوصاً اہلِ کوفہ میں یہ اختلاف رہا ہے کہ کیا نابالغ کا سماع معتبر ہے یا نہیں؟ ان کا خیال ہے کہ جب تک بچہ بالغ نہ ہو اسے مکتب نہیں بھیجنا چاہیے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس نزاع کو ''باب متی یصح السماع الصغیر'' سے حل فرماتے ہیں کہ حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی صغرسنی میں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی شرط درست نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ''باب الفهم فی العلم'' ذکر کرتے ہوئے گویا اسی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ صغرسنی میں فہم شرط ہے۔ اگر فہم نہیں تو سماع کا اعتبار نہیں ہوگا۔

② محدثین خصوصاً متاخرین روایت بیان کرنے میں لفظ حدثنا و اخبرنا وغیرہ صیغ سماع استعمال کرتے ہیں۔ اور تمیز کرتے ہیں کہ شیخ سے اگر راوی اکیلا سنے تو حدثنی کہے اور اگر شاگرد متعدد ہوں تو اخبرنا کہے۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تفریق سلف میں رائج نہیں تھی۔ چنانچہ الصحیح میں ''باب قول المحدث حدثنا واخبرنا و انبأنا'' میں اپنے اس مدعی کو پہلے تو صحابہؓ اور تابعین و تبع تابعین سے ثابت کرتے ہیں پھر حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت لاتے ہیں۔

"قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرة لا یسقط ورقها وانها لمثل المسلم"

اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ کتاب التفسیر میں بلفظ ''اخبرونی'' اور ''باب الحیاء فی العلم میں'' ''حدثونی ماهی وقالوا اخبرنا بها رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سے لاتے ہیں۔ اور اسماعیل نے اسی روایت کو ''انبؤونی'' کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بھی حدثنا، اخبرنا اور انبأنا کے درمیان کوئی فرق نہیں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ محدثین اور فقہاء اہل الرائے میں یہ اختلاف رہا ہے کہ قیاس جلی سے خبر واحد کو رد کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اہل الرائے اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ تو خبر واحد سے قرآن مجید میں مطلق کی تقیید کو "زیادۃ علی القرآن" سے تعبیر کرتے ہیں۔ برعکس محدثین کے کہ وہ خبرِ واحد کو حجت مانتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں قیاسِ جلی یا خفی کو مردود قرار دیتے ہیں اور اس سے قرآن کے مطلق کی تقیید کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں متعدد ابواب باندھ کر اس نزاع کو دور کیا ہے اور محدثین کی تائید کی ہے۔ مثلاً۔

"باب بعث النبی ﷺ الزبیر، باب لا تدخلوا بیوت النبی ﷺ الا ان یوذن لکم، باب اذا اذن له جاز، باب ماکان یبعث النبی ﷺ من الامراء وارسل واحدا بعدو احد، باب الخبرة المراة الواحدة اسی طرح ماجاء فی اجازة خبرالواحد الصدوق فی الاذان والصلوٰة والصوم والفرائض والاحکام"

میں خبر واحد کی قبولیت پر کثرت سے واقعات واستشہاد پیش کیے ہیں۔

غرض اس قسم کے متعدد مسائل ہیں جو اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اصول حدیث کی کتب میں صحیح بخاری پر کافی مواد جمع کیا جا سکتا ہے۔ راقم الحروف کا رسالہ۔ الجامع الصحیح کی فنی حیثیت۔ بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

خبر الصحیح یفید القطعیۃ

علمائے فن کی رائے میں اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا صحیحین کی احادیث مفید للقطع ہیں یا کہ نہیں؟ جمہور کے خیال میں وہ مفید للقطع نہیں۔ لیکن حافظ ابنِ حجر، امام ابنِ تیمیہ اور شیخ عمرو بن الصلاح رحمہ اللہ کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ ان کی رائے میں صحیحین کی احادیث قطعیت اور یقین کا فائدہ بخشتی ہیں۔ یہی رائے حقیقتاً پائیدار اور راجح ہے۔

یاد رہے کسی چیز کی قطعیت یا تو نظری ہو گی یا بدیہی۔ حافظ ابنِ حجر کی تحقیق میں صحیحین کی احادیث کا قطعی ہونا نظری ہے جیسے قرآن کریم کا اعجاز قطعیت مبنی پر نظر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ قرآن کریم کے اعجاز کی قطعیت وہی انسان پا سکتا ہے جو اہلِ نظر میں سے ہو اور غور وخوض کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ایسے ہی احادیث کی قطعیت کو بھی غور وفکر سے ہی پایا جا سکتا ہے۔ یقیناً جو انسان اہلِ نظر میں سے نہیں ہوگا۔ اسے قرآن کے اعجاز اور احادیث کی قطعیت کا علم نہ ہوگا۔

صحیحین کی احادیث کے مفید للقطع ہونے پر بعض لوگوں کا اس لحاظ سے اعتراض ہے کہ ان میں بعض ایسی روایات بھی موجود ہیں، جو خبرِ واحد کے درجہ پر ہیں۔ کیونکہ خبرِ واحد اصولیوں کے ہاں ظن کا فائدہ دیتی ہے تو پھر صحیحین کی ایسی روایات قطعی کیسے ہو سکتی ہیں؟ جس کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ (قانون یا ضابطہ) اپنی جگہ پر مسلم اور صحیح ہے لیکن خبرِ واحد جب محتف بالقرائن ہو تو اصحابِ فن کے ہاں مفید للجزم ہوگی۔ جیسے کسی انسان کے کسی بچہ کی ولادت کی اطلاع دینا۔ گو یہ خبر مخبر کے اعتبار سے خبرِ واحد ہی ہے۔ لیکن اہل خانہ کے لیے جو پہلے ہی ولادت کے قرائن رکھتے ہیں مفید للیقین ہوگی۔ نیز اہل قباء کے نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہو جانے کے واقعہ کو بھی بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اہل قباء نے تحویلِ قبلہ میں جس خبر پر عمل کیا وہ خبرِ واحد ہی تھی لیکن چونکہ ایسے قرائن سے محتف تھی جو مفید للقطع تھے۔ لہٰذا اہل قباء نے اس خبر واحد کو بھی مفید للقطع سمجھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف تحویلِ قبلہ کی خواہش رکھتے تھے۔ مذکورہ تخفیف کے بعد حافظ ابن حجر کا خیال ہے کہ جن لوگوں کے ہاں محتف بالقرائن خبرِ واحد مفید للقطع ہے اس سے مراد قطعیت نظر ہے۔ اور جن لوگوں کے ہاں مفید للقطع نہیں ان کے ہاں اس سے مراد قطعیت بدیہی ہے۔ لہٰذا یہ اختلاف کوئی حقیقی نہ ہوگا بلکہ لفظی ہوگا۔ لہٰذا صحیحین کی تمام احادیث مفید للقطع ہوں گی۔

ترتیب الصحیح

کتاب کی ترتیب بلحاظ ابواب کے حافظ صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق میں تعمدی ہے۔ شیخ ابوالحفص عمرو بلقینی کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے کتاب کی ترتیب میں سب سے پہلے ''بدء الوحی'' کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ وحی ہی ایک ایسی چیز تھی جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے احکام شرعیہ کا علم ہوا۔ لہٰذا اُم الاَبواب ہونے کی حیثیت میں اس کی تقدیم نہایت مناسب تھی۔ اس لیے امام صاحب نے بدء الوحی کو کتاب الوحی یا باب الوحی کے عنوان سے ذکر نہیں کیا۔ اگر یوں ذکر کرتے تو پھر بدء الوحی آنے والے ابواب کا قسیم بن کر رہ جاتا۔ اور اس کا ام الابواب ہونا مشکل ہو جاتا۔ بدء الوحی کے بعد امام صاحب ایمان کا بیان لاتے ہیں کیونکہ جمیع اعمال کا انحصار ایمان پر ہی ہے۔ لہٰذا وحی کے ذکر کے بعد متصل ایمان کا ذکر ضروری تھا۔ اب جب کہ ایمان کا تعلق دو طرح کے معاملات سے ہے۔ ایک وہ معاملات جو انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دائر ہیں۔ دوسرے وہ معاملات جو انسان اور انسان کے درمیان دائر ہیں۔ لہٰذا ایمان کے بعد ایسے معاملات کا ذکر ہی مناسب ہو سکتا ہے جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان ہیں۔ لیکن ان کا ذکر کرنے سے قبل علم کو اس لیے مقدم سمجھا گیا کہ معاملات خواہ کسی قسم کے ہوں ان کا سمجھنا علم پر ہی منحصر ہے۔ لہٰذا ایمان کے بعد اور معاملات سے قبل علم کا ذکر مناسب تھا اب علم کے بعد انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دائر معاملات میں سے تقدیم صلوٰۃ ہی کو حاصل ہو سکتی تھی۔ کیونکہ عبادات کی تینوں اقسام (بدنی، مالی، قولی) میں سے بدنی کو افضلیت حاصل ہے۔ لیکن اس سے پہلے اس کے موقوف علیہ کو بجمیع اقسام ذکر کرنا نہایت مناسب تھا۔ لہٰذا امام صاحب نے کتاب الصلوٰۃ سے قبل طہارت کے بیان کو جملہ اقسام میں ذکر فرمایا۔ اب کتاب الصلوٰۃ کے بعد اسکے قریب زکوٰۃ کو "اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" کی ترتیب کے مطابق لائے۔ زکوٰۃ کے بعد تیسری قسم کی عبادت یعنی حج جو بدنی اور مالی سے مرکب تھی، کو لائے۔ اب جب کہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے روزہ ہی باقی رہ گیا تھا تو آخر میں اس کا ذکر کیا۔ صیام (روزہ) کے موخر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کا زیادہ تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ جب امام صاحب انسانی جسم سے تعلق رکھنے والے اعمال کا ذکر لائے۔ تو اس کے ساتھ ہی نفس سے تعلق رکھنے والے عمل کا بیان بھی لائے۔

یاد رکھیے، یہاں تک کتاب کے جمیع تراجم ایسے احکام پر مبنی ہیں جو انسان اور رحمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان دائر ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کچھ ایسے تراجم لائے، جن کا تعلق انسان اور دوسرے انسان سے ہے۔ لہٰذا امام صاحب رحمہ اللہ کتاب البیوع کا بتمامہ ذکر لائے۔ چونکہ بیع کبھی قہر و جبر اور کبھی اختیار پر مبنی ہوتی ہے۔ لہٰذا قہر و جبر سے بچاؤ کے لیے شفعہ کو اپنے مقام پر لائے۔ اب جب کہ خرید و فروخت میں جانبین سے (بائع و مشتری) غبن کا امکان ہے۔ نیز خرید و فروخت کا تعلق کبھی ایسے لین دین سے بھی ہوتا ہے جس کا قبض مجلس میں ضروری نہیں۔ لہٰذا امام صاحب نے بیوع میں اس مقصد کے لیے ''باب الحوالہ'' کا ذکر فرمایا۔ اب چونکہ باب الحوالہ میں ایک انسان کے لین دین کی ذمہ داری کا دوسرے انسان کی طرف انتقال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے باب الحوالہ کے بعد ''باب الکفالہ'' کو لائے۔ جس میں انتقالِ ذمہ تو نہیں لیکن ذمہ داری کی حفاظت ضرور ہے۔ مذکورہ حفاظت سے حفاظتِ مال کو جو مناسبت حاصل ہے اس کے ہوتے ہوئے وکالت کے عنوان کو لانا غیر مناسب نہیں ہے۔ وکالت میں چونکہ انسان کا بھروسہ دوسرے انسان پر ہوتا ہے اور حرث و زراعت میں بھروسہ اللہ پر۔ لہٰذا بھروسہ کی مناسبت سے حرث و زراعت کو لائے۔ وکالت کے بعد کھیتی باڑی کا تعلق آباد زمین اور بے کار، بنجر زمین نیز پانی وغیرہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا امام صاحب رحمہ اللہ نے بھی کتاب الحرث میں ان سبھی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اب جبکہ حرث اور استقراض میں ارتفاق جیسی مناسبت موجود ہے تو حرث کے بعد استقراض کا ذکر مناسب ہے۔

خیال رہے یہاں تک کے تراجم انسان کے ایسے معاملات پر مبنی ہیں جن میں اختلاف اور منازعت ہو سکتی ہے جس کو ختم کرنے کیلئے شہادت درکار ہے۔ لیکن شہادت کے ذکر سے قبل لقطہ اور ظلم و غصب کا ذکر فرمایا۔ لقطہ میں انسان کو شرعاً امین سمجھا جاتا ہے جب کہ ظلم و غصب میں غیر امین! اس ظاہری اور معنوی تعدی کے ساتھ (وضع الخشب فی جدار الجار اور صب الخمر فی الطریق اور حق الطریق) کا بیان لائے۔ جس میں بظاہر تو غصب معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل وہ حق شرعی ہے۔ اس حق کے بیان کے ساتھ ساتھ حقوق مشترکہ اور خاصہ کا بیان کرتے ہوئے عتق و مکاتبت نیز ان کے متعلقات کا ذکر لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابت چونکہ احسان کو بھی چاہتی ہے لہٰذا احسان کی مناسبت سے باب الھبہ، عاریت اور عطیہ جیسے مسائل کا بیان لائے!

یاد رہے یہاں تک کے معاملات میں چونکہ تنازعہ ممکن ہے جس کی مدافعت کے لیے شہادت نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا کتاب الشہادات کا ذکر اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ اب جبکہ شہادت میں تعارض ممکن ہے تو اس کے دفیعہ میں قرعہ کی ضرورت ہے۔ اور کبھی صلح میں شرط کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا مابعدہ متصل شروط کا بھی مناسب ہوگا پھر شرط کا تعلق کبھی انسان کی حیات اور کبھی ممات سے ہوتا ہے لہٰذا وصیت اور وقف جیسے مسائل کو کتاب الوصیۃ کے عنوان سے لانا ضروری تھا۔

یہاں تک امام صاحب رحمہ اللہ جب ایسے معاملات بیان فرما چکے، جو انسان اور انسان اور اس کے خالق کے درمیان دائر تھے۔ تو ان کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ ایک ایسے معاملہ کا ذکر لائے جو بیک وقت انسان اور اس کے خالق، نیز انسان اور دوسرے انسان کے درمیان دائر ہے۔ یہ معاملہ جہاد کا معاملہ ہے جس میں اعلاء کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ کفار کی ذلت، ان کا غلام بنانا اور ان کے مال کو بطور غنیمت حاصل کرنا ہے۔ جہاد کے متعلق تمام مسائل فرداً فرداً ذکر کرتے ہوئے (دعاء النبی ﷺ الناس الی الا سلام) کا عنوان لائے۔ کیونکہ جہاد کی اصل غرض بھی یہی ہے۔ اب جبکہ جہاد کا تعلق صرف حضر سے ہی نہیں بلکہ انسان کو کبھی اس غرض سے سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا آدابِ سفر کا ذکر اس مقام پر مناسب تھا۔

مذکورہ تین قسم کے معاملات کے ذکر کرنے کے بعد جن کا تعلق وحی سے تھا۔ بدء الخلق کا بیان لائے۔ جسے ماقبل مسئلہ جہاد سے یوں مناسبت ہوسکتی ہے کہ دونوں میں انسان کا مال فنا اور عدم خلود ہے۔ اب چونکہ مکلف مخلوق کا انجام جنت و دوزخ سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا جنت و جہنم کے ذکر سے بھی بے نیازی نہیں ہوسکتی۔ مخلوق میں جب حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر سب سے پہلے ہے تو اس میں امام صاحب رحمہ اللہ اپنی ترتیب کے مطابق فرد أفرداً انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو بھی لائے۔ جن میں ذوالقرنین، حضرت لقمان اور مریم کے ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک یہ تینوں بھی نبی ہیں۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی کثرت، اسرائیلی انبیاء سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا انبیاء کے ذکر کے ساتھ کچھ ایسے عجائبات کا بیان لائے، جو بنی اسرائیل کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد میں امت محمدیہ ﷺ کے فضائل اور مناقب لائے۔ جن کی ابتدا مناقب قریش سے کی کیونکہ قرآن کریم ان کی زبان میں نازل ہوا۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار کے مناقب کو لائے چونکہ مہاجرین کو اسلام میں سبقت نصیب تھی۔ لہٰذا ان کے مناقب کا ذکر انصار کے ذکر پر مقدم لائے۔ اس کے بعد زمانہ جاہلیت کے احوال، نیز نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشرکین کی جانب سے مصائب کا اُٹھانا جیسے امور کا بیان لائے۔ ہجرت کا سبب اول چونکہ یہی مصائب تھے لہٰذا ان کے بعد ہجرت الی الحبشہ اور ہجرت الی المدینہ کا بیان غیر مناسب نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کی خواہش کے باوجود جہاد و غزوہ کی اجازت جب ہجرت سے پہلے نہ ملی تو اس کا ذکر ہجرت کے بعد ہی مناسب تھا۔ مغازی سے اصل غرض اسلام کی سربلندی اور انسانوں کا اسلام لانا ہے۔ لہٰذا امام صاحب نے اس کی ابتداء حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام سے کی اور پھر مغازی کے آخر میں وفود اور حجۃ الوداع، نیز آپ کی بیماری اور وفات کا ذکر لائے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امام صاحب نے اس ترتیب سے واقعاتی اور نفس الامری ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے اب جب کہ حجۃ الوداع میں ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کے نزول سے دین اسلام کی تکمیل نیز کتاب اللہ کا نزول مکمل ہوا۔ تو اس مکمل کتاب کی تفصیل و تفسیر مناسب تھی۔ لہٰذا کتاب التفسیر کے عنوان سے تفسیر کو لائے۔ تفسیر کے بعد فضائلِ قرآن اور آدابِ قرآن ترتیل بالقرآۃ کو بھی لائے۔

یاد رہے کتاب وسنت کی حفاظت اور اس کی تفسیر ایک ایسا امر ہے جس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے اور دین ہی کی حفاظت سے انسان کو حقیقی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا فضائل و آداب کے بعد ایک ایسے امر کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس سے انسانی نسل کی حفاظت ہوتی ہے۔ وہ امر، امرِ نکاح ہے۔ چونکہ نکاح سے کچھ حرمتیں پیدا ہوتی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس کے بعد ایسے امور کو ذکر کرنا مناسب تھا جو حرمتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسئلہ رضاعت، مصاہرت، نکاحِ حرام، خطبہ، صداق، ولیمہ اور شروط فی النکاح جیسے مسائل کا بیان اسی غرض سے ہے۔ نکاح کے بعد زوجین میں کبھی اختلاف کے رونما ہونے سے علیحدگی کی بھی نوبت آجاتی ہے لہٰذا طلاق کا بھی ذکر ضروری ہے۔ طلاق کے ذکر میں لگے ہاتھوں ظہار اور لعان کا بھی ذکر کیا۔ طلاق میں کبھی انسان کو رجوع کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، لہٰذا رجوع کا ذکر نہ کرنا غیر مناسب تھا۔ نکاح اور طلاق کی صورت میں بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری چونکہ خاوند پر لازم ہے لہٰذا نفقات کے مسائل کا بیان بھی ضروری ہے۔ نفقہ کا تعلق غالباً جب ماکولات سے ہی ہے تو ماکولات کے بالطبع عقیقہ ذبائح نیز اضاحی کا ذکر لائے۔ ماکولات ومشروبات سے کبھی انسان کو بیماری لاحق ہوجاتی ہے جس کے ازالہ کے لیے طبابت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا کتاب الطب کا ذکر اپنے مقام پر صحیح ہے۔ اکل وشرب اور طب سے لباس کو بوجہ زینت ایک خاص مناسبت ہے لہٰذا اس کا ذکر لائے۔ اب جب کہ لباس اور زینت کے اکثر احکام کا تعلق آداب نفس سے ہے تو اس کے بعد کتاب الآداب اور مسئلہ استئذان کو لائے۔ استئذان ایک ایسا امر ہے جس سے سفلی ابواب کو کھولا جا سکتا ہے تو اس کے بعد دعوات کا ذکر مناسب تھا جس سے اللہ کی رحمت کے دروازوں کو کھولا جا سکتا ہے۔ دعوات میں امام صاحب نے استغفار اور توبہ کا ذکر فرمایا۔ دعا سے چونکہ انسان کو وعظ ونصیحت حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کے بعد کتاب الرقاق میں مواعظ، زہد اور احوالِ آخرت کا ذکر بھی کیا۔ اب جبکہ تمام امور اللہ ہی کے قبضہ تصرف میں ہیں تو دعوات کے بعد تقدیر کے مسئلہ کا بیان بھی ضروری ہے۔ بے شک ہر چیز تقدیر کے ماتحت ہے لیکن بعض امور کو انسان خود بھی تقدیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لہٰذا تقدیر سے متصل ایسے امور کو امام صاحب کتاب النذور کے ترجمہ سے لائے۔ نذر میں انسان کو کبھی کفارہ بھی دینا پڑتا ہے لہٰذا کفارہ کا ذکر بھی مناسب ہے۔

خیال رہے یہاں تک کے بیان کردہ مسائل کا تعلق انسان کی حیاتِ دنیا سے ہے۔ اب امام صاحب ایسے مسائل کو لائے جن کا تعلق انسان کے مابعد الموت زمانہ سے ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ مسائل، مسائلِ وراثت ہیں۔ اب جب کہ موت سے قبل اور مابعد الموت احوال کے بارے میں انسان سے جنایت کے واقع ہونے کا امکان ہے۔ تو پھر جنایات سے باز رکھنے کیلئے حدود وتعزیرات کی ضرورت تھی جبکہ کتاب الحدود میں سب سے آخر مرتدین کے احوال کو لائے چونکہ انسان کا ارتداد کبھی بالاکراہ ہوتا ہے جس سے بچاؤ کیلئے انسان کو مناسب حیلہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا اکراہ کے بیان کے ساتھ حیلے کا بیان بھی لائے حیلہ میں انسان کبھی مخفی چیزوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے بعد تعبیر الرؤیا کو مناسب ہے جس میں معبر کے علاوہ تمام لوگوں کے لیے اخفاء ہی اخفاء ہوتا ہے لہٰذا حیلہ سے تعبیر رؤیا کو خاص مناسبت ہوئی۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے ''وما جعلنا رؤیا التی'' میں رؤیہ کو فتنہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا تعبیرِ رؤیا کے بعد کتاب الفتن کا ذکر کیوں نہ کیا جاتا۔ اور فتنوں میں چونکہ انسان کو حکام کی راہ لینا پڑتی ہے۔ لہٰذا کتاب الاحکام کے بیان کو لائے جس میں امداد اور قضاۃ کے احوال کا بھی بیان ہے۔ امامت وحکم ایک ایسا امر ہے جس کی کبھی انسان خواہش بھی رکھتا ہے لہٰذا احکام کے بعد ''کتاب التمنی'' کا ذکر غیر مناسب نہیں۔ اب جبکہ حکام کے حکم کا دارومدار اکثر طور پر خبرِ واحد سے تعلق رکھتا ہے تو خبر واحد کا ذکر بھی غیر مناسب نہ ہوگا۔

خیال رہے جمیع احکام جب اپنے ثبوت میں کتاب وسنت کے محتاج ہیں تو پھر ''الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' کا عنوان نہایت ضروری تھا۔ جس کے ضمن میں امام صاحب نے کتاب وسنت سے احکام کے استنباط، اجتہاد کی ضرورت اور اختلاف کے غیر پسندیدہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ اب جبکہ اسلام میں اولاً وآخراً اللہ کی توحید کو ہی سب پر اہمیت حاصل ہے۔ تو امام صاحب نے بھی اپنی کتاب کو کتاب التوحید کے عنوان سے ختم کرنا مناسب سمجھا۔ اخروی لحاظ سے کامیاب اور ناکام انسان کا انحصار جب انسان کے اعمال کے ترازو پر ہے تو امام صاحب بھی اسے مناسب سمجھتے ہوئے توحید کے آخر میں ''نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ'' کے ترجمہ کو لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے وہ ترتیب جس کو امام صاحب نے عمداً ملحوظ رکھا اور ہم نے اسے ہدی الساری سے مختصراً پیش کیا ہے بہرحال یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کتاب کی ابتدا ''انما الاعمال بالنیات'' اور انتہا اعمال کے وزن سے اس بات پر اشارہ ہے کہ عقیدہ کے بعد اصل شئ اعمال ہی ہیں اب جو ان میں سے خالص نیت کے ساتھ ہوں گے وہ مقبول ورنہ مردود۔

الصحیح کے نسخے

امام بخاری رحمہ اللہ سے ان کے نوے ہزار تلامذہ نے ''الصحیح'' کا سماع کیا ہے، لیکن ان میں سے چار تلامذہ ایسے ہیں جنہوں نے ''الجامع الصحیح'' کو روایت کیا ہے، جن کا تذکرہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

1۔ ابراہیم بن معقل بن حجاج النسفی ﷺ (المتوفی 295ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تذکرہ الحفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"قال الخلیلی هو حافظ ثقة وقال المستغفری کان فقیها حافظا بصیرا باختلاف العلماء عفیفا صینا سمع قتیبة بن سعید وجبارة بن المغلس وهشام بن عمارة وطبقتهم وحدث بصحیح البخاری عنه"[1]

لیکن حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ''الصحیح'' کی روایت سے چند اوراق کا سماع نہیں کر سکے بلکہ ان احادیث کو اُنہوں نے امام صاحب سے اجازۃ لیا ہے۔[2]

2۔ ابومحمد حماد بن شاکر الوراق النسفی ﷺ

حافظ ابن حجر نے النسوی لکھا ہے۔ حافظ ان کی وفات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اظنه مات فی حدود التسعین" (290ھ)

علامہ زبیدی نے تاج العروس فصل السین من باب الواو والیاء میں النسوی

---

① تذکرة الحفاظ: ص 686 ج 2 . ② العبر: ص 100 ج 2، الشذرات: ص 218 ج 2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے لیکن صحیح النسفی ہے اور ان کی وفات 311ھ میں ہوئی ہے جیسا کہ حافظ ابن نقطہ نے ''التقیید'' میں ذکر کیا ہے۔

3۔ ابوطلحۃ منصور بن محمد بن علی البزدوی ﷺ (المتوفی 319ھ)

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

''ھوآخرمن حدث عن البخاری بصحیحه کما جزم به ابو نصر بن ماکولا وغیره''①

④ ابوعبداللہ محمد یوسف الفربری رحمہ اللہ موصوف کو روایت کے اعتبار سے بخاری کا حامل اللواء کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ اُنہوں نے مؤلف سے ''الصحیح'' کا دومرتبہ سماع کیا۔ پہلی مرتبہ 248ھ میں اور دوسری مرتبہ 252ھ میں۔

امام نووی رحمہ اللہ ''المنہاج'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ فربری کی روایت نہایت مشہور اور متواتر ہے۔ اور ان سے بے شمار لوگوں نے الصحیح کا سماع کیا ہے جن کی روایت ''الصحیح'' کے محفوظ نسخوں سے مروی ہے۔ شارحین نے ان کی تعداد بارہ بتائی ہے اور پھر حسب تفصیل ذیل ان بارہ سے ان رواۃ کے اسماء ذکر کیے ہیں جن کے واسطے سے شارحین کی سند الصحیح کے مؤلف تک پہنچتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور قسطلانی نے ان رواۃ کا ذکر کیا ہے۔ ''قطف الثمر'' اور ''الیانع الجنی'' میں اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ صاحب کی المسلسلات میں ان اسانید کا ذکر ملتا ہے۔ نیز شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''الارشاد الی مہمات الاسناد'' میں بھی بعض اسانید کا ذکر کیا ہے۔

اب ہم بالاجمال امام فربری کے ان دس تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں جن سے سلسلہ سند امام بخاری تک پہنچتا ہے۔

① ابن السکن ابوعلی سعید بن عثمان السکن المتوفی 352ھ موصوف 294ھ میں پیدا ہوئے۔

---

① مقدمه قسطلانی: ص 33.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② المستملی ابواسحاق ابراہیم بن محمد (المتوفی 376ھ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے المستملی کے نسخہ کو اصح ترین نسخہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"المستملی احفظ من جمیع نساخ البخاری"[1]

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اختلاف نسخ کے موقعہ پر المستملی کے نسخہ کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ بلکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ حافظ نے بھی وہاں مستملی کی بجائے دوسروں کے نسخہ کو معتبر قرار دیا ہے چنانچہ

"باب هل ينبش قبورمشركی الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قدومِ مدینہ کے سلسلہ میں جو روایت ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔"فاقام النبی ﷺ فبهم اربعا وعشرين ليلة جس کے بعد حافظ فرماتے ہیں:

"كذا للمستملی والحموی وللباقين اربع وعشرة وهو الصواب من هذا الوجه"

گویا اُنہوں نے المستملی اور الحموی پر دوسروں کو ترجیح دی ہے۔[2]

③ "الاسکیکثی ابونصر احمد بن محمد (المتوفی 376ھ)

④ ابوزید المروزی الفقیہ محمد بن احمد (المتوفی 371ھ)

⑤ ابواحمد محمد بن محمد الجرجانی، الشذرات میں ہے۔

"حدث بصحيح البخاری عن الفربری ومات 373ھ[3]

بعض نے الصحیح میں ان کا استاد البغوی بھی ذکر کیا ہے۔

⑥ ابومحمد عبداللہ احمد بن حمویہ السرخسی الحموی المولود 292ھ المتوفی 381ھ علامہ نووی نے ان کا سماع 310ھ کو فربر میں لکھا ہے۔ حموی اور سرخی ایک ہی شخص ہے دو نہیں۔

---

① فتح الباری: ج1 ص 495 . ② فتح الباری: ج 1، ص 525.

② الشذرات: ج 3، ص 82.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ مولانا سہارنپوری نے سمجھا ہے۔

⑦ ابوالھیثم محمد بن مکی الکشمیہنی المتوفی 389ھ

⑧ اسماعیل بن ابی نصر محمد بن احمد الکشانی المتوفی 391ھ

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"وھو آخر من حدث عن الفربری"

⑨ ابوسعید احمد بن محمد

⑩ محمد بن احمد بن الصامت

عددِ مرویات

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تفصیلی شمارے میں تعلیقات اور متابعات کے علاوہ بالتکرار روایات کی تعداد سات ہزار دو سو ستانوے ہے۔ معلق روایات کی تعداد ایک ہزار تین سو اکتالیس جبکہ متابعات کی تعداد تین سو چوراسی ہے۔

بعض لوگوں کے ہاں یہ تعداد سات ہزار تین سو پچھتر احادیث پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مقدمہ میں بیان کردہ تفصیلی تعداد بائیس کی حد تک زیادہ ہوگی۔ یاد رہے گو حافظ صاحب رحمہ اللہ کی بیان کردہ تعداد میں سہو کا امکان ہے۔ لیکن جس انداز میں اُنہوں نے تفصیلی نقشہ پیش کیا ہے۔ اس سے ان کی بیان کردہ تعداد قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اُنہوں نے کتاب کے ہر باب میں روایات کا تفصیلی جائزہ ذکر کیا ہے۔

بلا تکرار بخاری شریف کی احادیث کی تعداد امام نووی اور ابن الصلاح کے نزدیک بلا تعلیقات اور متابعات چار ہزار ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو اس تعداد سے کافی اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے تفصیلی شمار میں موصول روایات کی تعداد بلا تکرار دو ہزار پانچ سو تیرہ ہے جبکہ مقدمہ میں بیان کردہ دو ہزار چار سو ساٹھ ہے۔ اس لحاظ سے مقدمہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صاحب کی بیان کردہ اور شرح میں بیان کردہ تعداد میں ترپن احادیث کا فرق ہے مذکورہ تفصیل کے مطابق بلا تکرار روایات کی تعداد میں تین قول ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق جو انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان فرمایا۔ 2460 ہے۔

نمبر ② ابن الصلاح رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کے ہاں ایسی روایات کی تعداد 4000 ہے۔

نمبر ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی شرح میں دوسرے قول کے مطابق ان کی تعداد 2513 ہے۔

مقدمہ میں بیان کردہ قول چونکہ تفصیلی ہے، لہٰذا اسے ترجیح دی جا سکتی ہے۔ تاہم یہ قول ابن الصلاح رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کے قول سے کافی حد تک منافی ہے۔ گو حافظ صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی جائزے میں بلا تکرار روایات کی تعداد کم ہی ہے لیکن مشہور اندازے میں ان کی تعداد چار ہزار سے کم نہیں ہے۔

علامہ الجزائری نے اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد جو تعداد ذکر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صحیح بخاری ایک سو سے زائد کتب اور تین ہزار چار سو سے پچاس ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں کل روایات نو ہزار بیاسی ہیں جن سے صحابہؓ کے آثار اور تابعین کے اقوال خارج ہیں۔ جن میں معلق روایات ایک ہزار تین سو اکتالیس، احادیث سات ہزار دو سو ستانویں اور وہ روایات جو متابعات یا تنبیہ کے طور پر پائی جاتی ہیں تین سو چوالیس ہیں۔ ①

اگر مقدمہ فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے تو اور بھی اقوال ملتے ہیں جو کہ آپس میں مختلف ہیں حتیٰ کہ صاحب کتاب ہی کے اقوال مختلف ہیں تاہم ان جمیع اقوال میں تطبیق ممکن ہے جو کسی بھی صاحب ذوق پہ مخفی نہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ کوئی بھی بتائی ہوئی تعداد حرف آخر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انسان بالآخر انسان ہے اور تحقیق کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس کے بعد ہم عدد مرویات کے متعلق یہ دو شعر بھی نقل کرتے ہیں جو فائدہ سے خالی نہ ہوں گے۔

---

① توجیه النظر: ص 94.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جميع احاديث الصحيح الذى روى ال
بخارى خمس ثم سبعون للعد
و سبعة آلاف تضاف وما مضى
الى مائتين عد ذالك اولوالجد

فائدہ

اس فائدہ کے ضمن میں ہم عددِ مرویات کی نسبت سے یہ بات بتلانا ضروری خیال کرتے ہیں کہ ''الجامع الصحیح'' میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے زیادہ روایات کس کی ہیں اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے کس کی؟ جبکہ کم از کم کی، کوئی حد نہیں۔ حتیٰ کہ ایک ایک روایت بھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے واضح ہوتا ہے نیز ضمناً مختصر سی فہرست بھی نقل کی جاتی ہے جس سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کا علم ہو سکے گا چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

	اسمِ صحابی	مرویات
1	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	446
2	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	270
3	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	268
4	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	217
5	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	90
6	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	85
7	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	66
8	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	60
9	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	29
10	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	22

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	20
12	حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	16
13	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	10
14	حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ	11
15	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	9
16	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	9
17	حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	9
18	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	9
19	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	9
20	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	8
21	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	7
22	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	6
23	حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	5
24	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	4
25	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	4
26	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	4
27	حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	3
28	حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	3
29	حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ	3
30	حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما	3
31	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	2
32	حضرت عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ	1
33	حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ	1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	1
35	حضرت صخر بن حرب رضی اللہ عنہ	1
36	حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	1
	اسمِ صحابیہ	مرویات
1	حضرت عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا	242
2	حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا	16
3	حضرت میمونہ بنت ھلال رضی اللہ عنہا	7
4	حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	5
5	حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا	2
6	حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	1
7	حضرت رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا	2
8	حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا	1
9	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	2
10	حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	2
11	حضرت ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا	2
12	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	16

نوٹ: ان چند ایک صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کا ذکر ہم نے بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' کیا ہے۔ مزید تفصیل مطلوب ہو تو ھدی الساری مقدمہ فتح الباری رحمہ اللہ ص 474 تا 477 کا مطالعہ فرمایئے۔

الصحیح پر کتابیں

یہ موضوع اس قدر محنت طلب ہے کہ جتنی کوشش کی جائے کم ہے۔ اور اس کا استیعاب مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ کیونکہ ''الجامع الصحیح اور اس کے مصنف'' کو جس قدر شہرت حاصل ہے کسی پہ مخفی نہیں۔ اسی اعتبار سے اگر اندازہ لگایا جائے تو معلوم نہیں کتنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانوں، کتنے افراد نے کتنی کتابیں اس موضوع پر لکھیں، یعنی سلف سے لیکر خلف تک علماء کرام بلا امتیاز مکتب فکر کے برابر اس کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اس پر کام کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ مثلاً بخاری شریف کی شرح کسی نے عربی میں، کسی نے فارسی یا اُردو میں، تو کسی نے انگریزی میں لکھی۔ غرضیکہ ہر ایک نے اپنی زبان میں احادیث نبویہ ﷺ کے اس صحیح ترین ذخیرہ کو سمجھنے کیلئے اپنی مادری زبان کا قالب بخشا۔ چنانچہ ہماری معلومات کے مطابق اب تک بخاری شریف کی دوسو سے زائد شروح لکھی جا چکی ہیں۔ پھر کسی نے رجال کے متعلق لکھا تو کسی نے ابواب وتراجم کو موضوع تحریر بنایا۔ پھر کسی نے تجرید کی تو کسی نے اختصار کیا۔ بعض نے تعلیقات وحواشی لکھے۔ تو بعض نے صرف الفاظ غریبہ مشکلہ کو حل کیا۔ بعض نے ثلاثیات ورباعیات کو الگ الگ کر کے لکھا، بعض نے متابعات وشواہد پر کام کیا، کو بعض نے اساتذہ پہ بحث کی، تو بعض نے رواۃ پہ قلم اُٹھایا۔ کسی نے مستدرک لکھی تو کسی نے ''الجمع'' الخ لکھ دی۔ بعض نے تقطیع وتکرار کے متعلق کچھ لکھا، تو بعض نے تطبیق ترجمہ ومترجم لہ کے متعلق لکھ دیا۔ اور پھر کسی نے تفصیل کے ساتھ لکھا۔ کسی نے میانہ طور پر، تو کسی نے اختصاراً لکھا۔ غرضیکہ جو بھی آیا، اُس نے اپنے ذوق کے مطابق اپنے انداز میں کچھ نہ کچھ لکھا۔ لیکن اس مسلمہ بات کے باوجود کہ ''قرآن کے بعد جتنا کام امام بخاری رحمہ اللہ کی ''الجامع الصحیح'' پر ہوا ہے کسی اور کتاب پر نہیں ہوا'' پھر بھی تشنگی محسوس کی جاتی رہی ہے اور بقول علامہ ابنِ خلدون، یہ امت پر ایک قرض ہے جو ابھی تک ادا نہیں کیا گیا۔

اگر چہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری شرح بخاری کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ قرض ادا ہو چکا ہے لیکن یہ درست نہیں قرض ابھی باقی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ قرض ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ کتاب بھی قرآن مجید کی طرح ہی اعجاز رکھتی ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ وہ اللہ کی کلام ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی کلام ہے۔ اس میں جتنا بھی غور وخوض کیا جائے، اور جتنی مرتبہ کیا جائے فکر ونظر اور علم وعمل نئے دروازے ہی کھلتے جاتے ہیں اور ایک لاساحل سمندر ہے جس کی گہرائی کا علم نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ ہم اپنی کم مائیگی کی وجہ سے صرف چند ایک متداول اور مشہور شروح کے ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

① فتح الباری: للشیخ الاسلام ابی الفضل احمد بن علی بن حجر رحمہ اللہ العسقلانی المتوفی 852ھ

یہ وہ شروح ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ

" لا هجرة بعد الفتح "

اور صاحبِ کشف الظنون نے لکھا ہے

"وشهرته وانفراده بما يشتمل عليه من الفوائد الحديثية والنكات الادبية والفوائد الفقهية تغنى عن وصفه"

اور اس کی شہرت اور حدیثی فوائد نیز ادبی نکات یا فقہی فوائد کی بنا پر جو انفرادی حیثیت اسے حاصل ہے اس کی بنا پر یہ کتاب شرح کے متعلق کہا گیا ہے "وکل من جاء بعده فهو عيال له" جو اس کے بعد آیا اُن ہی کا خوشہ چیں رہا۔

② عمدۃ القاری: علامہ بدر الدین ابو محمد بن محمد بن احمد العینی الحنفی المتوفی 855ء اس شرح کو احناف اول الذکر شرح کا درجہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ سراسر ہٹ دھری ہے۔ جبکہ ان کا تفاوت یوں بیان کیا گیا ہے۔

"الاول مفيد للكملة والثانى مفيد للطلبة"

علامہ لکھنوی نے یوں بھی کہا ہے:

"ويفضل الاول على الثانى تحقيقاد تنقيد ا والثانى على الاول تو ضيحا و تفصيلا"

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ!

" واستمد فيه من فتح البارى بحيث ينقل منه الورقة بكما لها وكان يستعيره من البرهان بن الخضر باذن مصنف له ويعقبه فى مواضع"

اور ایک جگہ پر لکھتے ہیں

"وبالجمله شرحه حافل كافل فى معناه لكن لم يشتهر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كاشتهار فتح الباری فی حیاة مولفه وهلم جرا"

یعنی مصنف نے فتح الباری سے استفادہ کیا ہے اور اس قدر زیادہ کیا ہے کہ بسا اوقات وہ ورق کے ورق ان سے نقل کرتے ہیں بلکہ وہ برہان بن خضر سے بھی ان کی اجازت سے نقل کرتے ہیں اور بعض مواقع پر ان کا تعاقب بھی کرتے ہیں۔.....الغرض یہ کتاب بڑی جامع ہے لیکن اسے مصنف کی زندگی اور بعد میں بھی فتح الباری جیسی شہرت نہیں مل پائی۔

③ ارشاد الساری: شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری صاحب المواہب اللدنیہ اس شرح میں متن حدیث اور شرح کو یوں خلط ملط کر دیا گیا ہے کہ اگر حدیث کے الفاظ خطوط کے نیچے نہ ہوں تو اکثر مقامات میں متن اور شرح کا امتیاز مشکل ہو۔ اور بالتکرار ایک لفظ کی شرح کرتے ہیں۔ یہ شرح مختلف شروح کی تلخیص ہے۔ اور فتح الباری اصل ماخذ ہے۔ شروع میں امام صاحب کی سوانح عمری بھی رقم ہے۔ کثرتِ تکرار کے متعلق خود فرماتے ہیں۔ "لم اتحاش من الاعادة فی الافادة عند الحاجة الی البیان" مقدمہ کتاب قابلِ مراجعت ہے۔

④ التواری علی تراجم البخاری: الامام ناصر الدین علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی امام موصوف نے صحیح بخاری کے متعلق چار سو سوالاتِ مشکلہ کو چن کر ان کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔

⑤ الکواکب الدراری: للعلامہ شمس الدین محمد ابنِ یوسف بن علی الکرمانی المتوفی 782ھ یہ ایک مشہور اور متوسط شرح جامع فوائد و زوائد و نافع اہل علم ہے۔ اس شرح میں بطورِ مقدمہ علمِ حدیث کے متعلق قیمتی معمولات ہیں اور اندرونِ شرح مصنف نے اعرابِ نحویہ بعیدہ اور الفاظِ مشکلہ غریبہ کا حل خوب کیا ہے۔ اسماء رجال، القاب رواۃ کو بھی خوب ضبط کیا ہے بقول ابن حجر اس میں کافی اوہام ہیں۔

⑥ تغلیق التعلیق: شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس میں صحیح بخاری کی تعلیقات کو موصول ذکر کیا گیا ہے۔ اور آثار و موقوفات ہر ایک کی صحت وضعف و متابعات سے پوری بحث کی ہے۔ اور جن محدثین نے ان تعلیقات، آثار و موقوفات کی تخریج کی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کو مفصل بتایا ہے۔ حافظ ابن حجر 804ھ میں اس کی تسوید سے فارغ ہوئے۔

⑦ التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح: زین الدین ابو العباس احمد بن احمد ابن عبداللطیف الشرجی الزبیدی المتوفی 893ھ

اس تجرید میں مرفوع حدیثوں کو اسناد سے الگ کر کے مکررات کو حذف کر دیا ہے اور احادیث متفرقہ کو جمع کیا ہے۔ احادیث کو ''الصحیح'' سے تلاش میں بہت مدد ملتی ہے۔

⑧ دارالداری شرح رباعیات البخاری: العلامہ احمد بن محمد الشافی الشافعی رحمہ اللہ

صحیح بخاری سے ان حدیثوں کو چنا ہے جن کی سند چار واسطہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اور اس کی شرح تنقیح زرکشی اور کرمانی سے منتخب کی گئی ہے اور لفظ قلت لکھ کر اپنے فوائد بڑھائے ہیں۔

⑨ شرح ثلاثیات البخاری: محمد شاہ ابنا لحاج حسن المتوفی 939ھ

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جو تین واسطہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہیں جن کی تعداد بائیس تک ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ثلاثیات کی شروح ہیں۔

⑩ الجمع بین الصحیحین: العلامہ محمد بن ابی النصر الاندلسی القرطبی المتوفی 418ھ اس کا ذکر صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ کے مقدمہ میں کیا ہے۔ یہ کتاب مشہور ہے ایک کتاب اسی نام کی ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمن الازدی الاشبیلی المتوفی 582ھ کی بھی تحریر کردہ ہے۔

⑪ المستدرک علی الصحیحین: للامام الحافظ ابی عبداللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ

یہ کتاب چار جلدوں میں حلب سے شائع ہوئی ہے۔ حافظ ذہبی کا اس پر ذیل بھی ہے۔ اس میں صحیح احادیث کے علاوہ ضعیف اور منکر روایات کو بھی درج کر دیا گیا ہے جس وجہ سے حقیقتاً مستدرک نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ اور بھی مستدرک ہیں۔

⑫ صحیح بخاری کا ترجمہ انگریزی میں: اس کا مترجم کریزن ایک یورپی ہے۔ یہ کتاب 1296ھ میں یورپ کے شہر بلک میں طبع ہوئی اور دس جلدوں میں مکمل ہوئی۔

کتب علی المؤلف

جس طرح الجامع الصحیح کے متعلق بہت سی کتابیں ہیں اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مختصر طور پر یوں سمجھیے کہ ہر شارح نے اور ہر اس شخص نے جس نے کتاب بخاری پر کچھ لکھا ہے مولف کتاب پر ضرور قلم اُٹھایا ہے۔ پھر بعض نے مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً ھدی الساری مقدمہ فتح الباری، مقدمہ کرمانی، مقدمہ عمدۃ القاری، مقدمہ قسطلانی، حافظ ابن حجر کہتے ہیں ''مناقبہ کثیرۃ جدا قد جمعتھا فی کتاب مفرد'' معلوم ہوتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات پر یہ مستقل کتاب جو مقدمہ فتح اور تغلیق التعلیق سے الگ ہے جو یقیناً سب سے جامع ہوگی مگر افسوس دستیاب نہیں۔ الامام البخاری محدثا وفقیھا الفوائد الدرای للعجلونی اخبار الامام ابی عبداللہ البخاری وسیدنا للحافظ سلیمان بن موسیٰ الحمیدی الاندلسی حیاۃ البخاری للقاسمی اُردو میں سیرۃ البخاری للشیخ مبارکپوری رحمہ اللہ وغیرہ۔ پھر الانساب کی جتنی کتب ہیں ان میں بھی آپ کا تذکرہ موجود ہے مثلاً الانساب للسمعانی اور اللباب للجزری وغیرہ۔ اور پھر اسماء الرجال کی اکثر کتب میں بھی آپ کا ذکر ملتا ہے مثلاً تہذیب الکمال تہذیب التہذیب اور تذکرۃ الحفاظ للذہبی اور پھر تاریخ کی کتب میں بھی آپ کا ترجمہ موجود ہے۔ مثلاً تاریخ دمشق لابن العساکر، المنتظم لابن الجوزی، تاریخ الاسلام للذہبی، سیر اعلام النبلاء للذہبی، البدایہ والنھایہ، شذرات الذھب اور تاریخ بغداد وغیرہ پھر مذہبی طبقات کی کتب میں بھی آپ کو ذکر کیا گیا ہے مثلاً طبقاتِ حنابلہ، طبقاتِ شافعیہ اور ترتیب المدارک وغیرہ۔ اور پھر زھاد وعباد محدثین پر لکھی جانے والی کتب میں بھی آپ کا تذکرہ موجود ہے مثلاً حلیۃ الاولیاء، بستان المحدثین، تذکرۃ المحدثین اسی طرح اصول حدیث پر لکھی گئی کتابوں میں بھی اس موضوع سے متعلق بڑی قیمتی معلومات ہیں مثلاً مقدمہ ابن الصلاح، تدریب الراوی، النکت لابن حجر وغیرہ۔ غرضیکہ آپ کی سیرت وشخصیت اور خدمات پر بھی بہت سے لوگوں نے مختلف زبانوں میں قلم اُٹھایا ہے جو کہ ایک لابدی تقاضا تھا۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ المختصر کہ جب تک کتاب وسنت پر کام ہوتا رہے گا امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی الجامع الصحیح بھی زیر قلم رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

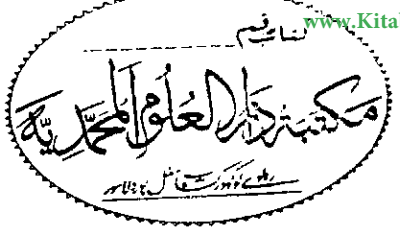

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصنف کی دیگر تالیفات

① بدعاتِ قبور۔ اقسام واحکام
② مروّجہ ماتم حسین رضی اللہ عنہ
③ کشف الحجاب عن مسئلۃ الغراب
④ علمائے دیوبند اور انگریز
⑤ طبقات الناس
⑥ وقفات مع السلف
⑦ مفتاح الھدیٰ لاحادیث الکتیٰ
⑧ مختصر الطبقات من الضعفاء والثقات
⑨ فتح الخبیر لأحادیث التاریخ الکبیر
⑩ فتح الرحمٰن لأحادیث المیزان
⑪ حیّ علی الفلاح.....الجھاد
⑫ الأخوۃ الاسلامیۃ
⑬ حامداً ومصلیاً فیمن مات مصلیاً
⑭ علم وعمل
⑮ الاحادیث الطوال للطبرانی (تحقیق وتخریج)
⑯ تحریک ختم نبوت کے اولین نقوش
⑰ مثالی خواتین
⑱ نظام اسلام کی برکات (زیر طبع)
⑲ تحریک ختم نبوت اور خدمات اہلحدیث کے امتیازی پہلو (زیر طبع)

ناشر بیت التوحید، دارالسلام (لوبہ بیک سنگھ) پاکستان